تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا
(اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار نورزادیاں

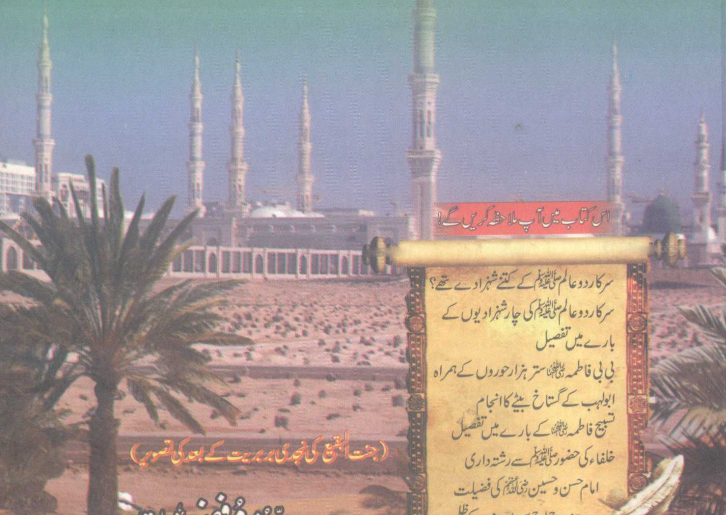
(جنت البقیع کی نجدی بربریت کے بعد کی تصویر)

اس کتاب میں آپ ملاحظہ کریں گے!

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے شہزادے تھے؟
سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار شہزادیوں کے بارے میں تفصیل
بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا ستر ہزار حوروں کے ہمراہ
ابولہب کے گستاخ بیٹے کا انجام
تسبیح فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تفصیل
خلفاء کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ داری
امام حسن وحسین رضی اللہ عنہم کی فضیلت
یزید وحجاج بن یوسف کے ظلم

ابوالبرکات علامہ مفتی محمد افضل قادری رضوی مجیبی

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد نواسیوں اور نواسوں

پر ایک منفرد تحریر بنام

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نور زادیاں

مصنف

حضرت مولانا ابوالبرکات مفتی

محمد افضل قادری رضوی امجدی

فاضل: دار العلوم امجدیہ کراچی۔ مدرس: جامعہ رضویہ غوثیہ مسجد رحمانپورہ شیخوپورہ

خادم الفقہ والحدیث دار العلوم قادریہ رضویہ ڈیرہ ساہیانوالہ لاہور روڈ شیخوپورہ

0311.8313112-0335.9969039

ناشر!

سنی پبلی کیشنز داتا دربار مارکیٹ لاہور 0342.4318542

اجمالی فہرست

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	دل ہلا دینے والا واقعہ	14
1۔	شانِ اہلبیت وصحابہ کرام رضی اللہ عنھم	19
	ازواجِ پاک بھی اہل بیت ہیں	21
2۔	رسول اللہ ﷺ کے نور زادے رضی اللہ عنھم	23
	اولاد کو ادب سکھانے کے بارے ۳ فرامین مصطفےٰ ﷺ	28
3۔	حضور اکرم ﷺ کی حقیقی چار شہزادیاں ہیں	32
	چار نور زادیاں	35
4۔	نور زادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا	49
5۔	نور زادی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا	65
	سوگ میں سیاہ لباس پہننا کیسا؟	69
	قبروں کی زیارت کرنا مسنون	69
6۔	نور زادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا	70
	مسجد کعبہ اور مسجد نبوی میں آپ کی زمین شامل	74
7۔	نور زادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	77
	فاروق اعظم کی حیدرِ کرار سے محبت	108
	صحابہ واہل بیت کے بارے میں عقائد	114
	مولا کائنات کی زبان شیخین کی شان	115
	سیدہ ام کلثوم بنت فاطمہ کا نکاح	117
	حضرت امیر معاویہ کی امام حسن مجتبیٰ سے محبت	125
	یزید کتوں کے ساتھ کھیلتا تھا	151
	حضرت عمر بن عبدالعزیز نے یزید کے حامی کو کوڑے مارے	151

اجمالی فہرست

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	دل ہلا دینے والا واقعہ	14
1۔	شانِ اہلبیت وصحابہ کرام رضی اللہ عنھم	19
	ازواجِ پاک بھی اہل بیت ہیں	21
2۔	رسول اللہ ﷺ کے نور زادے رضی اللہ عنھم	23
	اولاد کو ادب سکھانے کے بارے ۳ فرامین مصطفی ﷺ	28
3۔	حضور اکرم ﷺ کی حقیقی چار شہزادیاں ہیں	32
	چار نور زادیاں	35
4۔	نور زادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا	49
5۔	نور زادی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا	65
	سوگ میں سیاہ لباس پہننا کیسا؟	69
	قبروں کی زیارت کرنا مسنون	69
6۔	نور زادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا	70
	مسجد کعبہ اور مسجد نبوی میں آپ کی زمین شامل	74
7۔	نور زادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	77
	فاروق اعظم کی حیدرِ کرار سے محبت	108
	صحابہ واہل بیت کے بارے میں عقائد	114
	مولا کائنات کی زبان شیخین کی شان	115
	سیدہ ام کلثوم بنت فاطمہ کا نکاح	117
	حضرت امیر معاویہ کی امام حسن مجتبیٰ سے محبت	125
	یزید کتوں کے ساتھ کھیلتا تھا	151
	حضرت عمر بن عبد العزیز نے یزید کے حامی کو کوڑے مارے	151

تفصیلی فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
کلماتِ برکت	9
﴿شرف انتساب﴾	12
پیش لفظ	13
لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے کی ابتداء کیسے ہوئی؟	13
دل ہلا دینے والا واقعہ	14
مومن قناعت پسند ہوتا ہے	15
چند اہم باتیں	15
باب نمبر 1: شانِ اہل بیت وصحابہ	19
اہل بیت کشتی نوح کی طرح	19
صحابہ ستاروں کی مانند	19
نجات کے لئے دونوں کا دامن تھامنا ضروری ہے	20
اھل بیت کون ہیں؟	21
ازواج پاک بھی اہل بیت ہیں	21
اولاد کا اہل بیت ہونا	22
باب نمبر 2: رسول اللہ ﷺ کے نور زادے	23
رسول اللہ ﷺ کی اولاد پاک	23
نور زادہ سیدنا قاسم رضی اللہ عنہ	24
نور زادہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ	25
سید ابراہیم رضی اللہ عنہ	26
اولاد کو ادب سکھانے کے بارے ۳ فرامین مصطفیٰ ﷺ	28
سید ابراہیم کی جنت میں دائی	28
سید ابراہیم کے وصال پر گریہ فرمانا	29
سید ابراہیم کا غسل وتدفین	29
ایصالِ ثواب کے بارے میں مسائل	30

حضرت سعد کی والدہ کے لیے کنواں 30

باب نمبر 3: حضور اکرم ﷺ کی حقیقی شہزادیاں 32

قرآن کریم سے ثبوت 32

بنات بنت کی جمع 32

پردے کے بارے میں مسائل 33

آٹھ صاحبزادیاں 35

چار نورزادیاں 35

شیعہ کتب سے ثبوت 37

مباہلہ میں دوسری بیٹیاں کیوں شامل نہ تھیں 40

اعتراض اور اس کا جواب 41

ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ 42

کچھ سیدہ ماریہ قبطیہ کے بارے میں 42

واقعہ مباہلہ 43

گستاخ ابولہب کے گستاخ بیٹے کا انجام 46

باب نمبر 4: نورزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا 49

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا 49

حضرت ابو العاص کا قبول اسلام 50

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی اولاد 52

خالہ اور بھانجی سے نکاح 52

قریش کا حضرت ابو العاص کو ابھارنا: 53

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال 53

یہ کون سی صاحبزادی تھیں؟ 54

آثار صالحین سے برکت حاصل کرنا 55

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا درجۂ شہادت 56

ھبار بن اسود کے بارے میں حکم 59

ھبار بن اسود کا قبول اسلام 59

اولاد پر شفقت کے بارے میں ارشادات	60
تیموں کے بارے ارشادات	63
باب نمبر 5: نورزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا	65
سیدہ دو ہجرتیں فرمانے والی ہیں	65
اہلیہ سمیت ہجرت کرنے والے	65
سیدہ کا نکاح زمانہ جاہلیت میں یا زمانہ اسلام میں	65
سیدہ رقیہ کی اولاد	66
سیدہ رقیہ کا وصال	66
سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر میں حضرت ابوطلحہ اترے	67
سوگ میں سیاہ لباس پہننا کیسا؟	69
قبروں کی زیارت کرنا مسنون	69
باب نمبر 6: نورزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا	70
اسلام اور ہجرت اور شادی	70
سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ تیسرے خلیفہ	71
نام والقاب اور کنیت	71
عثمان غنی کی حیا	71
حضرت عثمان غنی کی سخاوت	73
مسجد کعبہ اور مسجد نبوی دونوں میں آپ کی زمین شامل	74
لقب ذوالنورین کی وجہ	75
حضرت عثمان غنی کی خصوصیات	76
باب نمبر 7: نورزادی سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا	77
ولادت باسعادت	77
نام والقابات	77
حضرت سیدہ خاتون جنت کے بچپن کا واقعہ	78
حضرت علی اور خاتون جنت کی سخاوت	80
شانِ نزول	82

خاتون جنت کی اولاد پاک	82
آیت تطہیر اور حضور کی ازواج پاک و اولاد اطہار	83
حدیث کساء	84
سیدہ کی چند خصوصیات	86
اہل بیت میں سب سے پیاری	86
سیدہ جنتی عورتوں کی سردار	86
سب سے بڑی فضیلت والی بیٹی	87
سیدہ بی بی فاطمہ ستر ہزار حوروں کے ہمراہ	87
سیدہ بی بی فاطمہ اور آپ کی اولاد آگ پر حرام ہے	88
سیدہ فاطمہ کی ناراضگی میں آقا ﷺ کی ناراضگی	89
بی بی فاطمہ کی موجودگی میں دوسرا نکاح حرام	89
سیدہ فاطمہ سے حضور کا پیار	90
بی بی فاطمہ سب سے پیاری	90
وہ پیاری ہے اور تم عزیز ہو	91
سیدہ فاطمہ کی رضا سے اللہ خوش ہوتا ہے	91
دنیا کی تنگی پر صبر کرو	91
بھوک کی تکلیف ختم	92
رات بھر نماز میں مشغول	92
تسبیح فاطمہ	92
حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح	95
حق مہر	97
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا سامانِ جہیز	97
امورِ خانہ داری	98
لعابِ دہن عطا فرمانا	98
دعوتِ ولیمہ	99
مسائل دعوتِ ولیمہ	100

جو سیدہ فاطمہ کو گالی دے وہ کافر	101
جنت میں داخل ہونے والے پہلے چار	101
سب سے پہلے حوض کوثر پر آنے والے	101
سیدہ فاطمہ کا وصال	102
سیدہ فاطمہ کی چار پائی کا پردہ	103
سیدہ فاطمہ کا جنازہ کس نے پڑھایا؟	104
حضرت خدیجہ اور سیدہ فاطمہ میں افضل کون؟	105
حضرت علی شیر خدا چوتھے خلیفہ	106
القاب وکنیت	106
مولا کائنات کی خصوصیات	107
مومن مولا کائنات سے محبت کرتا ہے	107
فاروق اعظم کی حیدر کرار سے محبت	108
جس کا میں مولا اس کے علی مولا	109
کیا حضرت علی بلافصل خلیفہ ہیں	110
مولا کائنات علم کا دروازہ ہیں	112
شان خلفاء راشدین	113
صحابہ واہلبیت کے بارے میں عقائد اہلسنت	114
مولا کائنات کی زبان شیخین کی شان	115
بی بی فاطمہ کی اولاد مبارک	117
سیدہ ام کلثوم بنت فاطمہ کا نکاح	117
قیامت کے روز قائم رہنے والا رشتہ	118
خلفاء اربعہ کی حضور سے رشتہ داری	120
امام حسن نواسہ رسول پانچویں خلیفہ	121
امام حسن مجتبیٰ کی شان	122
حدیث پاک	122
میرا بیٹا سردار ہے مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کروائے گا	123

حدیث پاک سے حاصل ہونے والے مسائل 124
واقعہ صلح 125
حضرت امیر معاویہ کی امام حسن مجتبیٰ سے محبت 125
خلافت راشدہ اور پہلے بادشاہ 126
حدیث پاک 127
صدیق اکبر کی امام حسن سے محبت 128
امام حسن اور حضرت اسامہ کا مقام 129
کچھ کشف المحجوب شریف سے 130
امام حسن رضی اللہ عنہ کی سخاوت 130
امام حسن رضی اللہ عنہ کی تدفین 132
مروان بن حکم 132
نواسۂ رسول سیدنا امام حسین 134
شانِ امام حسین میں ۱۰ فرامین مصطفیٰ ﷺ 135
امام حسین کی سخاوت 143
ابن زیاد کے منہ اور ناک میں سانپ 144
اہم نصیحت! 144
ولادت باسعادت کے ساتھ ہی شہادت کی خبریں 145
حدیث پاک سے حاصل ہونے والا مسئلہ 147
یزید پلید کا فتنہ اور اس کا شرعی حکم 147
امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ اور استدلال 149
یزید کو اگر کوئی کافر کہے تو؟: 150
بعض گمراہ لوگ 150
یزید کتوں کے ساتھ کھیلتا تھا 151
حضرت عمر بن عبد العزیز نے یزید کے حامی کو کوڑے مارے 151
تین قبیلوں میں چار ظالم 151
حضرت عمران بن حصین 153

مدینہ منورہ پر چڑھائی	154
حضرت ابو سعید خدری کی بے حرمتی	154
حضرت سعید بن مسیب کی بے حرمتی	155
یزید پلید نے مکہ معظمہ پر بھی لشکر کشی کی	155
امام حسن رضی اللہ عنہ کی ازواج پاک	156
امام حسن رضی اللہ عنہ کے شہزادے:	156
امام حسن کی صاحبزادیاں	157
امام عالی مقام امام حسین کی ازواج پاک	157
امام حسین رضی اللہ عنہ کے شہزادے	157
امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہزادیاں	157
سلسلہ اولاد	157
مختار ابن عبید اور حجاج ابن یوسف	158
حجاج ابن یوسف کی تکفیر	159
داتا حضور کا شجرہ نسب	162
حضور غوث اعظم کا شجرہ نسب	162
خواجہ غریب نواز کا شجرہ نسب	162

☆☆☆

کلماتِ برکت

از قلم: صوفی عالمِ دین علامہ ذوالقرنین قادری

(مدرس دار العلوم صادق الاسلام کراچی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صلی علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آل سیدنا محمد اما بعد

قاعدہ یہ ہے کہ نسب بیٹے سے چلے اور پوری کائنات میں ایسا ہی ہے مگر عجب کمال ہے کہ رسول ہاشمی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نسب مبارک بیٹی سے چلا!

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولادِ پاک حضرت بی بی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوئی، سوائے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے، یوں حضرت بی بی خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا قیامت تک کے سیدوں کی نانی جان ٹھہریں۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادوں کے بارے میں اگرچہ اختلاف ہے کہ ان کی تعداد کتنی ہے مگر صاحبزادیوں کے متعلق جمہور کا اتفاق ہے کہ آپ کی چار صاحبزادیاں ہیں، سیدہ زینب، سیدہ رقیہ، سیدہ اُم کلثوم اور خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہن۔

شیعہ فرقے کا اعتراض کوئی معانی نہیں رکھتا اگر اندھے کو سورج کا نور نظر نہیں آتا تو اس میں اندھے کا ہی قصور ہے سورج کا نہیں، لیکن اہل علم کو تو دلائل چاہئیں، دلائل کے لیے کتاب ''سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چار نور زادیاں'' آپ کے ہاتھ میں ہے، جس میں شیعہ فرقے کی اپنی مستند کتابوں سے اس بات کو ثابت کیا گیا ہے اس

سے بڑھ کر کسی اور دلیل کی کیا ضرورت......!!!

آج کا دور علمی دور سمجھا جاتا ہے، ہر ماں باپ کو فکر ہے کہ ان کی اولاد تعلیم
زیور سے آراستہ ہو، اور یہ بہت اچھی بات ہے مگر اپنی اولاد سے یہ تو پوچھو کہ ہم جس
پاک علیہ السلام کا کلمہ پڑھتے ہیں ان کی اولاد پاک کے بارے میں کچھ معلوم ہے، کہ ان
کتنی اولادیں ہوئیں؟ کتنے صاحبزادے تھے؟ کتنی صاحبزادیاں تھیں، صاحبزادیا
کن کے نکاح میں آئیں، ان سے کون سی اولاد ہوئی، اور اتنے سادات اولیاء کرام
الرحمہ گزرے ہیں کن کی اولاد میں ہیں، وغیرہا۔

البتہ یہ ایسے سوالات ہیں کہ عام مسلمان تو کیا ہم جیسے دین سے وابستہ لوگوں کو
اتنا علم نہیں، اور یہ واقعی افسوس کا مقام ہے، لائق صد مبارک باد ہیں عزیزی محترم المقا
حضرت علامہ محمد افضل قادری رضوی زید مجدہ کہ جنہوں نے انتہائی محبت ا
محنت سے ان سوالات کے جوابات اپنی اس کتاب میں عطا فرمائے اور بڑے پیار
انداز میں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولادِ پاک بالخصوص چار صاحبزادیوں
احوال ذکر فرمائے، اور نہ صرف احوال بلکہ ضروری مسائل مثلاً اہل بیت سے محبت
فضیلت' اہل بیت سے گستاخی کا انجام' بیٹیوں کی فضیلت، اُمور خانہ داری گزارنے
طریقہ، یتیم بچوں کی کفالت کی فضیلت اور دیگر ضروری مسائل کو بھی ذکر فرمایا، گو
مختلف گلوں کو چن کر ایک خوبصورت گلدستہ، سجالیا گیا ہے۔ نیز حضرات حسنین کریمین
علیہما الرضوان کا ذکر شریف اور ان کی اولادِ پاک کا ذکر بالخصوص سرتاج الاولیاء محبوب سبحا
قطب ربانی حضور سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نائب مصطفیٰ فی الہند

حضرت خواجہ خواجگان حسن سنجری خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ اور مخدوم امم، قدوۃ السالکین ، مظہر علوم خفیہ وجلیہ السید ابوالحسن حضرت علی بن عثمان داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ کا مبارک شجرہ نسب بھی ذکر فرمایا ہے، جس کے مطالعہ کرنے سے اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک کے بارے میں علم بھی آئے گا اور ان کی محبت بھی موجزن ہوگی، جو دنیا و آخرت میں باعث خیر و برکت ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت کی اس سعی مبارک کو مستجاب فرمائے اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے صدقے بار بار حرمین طیبین کی حاضری نصیب فرمائے......!

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

محمد ذوالقرنین اصغری

﴾شرفِ انتساب اور نذرانہ عقیدت﴿

راقم اپنی اس ناقص سی تحریر کو

مرکز تجلیات منبع فیوض وبرکات حضور سیدنا الشیخ داتا گنج بخش علی ہجویری

قطب ربانی محبوب سبحانی حضور سیدنا الشیخ عبد القادر جیلانی غوث اعظم

سلطان الہند سید الاولیاء معین الدین حضور سیدنا خواجہ غریب نواز اجمیری

شیخ الاسلام والمسلمین حضور سیدنا بابا فرید الدین گنج شکر

حضور سیدنا صوفی ودرویش بابا بلھے شاہ قادری شطاری

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان قادری

علیہم الرضوان کی بارگاہوں سے انتساب کرتا ہے۔

اوران اُونچے حضرات کی خدماتِ عالیہ میں بطورِ **نذرانہ عقیدت** پیش کرنے کا شرف حاصل کرتا ہے

محمد افضل قادری رضوی

۲۵ جمادی الثانی ۱۴۳۳ھ بعد عشاء شب ج

پیشِ لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ قرانِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ O

ترجمہ کنزالایمان: اور یوں ہی بہت مشرکوں کی نگاہ میں ان کے شریکوں نے اولاد کا قتل بھلا کر دکھایا کہ انہیں ہلاک کردیں اور ان کا دین ان پر مشتبہ کردیں اور اللہ چاہتا تو ایسا نہ کرتے تو تم انہیں چھوڑ دو وہ ہیں اور ان کے افترا۔ (پارہ 8 الانعام 137)

لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے کی ابتداء کیسے ہوئی:۔

زمانہ جاہلیت میں نعمان بن منذر نے عرب کے ایک قبیلہ پر ڈاکہ ڈالا اور ان کی عورتوں کو قید کر کے لے گیا، ان قید شدہ عورتوں میں ایک عورت "قیس ابن عاصم" کی بیٹی تھی، کچھ دنوں بعد ان ڈکیتی کرنے والوں اور اس قبیلہ میں اس بات پر صلح ہوئی کہ "ان قیدیوں میں سے جو آزاد ہونا چاہے وہ آزاد ہوکر اپنے قبیلہ میں چلا جائے اور جو ان ڈاکوؤں کے ساتھ رہنا چاہے وہ وہاں ہی رہے۔" ان تمام عورتوں نے آزادی چاہی، مگر قیس ابن عاصم کو بیٹی نے کہا کہ میں تو نعمان کے ساتھ ہی رہوں گی، جس پر قیس نے قسم کھائی کہ "آئندہ میرے جو لڑکی ہوگی اسے زندہ ہی دفن کردوں گا کہ لڑکی نے میری ناک کٹوادی۔" یہ تو اس حرکت کی ابتداء ہوئی اس کے بعد وہاں یہ رسم پڑ گئی کہ سرداران عرب اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے لگے کوئی تو اپنی غریبی کی وجہ سے کوئی اپنی برائی کی بنا پر کہ ہمارا کوئی داماد نہ بنے یہ رواج ایسا پڑا کہ بعض عرب کبھی کسی حاجت

میں اپنی اولاد کی ذبح کرنے کی نذر مان لیتے اور حاجت پوری ہوجانے پر ذ
کردیتے۔ (تفسیر نعیمی ۸/ ۱۳۷ لاہور، تفسیر روح المعانی الجزء الثامن ص ۳۸۴ دار احیاء التراث العربی بیروت

بعض عرب اپنے لڑکوں کو بھی قتل کردیتے تھے اپنی غریبی کی بنا پر بلکہ بعض لوگ ا
لڑکیوں کو زندہ رکھتے تھے، کہ جوان ہونے پر ان پر اچھی خاصی رقم لے کر ان کا نک
کریں گے لڑکوں کو مار ڈالتے تھے کہ ہم کو ان کے نکاح سے آمدنی نہ ہوگی۔ (تفسیر نعیمی ۸/

دل ہلا دینے والا وقعہ:۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہو کر ایمان
اور بارگاہِ رسالت میں ہی رہنے سہنے لگا مگر ہمیشہ غمگین رہتا تھا ایک دن حضور نبی کریم
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے اس غمگینی کی وجہ پوچھی وہ بولا کہ میں اپنی سنگدلی اور ا
بے گناہ بچی کی یاد سے غمگین رہتا ہوں، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
واقعہ ہے؟ وہ بولا کہ ہمارے خاندان میں لڑکیوں کو زندہ دفن کردینے کا رواج تھا،
نے اپنی کئی بیٹیاں زندہ گاڑھی تھیں، ایک بیٹی کے متعلق میری بیوی نے سفارش کی
اسے زندہ رہنے دے، میں مان گیا، وہ جوان ہوگئی نکاح کے پیغام آنے لگے، مجھ
جھوٹی عزت اور غیرت کا بھوت سوار ہوا کہ اب کوئی میرا داماد بنے گا، ایک دن میں
اپنی بیوی سے کہا کہ میں اس لڑکی کو اپنے رشتے داروں سے ملاقات کے لیے فلاں
لے جانا چاہتا ہوں، وہ خوش ہوئی اور بیٹی کو کپڑے، زیور پہنا کر میرے حوالے کیا
کہا کہ ”یہ میری امانت ہے اس میں خیانت نہ کرنا“

میں اپنی بیٹی کو جنگل میں ایک گہرے کنویں کے کنارے پر لے گیا، میری بیٹی
گئی اور وہ مجھ سے لپٹ کر رونے لگی کہ ”ابا جان! میرا قصور کیا ہے؟ ارے میں

ماں کی امانت ہوں۔"

میری بیٹی بہت آہ وزاری کرتی رہی مگر میں نے اپنی بیٹی کو کنویں میں دھکیل دیا، میری بیٹی کنویں میں گر کر بھی مجھے پکارتی رہی کہ "ابا جان! مجھے نکالو" میں نے اوپر سے پتھر مارے یہاں تک کہ اس کی آواز بند ہوگئی، جب مجھے اس کی موت کا یقین ہوگیا تب میں وہاں سے واپس لوٹا" یہ واقعہ سن کر سارا مجمع اور حضور نبی کریم ﷺ بہت ہی روئے یہ تھا عرب کا پرانا حال۔ (تفسیر نعیمی ۸/۱۴۰، تفسیر روح البیان، ۳/۱۴۲، دار احیاء التراث العربی بیروت)

مومن قناعت پسند اور نرم دل ہوتا ہے:۔

ذکر کردہ آیتِ مبارکہ میں عرب کے اسی رواج کو ذکر کیا گیا ہے پتہ لگا کہ کافر کا دل سخت ہوتا ہے، مومن کا نرم، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور مدینہ منورہ کی زمین بلکہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نامِ اقدس دل میں نرمی پیدا کرنے کے لیے اکسیر ہے کلمہ طیبہ اگر دل میں اتر جائے تو دل میں نرمی، کفار کے مقابل جراءت اور قناعت پیدا کرتا ہے، دیکھو یہ شخص کافر رہتے ہوئے اس واقعہ پر غمگین نہ ہوا، کلمہ پڑھ کر غم سے دوچار ہوا، کلمہ نے دل میں نرمی پیدا کی، فرعونی جادوگر کلمہ پڑھنے کے بعد فرعون سے بولے "فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ" جو تجھ سے ہوسکے کرلے۔ (پارہ 16 طہٰ 72) یہ تھی جراءت،

ایک کافر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مہمان ہوا رات کو سات بکریوں کا دودھ پی گیا مگر جب صبح کو مسلمان ہوا تو دو بکری کا دودھ نہ پی سکا یہ ہوئی دل میں قناعت۔

چند اہم باتیں:۔

﴿۱﴾...... سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا انسانیت پر اتنا بڑا احسان ہے کہ کوئی بیان نہیں کرسکتا، کوئی انسان حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا شکریہ ادا نہیں کرسکتا، حضور صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انسان نما درندوں بلکہ درندوں سے بدتر لوگوں کو ترقی کے بام پر پہنچایا۔

﴿۲﴾......نور نبوت کے بغیر عقل انسانی اندھی ہے بلکہ سخت نقصان دہ ہے عاقل انسان وہ حرکتیں کرلیتا ہے جو خونخوار درندے جانور بھی نہ کریں یہ تو آپ عرب کا حال سن چکے، ہندوستان میں ہندو عورت اپنے مردہ خاوند کی لاش کے ساتھ زندہ جلادی جاتی تھی، مسلمانوں نے یہ رواج بند کیا، اب اس ترقی کے دور میں بعض مشرکین اپنے آپ کو جلا کر بھسم کرلیتے ہیں، بھوک ہڑتال سے جان دے دینے کی کوشش کرتے ہیں یہ وہ ہی پرانی بربریت ہے۔

﴿۳﴾......بیٹیوں سے دل تنگ ہونا بیٹوں سے بہت محبت کرنا ان کے مقابل بیٹیوں کو ذلیل سمجھنا کفار کا طریقہ ہے۔

اسلام اس سے روکتا ہے، ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چار بیٹیاں اور تین یا چار بیٹے ہوئے۔ (مع اختلاف اقوال)

بیٹے سارے ہی بچپن میں وفات پاگئے جب کہ بیٹیوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پال کر جوان کیا، اور فرمایا جو تین لڑکیوں کو خوش دلی سے پال کر جوان کردے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (تفسیر نعیمی ۸/۱۴۱، مکتبہ اسلامیہ لاہور)

﴿۴﴾......کچھ بد عقیدہ لوگ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے بغض ہونے کی وجہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چار بیٹیاں ہونے سے انکار کرتے ہیں ہم نے خود انہیں کی مسلم کتابوں سے بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چار بیٹیاں ہونا ثابت کیا ہے آپ اس کو ملاحظہ فرمائیں گے۔

﴿۵﴾......کچھ لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہنے کے باوجود انبیاء کرام اور اولیاء

عظام صحابہ کرام کی بارگاہ میں سخت بے ادبیاں کرتے ہیں ان سب کا شرعی حکم جاننے کے لیے بہار شریعت پہلا حصہ اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ کی فتاویٰ رضویہ شریف کا مطالعہ فرمائیں۔

﴿٦﴾...... ایسے والدین جن کے دلوں میں اپنی بیٹیوں کے لیے جگہ نہیں ایسے بھائی جو اپنی بہنوں کو نظر حقارت سے دیکھتے ہیں اس رسالہ کو پڑھ کر اپنی اصلاح کریں۔

﴿٧﴾...... ہم نے اس رسالہ میں جہاں مناسب سمجھا فقہی مسائل بھی نقل کیے ہیں، تاکہ فقہی ذوق رکھنے والے طلبہ اور طالبات محظوظ ہوسکیں۔

﴿٨﴾...... راقم کو سیدنا داتا حضور گنج بخش فیض عالم علیہ الرحمہ سے حد درجہ قلبی لگاؤ ہے لہذا تین جگہ کشف المحجوب شریف سے بھی عبارتیں نقل کیں۔

﴿٩﴾...... برصغیر پاک و ہند میں حدیث پاک کی سب سے زیادہ خدمات سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی قادری کی ہیں اس رسالہ میں آپ کی کتابوں سے بہت استفادہ کیا گیا۔

﴿١٠﴾...... فتاویٰ رضویہ شریف بہار شریعت اور مراۃ شرح مشکوۃ سے بھی بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔

﴿١١﴾...... کتاب شروع کرنے سے قبل راقم نے استاذ العلماء قبلہ استاد جی علامہ نثار احمد صابری مدرس دارالعلوم امجدیہ سے اجازت، دعالی، آپ کے علاوہ نہایت ہی شفیق ہستی حضور قبلہ سید عبدالوہاب جیلانی باپو بلدیہ کراچی سے اپنے ارادے کا ذکر کیا، علاوہ ازیں پیر سید غلام دستگیر گیلانی شاہ صاحب (برمنگھم) کو فون پر بتایا سید صاحب نے بہت ہی خوشی کا اظہار فرمایا۔

﴿۱۲﴾...... شیخ الحدیث مفتی عطاء اللہ نعیمی صاحب (نور مسجد) اور طالب علم محمد انس قادری نے مجھے کتابیں فراہم کیں اللہ جزائے خیر دے۔

﴿۱۳﴾...... اس رسالے کو لکھنے کا ارادہ میں نے اس سال ربیع الثانی میں مدینہ منورہ کی حاضری کے دوران کیا تھا، الحمدللہ پایہ تکمیل کو پہنچا اس میں میرا کوئی کمال نہیں یہ فقط اور فقط نوازشات ہیں تاجدار حرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی، اور بارگاہِ رسالت میں اس امید پر ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بارگاہ میں اس رسالہ کو قبول فرما کر دوبارہ بارگاہِ عالیہ کی حاضری کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ ہم غریبوں کے دن بھی سنور جائیں گے

خیر سے دن خدا وہ لائے دونوں حرم ہمیں دکھائے

زمزم وبئر فاطمہ سے پئیں گے چل کے جام دو

﴿۱۴﴾...... امیر جماعت اہلسنّت استاد محترم علامہ سید شاہ تراب الحق قادری دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں اس رسالہ کا ۳ رجب شریف ۱۴۳۳ھ کو جمعہ مبارک کو ذکر کیا آپ نے اظہارِ خوشی فرمایا اور بہت دعاؤں سے نوازا۔

امین بجاہ النبی الامین علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم

محمد افضل قادری رضوی

باب نمبر 1 :۔ شان صحابہ واہلبیت

اہلبیت کشتی نوح کی طرح:۔

حضرت جندب بن جنادہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بہت ہی عظیم الشان صحابی ہیں اسلام قبول کرنے سے پہلے ہی بڑے زاھد تھے اسلام قبول کرنے میں آپ پانچویں نمبر پر ہیں، مکہ معظّمہ میں آکر ایمان لائے پھر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اپنے وطن چلے گئے پھر غزوۂ خندق کے بعد مدینہ منورہ میں آئے، خلافتِ عثمانیہ میں مقام ربذہ میں رہے وہی ۳۲ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ (مرقات شرح مشکوۃ ۱۱/۳۹۹، مکتبہ امدادیہ ملتان)

آپ نے کعبہ معظّمہ کا دروازہ پکڑے ہوئے فرمایا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا "الا ان مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوحٍ من رکبھا نجاومن تخلف عنھا ھلک" آگاہ رہو، تم میں میرے اہل بیت کی مثل حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے جو اس میں سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا ہلاک ہو گیا۔ (رواہ احمد قد اخرجہ الحاکم فی المستدرک ۳/۱۵۱۔ مشکوۃ ۲/۴۴۳ مناقب اہل بیت النبی فصل ثالث رقم ۶۱۸۳

یعنی جیسے طوفان نوحی کے وقت ذریعہ نجات صرف حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی تھی ایسے ہی تاقیامت ذریعہ نجات صرف محبت اہل بیت، اور انکی اطاعت وفرمانبرداری ہے بغیر اطاعت وفرمانبرداری دعوی محبت بے کار ہے۔ (مراۃ شرح مشکوۃ ۸/۴۳۰)

توجہ رہے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کعبہ معظّمہ کا دروازہ اس لیے پکڑا تا کہ سننے والوں کو اس حدیث مبارک کی اہمیت معلوم ہو جائے۔

صحابہ ستاروں کی مانند:۔

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم" میرے صحابہ تاروں کی طرح ہیں تو تم ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔" (مشکوۃ ۲/۴۱۴ مناقب الصحابہ فصل ثالث رقم ۶۰۱۸ دار الکتب العلمیہ بیروت)

نجات کے لیے دونوں کا دامن تھامنا ضروری ہے:۔

سبحان اللہ! سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو ہدایت کے تارے جب کہ اہل بیت اطہار کو مثل کشتی نوح علیہ السلام فرمایا، لہذا نجات کے لئے دونوں کا دامن تھامنا ضروری ہے سمندر کا مسافر کشتی کا بھی حاجت مند ہوتا ہے اور تاروں کی رہبری کا بھی کیونکہ جہاز ستاروں کی رہنمائی پر سمندر میں چلتے ہیں، اسی طرح امتِ مسلمہ اپنی ایمانی زندگی میں اہل بیت اطہار کے بھی محتاج ہیں، اور صحابہ کرام کے بھی حاجت مند، الحمد للہ عزوجل اہل سنت کا بیڑا پار ہے، کہ یہ اہل بیت اور صحابہ کرام دونوں کے قدموں سے وابستہ ہیں خوارج کے پاس کشتی نہیں ہے جب کہ روافض کی نظر ان تاروں پر نہیں لہذا یہ دونوں گروہ اس سمندر سے پار نہیں لگ سکتے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

فائدہ:

دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ ہم سب صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کے در کے محتاج ہیں اور وہ حضرات ہمارے مشکل کشا ہیں ہم بھکاری ہیں، ان کے دربار کے اور وہ حضرات حاجت روا ہیں، خیرات عطا فرمانے والے ہیں۔ "فللہ الحمد"

اھل بیت کون ہیں؟:

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، اہل بیت کے معنی ہیں ''گھر والے''
اہل بیتِ رسول چند معنی میں آتا ہے۔
(۱) جن پر زکوۃ لینا حرام ہے یعنی بنی ہاشم عباس، علی، جعفر، عقیل، حارث کی اولاد،
(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں پیدا ہونے والے یعنی اولاد،
(۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں رہنے والے جیسے ازواجِ پاک،
(۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آنے جانے والے، جیسے حضرت زید ابن حارثہ، حضرت اسامہ بن زید۔ (مراۃ شرح مشکوۃ ۸/۳۹۶ مکتبہ اسلامیہ لاہور)

ازواج پاک بھی اہل بیت ہیں:۔

توجہ رہے بیویوں کا اہل بیت ہونا قرآن پاک کی آیتوں سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اہل بیت فرمایا، چنانچہ ارشاد ہے:

رَحۡمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيۡكُمۡ اَهۡلَ الۡبَيۡتِ (پارہ 12 ھود 73)

ترجمہ کنز الایمان: ''اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم پر اس گھر والو۔

اور حضرت صفورا کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اہل فرمایا چنانچہ ارشاد ہے:

اِذۡ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهۡلِهِ امۡكُثُوۡۤا اِنِّىۡۤ اٰنَسۡتُ نَارًا. (پارہ 16 طہ 10)

ترجمہ کنز الایمان: ''جب اس نے ایک آگ دیکھی تو اپنی بی بی سے کہا ٹھہرو مجھے ایک آگ نظر پڑی ہے۔''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل بیت فرمایا:

وَاِذۡ غَدَوۡتَ مِنۡ اَهۡلِكَ تُبَوِّئُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ مَقَاعِدَ لِلۡقِتَالِ (پارہ 4 آل عمران 121)

ترجمہ کنز الایمان: (اور یاد کرو) اے محبوب جب تم صبح کو اپنے دولت خانہ سے برآمد ہوئے۔

اولاد کا اہل بیت ہونا:۔

جب کہ اولاد کا اھل بیت ہونا حدیث پاک سے ثابت ہے چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرات حسنین کریمین حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہم کے متعلق فرمایا اللّٰھم ھؤلاء اھل بیتی خدایا یہ لوگ بھی میرے اہل بیت ہیں، لہذا حضور نبی کریم ﷺ کی ازواج پاک اور اولاد اطہار سب ہی اہل بیت ہیں۔ (اشعۃ اللمعات ص ۶۸۱ حصہ ۴ مکتبہ نوریہ سکھر)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ۝

ترجمہ کنز الایمان: اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپا کی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کردے۔ (پارہ 22 الاحزاب 33)

آیت مبارکہ کی تفسیر میں مفتی نعیم الدین مراد آبادی فرماتے ہیں کہ اس آیت سے اہل بیت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور اہل بیت میں نبی کریم ﷺ کے ازواج مطہرات اور حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا اور علی المرتضی اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم سب داخل ہیں آیات واحادیث کو جمع کرنے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے۔

(خزائن العرفان صفحہ ۷۶۰ ضیاالقرآن لاہور)

باب نمبر 2:۔ رسول اللہ ﷺ کے نور زادے

رسول اللہ ﷺ کی اولاد پاک:۔

سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی قادری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جس اولاد پاک پر تمام علماء کا اتفاق ہے وہ رسول زادے چھ افراد ہیں ان میں دو صاجبزادے، حضرت قاسم اور حضرت ابراہیم اور چار صاجبزادیاں (۱) سیدہ زینب (۲) سیدہ رقیہ (۳) سیدہ ام کلثوم (۴) سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہم ہیں، ان کے سوا پر علماء کا اختلاف ہے۔

کیونکہ بعض علماء نے ''طیب'' اور ''طاہر'' کو بھی شمار فرمایا اس طرح صاجبزادے چار ہوتے ہیں، بعض نے فرمایا:

(۱) ابراہیم (۲) قاسم کے علاوہ ایک فرزند (۳) عبداللہ بھی تھے انہوں نے مکہ ہی میں صغر سنی میں رحلت فرمائی ان ہی کا لقب طیب و طاہر تھا، اس قول پر صاجبزادوں کی تعداد تین ہوتی ہے۔

اور یہ بھی منقول ہے کہ (۱) طیب و (۲) طاہر، عبداللہ کے علاوہ ہیں اس طرح تعداد پانچ بنتی ہے، یہ بھی منقول ہے کہ ایک حمل سے طیب و مطیب اور دوسرے سے طیب و طاہر کی ولادت ہوئی اس طرح سات صاجبزادوں کے ساتھ کل تعداد گیارہ بنتی ہے۔

یہ بھی منقول ہے کہ قبل از بعثت ایک فرزند عبد مناف بھی ہوئے تھے اس شمار سے کل تعداد بارہ ہوتی ہے۔

ان جملہ اقوال کا ماحصل آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آٹھ صاجبزادے جن میں دو متفق علیہ ہیں باقی مختلف فیہ، اوّل الذکر (۱) سید قاسم (۲) اور سید ابراہیم ہیں جب کہ ثانی الذکر (۱) عبد مناف (۲) عبداللہ (۳) طیب (۴) مطیب (۵) طاہر (۶) مطہر۔

اور اصح یہ ہے کہ صاحبزادے تین ہی ہیں' (۱) سیدنا قاسم (۲) سیدنا ابراہیم (۳) سیدنا عبداللہ اور صاحبزادیاں چار ہیں۔

سرکار دو عالم ﷺ کی یہ تمام اولاد پاک سوائے سیدنا ابراہیم کے ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے ہے۔ (مدارج النبوۃ ۲/ ۶۵۵، ۶۵۶ ممتاز اکیڈمی لاہور)

اب ہم سرکار دو عالم ﷺ کے تینوں صاحبزادوں کا مختصر ذکر ملاحظہ کرتے ہیں۔

(1)......نور زادہ سیدنا قاسم رضی اللہ عنہ:۔

آپ اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے حضور نبی کریم ﷺ کی زوجیت میں آنے کے بعد اولین فرزند ہیں، اعلانِ نبوت سے قبل ان کی پیدائش ہوئی، حضور نبی کریم ﷺ کی انہی کے ساتھ کنیت ''ابو القاسم'' ہے یہ اپنے پاؤں پر چلنے کی عمر تک بقیدِ حیات رہے، بعض نے یہ بھی فرمایا کہ سواری پر سوار ہونے تک، جب کہ بعض کے ہاں سترہ ماہ اور دو سال تک باحیات رہے، یہ صاحبزادے اظہار نبوت سے قبل ہی وصال فرما گئے ایک روایت یہ بھی ہے کہ عہدِ اسلام کے دوران ان کی رحلت ہوئی، اور یہ پہلے فرزند ہیں جس نے اولاد شریف میں سب سے پہلے وفات پائی۔

سیدنا قاسم کے وصال پر کفار نے حصور نبی کریم ﷺ کو ''ابتر'' یعنی ''منقطع النسل'' کہا اور معاذ اللہ یہ کہا کہ اب ان کی نسل نہیں رہی، انکے بعد ان کا ذکر بھی نہ رہے گا۔ یہ سب چرچا ختم ہو جائے گا، اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کفار کی تکذیب کی اور ان کا رد فرمایا، چنانچہ ارشاد فرمایا:

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ○ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرْ ○ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ○

ترجمہ کنز الایمان: اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا

فرمائیں، توتم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو، بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔ (پارہ 30 الکوثر 1.2.3)

اس آیت کے تحت حضرت سیدنا نعیم الدین مراد آبادی فرماتے ہیں:۔

اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں (اور فضائل کثیرہ عنایت کر کے تمام خلق پر افضل کیا۔ حسن ظاہر بھی دیا حسن باطن بھی، نسب عالی بھی نبوت بھی کتاب بھی حکمت بھی علم بھی شفاعت بھی حوضِ کوثر بھی مقامِ محمود بھی کثرت امت بھی اعدائے دین پر غلبہ بھی کثرتِ فتوح بھی اور بے شمار نعمتیں جس کی نہایت نہیں۔"

توتم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو۔ (جس نے تمہیں عزت وشرافت دی) اور قربانی کرو بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔ (نہ آپ کیونکہ آپ کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا، آپ کی اولاد میں بھی کثرت ہوگی اور آپ کے متبعین سے دنیا بھر جائے گی، آپ کا ذکر منبروں پر بلند ہوگا، قیامت تک پیدا ہونے والے عالم اور واعظِ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر کرتے رہیں گے بے نام ونشان اور ہر بھلائی سے محروم تو آپ کے دشمن ہیں۔ (خزائن العرفان صفحہ ۱۰۸۴ اضیاء القرآن لاہور)

(2) نور زادہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ:۔

آپ مکہ معظمہ میں ظہورِ اسلام کے بعد پیدا ہوئے اور مکہ معظمہ ہی میں رحلت فرمائی۔ سیدی شیخ عبدالحق محقق ومحدث دہلوی قادری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب آپ کی رحلت کی خبر عاص بن وائل نے سنی اور اس سے پہلے وہ سید قاسم کے وصال کی خبر سن چکا تھا تو وہ کہنے لگا کہ "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صاحبزادے فوت ہو گئے ہیں اور وہ "ابتر" یعنی "بے نسل" ہو گئے ہیں۔ (معاذ اللہ) اس موقع پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی:۔

اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ (پارہ 30 الکوثر 3)

ترجمہ کنز الایمان ''بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن اور ''عیب جو'' جو کہ آپ کی شانِ میں بدگو ہے وہی ''ابتر'' ہے کیونکہ دنیا و آخرت میں کوئی اس کا نام نہیں لے گا اور اگر لے گا تو اس پر لعنت بھیجے گا۔ (مدارج النبوت مترجم ۲/۶۵۶ ممتاز اکیڈمی لاہور)

3 نور زادہ سید ابراہیم رضی اللہ عنہ:۔

سید ابراہیم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری اولاد پاک ہیں آپ کی ولادت ذی الحج سن ۸ ہجری مدینہ منورہ میں ہوئی آپ حضرت سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے شکمِ مبارک سے پیدا ہوئے، حضرت سیرین جو کہ سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں آپ کی خالہ ہیں اور حضرت عبدالرحمٰن بن حسان آپ کے خالہ زاد بھائی ہیں، سید ابراہیم کی ولادت پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہت خوشی کا اظہار فرمایا، حضرت سلمٰی جو کہ حضرت ابو رافع کی زوجہ ہیں آپ کی دایہ تھیں جب حضرت ابو رافع نے سید ابراہیم کی ولادت کی خوشخبری، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تو آپ نے خوشی میں حضرت ابو رافع کو آزاد فرما دیا، حضرت جبرئیل نے آ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ''ابا ابراہیم'' کی کنیت سے خطاب کیا۔

اس پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نور زادے کا نام ''ابراہیم'' رکھا اور فرمایا آج رات صاحبزادے کی ولادت ہوئی اس کا نام اپنے جدِ امجد کے نام پر ''ابراہیم'' رکھا گیا ہے، آپ کے عقیقہ میں دو بھیڑیں یا پھر ایک بکری ذبح کی گئی، ولادت کے ساتویں روز آپ کے بال حلق فرمائے۔

سیدنا ابراہیم کی عمر مبارک کے بارے میں اختلاف ہے (۱) سترہ دن (۲) سولہ

ماہ (۳) آٹھ ماہ (۴) ایک سال دو ماہ اور چھ دن (۵) ڈیڑھ سال۔

(مدارج النبوت مترجم ۲/ ۶۵۷، ۶۵۸ مترجم ممتاز اکیڈمی لاہور)

مفتی سید محمود رضوی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ "صاحبزدے کا وصال (۱) سولہ ماہ (۲) یا اٹھارہ ماہ کی عمر میں بروز منگل ۱۱ ربیع الاول ۱۰ ہجری میں ہوا۔ (اسد الغابہ ۱/ ۵۵ دار الفکر بیروت)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اپنے عیال پر شفقت کرنے والا میں نے کوئی نہیں دیکھا۔ حضرت ابراھیم عوالی مدینہ میں دودھ پیتے تھے، جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے جاتے تو ہم بھی ساتھ ہو لیتے جب آپ گھر میں داخل ہوئے تو سید ابراھیم کو اپنی گود میں لے لیتے ان سے پیار کرتے اس وقت ابو سیف نے بھٹی جلائی ہوئی تھی جس کی وجہ سے سارے گھر میں دھواں ہوتا۔

(اسد الغابہ ۱/ ۵۵، دار الفکر بیروت)

توجہ رہے! ابو یوسف سید ابراھیم کے رضاعی باپ ہین کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سید ابرھیم کو ابو یوسف کی اہلیہ "ام یوسف" کے حوالے کیا تھا دودھ پلانے کے لئے اور ابو یوسف لوہار تھا چنانچہ اشعۃ اللمعات میں وبود دایہ ابراھیم آھنگر، ونام دایۂ ابراھیم ام یوسف بود ونام شوھروے ابو یوسف قین یعنی سید ابراھیم کی دایہ لوہار تھیں اور ان کا نام ام یوسف تھا، جب کہ ان کے شوہر کا نام ابو یوسف لوہار تھا۔ (اشعۃ اللمعات ۴/ ۵۲۷)

احباب اہلسنت متوجہ ہوں! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لختِ جگر کو دودھ پلائی کے لیے ایک لوہار کی اہلیہ محترمہ کے حوالے فرمایا اور آج یہ حالت ہے کہ وہ لوگ جو غریب خاندان سے تعلق رکھتے ہیں یا پھر مزدوری کر کے اپنے بچوں کا پیٹ پالتے ہیں انکو کچھ لوگ نظر حقارت سے دیکھتے ہیں، اپنے خاندانوں پر

جاہلانہ فخر کرتے ہیں اور غریب مسلمانوں کو یہ کہہ کر نظر انداز کر دیتے ہیں کہ یہ تو جلا ھا ہے، یہ تو نائی ہے افسوس صد افسوس! ایسے لوگوں کو شاید پتہ نہیں کہ سوائے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے رشتے و تعلق کے سارے نسب وسبب منقطع ہو جائیں گے، میری ایسے لوگوں سے گزارش ہے کہ آپ کسی بھی صحیح العقیدہ مسلمان بھائی کو نظرِ حقارت سے ہر گز نہ دیکھیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ جس کو آپ حقیر سمجھ رہے ہوں وہ بارگاہِ رسالت میں مقبول ہو۔

اولاد کو ادب سکھانے کے بارے میں 3 فرامین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

﴿1﴾ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا والد کا اپنی اولاد کو اس سے بڑھ کر عطیہ نہیں کہ اسے اچھے آدب سکھائے۔ (المستدرک للحاکم ۵/۳۷۳ کتاب الادب باب فصل تادیب الاولاد رقم ۷۷۵۳)

﴿2﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی اولاد کا اکرام کرو اور انہیں اچھے آداب سکھاؤ۔ (ابن ماجہ، ص ۲۶۹۶ ابواب الادب باب برالوالد رقم الحدیث ۳۶۷۱)،

﴿3﴾ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: باپ کے ذمہ بھی اولاد کے حقوق ہیں جس طرح اولاد کے ذمہ باپ کے حقوق ہیں۔

(المعجم الکبیر ۱۱/۲۸۰ رقم الحدیث: ۱۱۹۹۷ دار احیاء التراث العربی بیروت)

سید ابراہیم کی جنت میں دائی:۔

حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ جب سید ابراہیم کا وصال ہوا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا "ان له مرضعا فی الجنة" ان کے لیے جنت میں ایک دائی ہے۔

بخاری شریف ۱/۱۸۴ کتاب الجنائز باب ما قیل فی اولاد المسلمین رقم ۱۳۸۲ قدیمی کتب خانہ کراچی۔

ابن ماجہ ص ۱۰۸ کتاب الجنائز باب ماجاء فی الصلوۃ علی ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رقم ۱۵۱۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

مشکوۃ ۲/۴۳۵ باب مناقب اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصل اول رقم ۶۱۳۷ دار الکتب العلمیہ بیروت

سید ابراہیم کے وصال پر رسول اللہ ﷺ کا گریہ فرمانا:۔

حدیث پاک میں ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کو سید ابراہیم کے نزع کی خبر ملی تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور چلے جب صاحبزادے کے سرہانے تشریف فرما ہوئے تو صاحبزادے کو گود میں لے کر فرمانے لگے "اے ابراہیم ہم تمہارے فراق میں غمزدہ ہیں اور ہماری آنکھیں رو رہی ہیں، اور دل افسردہ ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بارگاہِ رسالت میں عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ! آپ گریہ فرما رہے ہیں اس پر ارشاد فرمایا یہ تو رحمت ہے، پھر آپ گریہ فرمانے لگے اور فرمایا،

"ان العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا ما یرضی ربنا وانا بفراقک یا ابراهیم لمحزون" آنکھ آنسو بہاتی ہیں دل رنجیدہ ہوتا ہے اور ہم زبان سے وہی کہتے ہیں جو ہمارے رب کو پسند ہے بے شک اے صاحبزادے ابراہیم ہم تیری جدائی سے مغموم ہیں۔ (بخاری ۱/۴۷۱باب قول النبی ﷺ انا بک المحزون رقم ۱۳۰۳۔ مسلم ۶۲۔۲۳۱۵۔ مشکوٰۃ ۱/۳۲۶باب البکاء علی المیت رقم ۱۷۲۲فصل اول دار الکتب العلمیہ بیروت)

سید ابراہیم کا غسل وتدفین:۔

آپ کو غسل آپ کی دایہ نے دیا دوسری روایت کے مطابق حضرت عقیل نے دیا اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف پانی ڈالتے تھے، سرکار دو عالم ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرتِ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے قریب جنت البقیع میں سید ابراہیم کی تدفین ہوئی۔ (مدارج النبوت ۲/۵۲۷ شبیر برادرز لاہور)

سید ابراہیم کی رحلت کے موقع پر سورج گھن ہوا، تو کچھ لوگوں نے کہا کہ سید ابراہیم کے وصال کی وجہ سے سورج گھن ہوا ہے اس پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا۔

"ان الشمس والقمر آیتان من آیات اللہ لا ینکسفان لموت احد ولا لحیاتہ بے شک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں یہ کسی کی رحلت یا زندگی پر نہیں گھناتے تو جب تم یہ دیکھو تو اللہ کا ذکر اور نماز پڑھو۔

(بخاری شریف ۱/۱۴۵ کتاب العیدین باب الذکر فی الکسوف قدیمی کتب خانہ)

توجہ رہے سید ابراہیم کی قبر مبارک پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا چھڑکاؤ بھی فرمایا اور آپ کی قبر مبارک پر علامت بھی لگائی تھی۔ (مدارج النبوت مترجم ص ۶۵۹ ممتاز اکیڈمی لاہور)

ایصال ثواب کے بارے میں مسائل:۔

مسئلہ نمبر ۱۔ بزرگانِ دین اولیاء صالحین کے مزاراتِ طیبہ پر غلاف ڈالنا جائز ہے جب کہ یہ مقصود ہو کہ صاحب مزار کی وقعت عوام کی نظر میں پیدا ہو ان کا ادب کریں ان کی برکات حاصل کریں۔ (ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس ۹/۵۹۹ دار المعرفہ بیروت)

مسئلہ نمبر ۲۔ ایصالِ ثواب یعنی قرآن پاک یا درود شریف یا کلمہ طیبہ یا کسی نیک عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچانا جائز ہے۔

عبادات مالیہ یا بدنیہ فرض و نفل سب کا ثواب دوسروں کو پہنچایا جا سکتا ہے، زندوں کے ایصالِ ثواب سے فوت شدگان کو فائدہ پہنچتا ہے فقہ اور عقائد کی کتابوں میں اس کی تصریح موجود ہے جس کو تسلی کرنی ہو تو "الھدایہ کتاب الحج باب الحج عن الغیر" اور "شرح العقائد النسفیہ مبحث دعا الاحیاء للاموات" کو دیکھ لے۔

حضرت سعد کی والدہ کے لیے کنواں:۔

حدیث پاک میں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ کا جب انتقال ہوا تو آپ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ سعد کی ماں کا انتقال ہو گیا کون سا صدقہ افضل ہے؟ اس پر ارشاد فرمایا: ''پانی'' اس پر حضرت سعد نے ایک کنواں کھودا اور کہا کہ یہ سعد کی ماں کے لیے ہے ملاحظہ ہو۔

(ابوداؤد ۱/ ۲۴۸ کتاب الزکوۃ باب فضل سقی الماء رقم الحدیث ۱۶۸۱)

معلوم ہوا زندوں کے اعمال سے فوت شدگان کو ثواب ملتا ہے۔

باب نمبر 3:۔ حضور اکرم ﷺ کی حقیقی شہزادیاں چار ہیں

قرآن کریم سے ثبوت:۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

يَآاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَا بِيْبِهِنَّ ط ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا. (پارہ 22 الاحزاب 59)

ترجمہ کنز الایمان: اے نبی اپنی بی بیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمان عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

بنات، بنت کی جمع ہے:۔

توجہ رہے ذکر کردہ آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کی چار صاحبزادیوں کے لیے "بنات" کا لفظ ذکر فرمایا، جو لفظ بنت کی جمع ہے اور جمع کا اطلاق کم از کم تین پر ہوتا ہے زیادہ کی حد بندی نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کی بیٹیوں کی تعداد کم از کم تین ضروری تھی۔ جو اس آیت کریمہ کے نزول کے وقت پردہ کی مخاطب بن رہی ہیں۔ اس صریح ارشاد باری تعالیٰ کا تقاضا یہ ہے کہ صرف ایک بیٹی کا اعتقاد نہ رکھا جائے۔ ورنہ قرآنی صراحت کی تکذیب لازم آئے گی۔ جیسا کہ اہل تشیع اس کے مرتکب ہوئے ہیں۔ (عقائد جعفریہ ۱/ ۴۲۸۔۴۲۹ از قلم شیخ الحدیث محمد علی رضوی)

آیت مبارکہ کی تفسیر میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اس

سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں زیادہ ہیں۔ اگر فقط فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا ہی صاحبزادی ہوتیں تو جمع کا صیغہ نہ فرمایا جاتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کی ازواج واولاد پر پردہ لازم تھا اگرچہ وہ نہایت پرہیزگار ہیں کیونکہ پردہ جنت کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے:۔

حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ (پارہ 27 الرحمٰن 72)

ترجمہ کنزالایمان:۔ حوریں ہیں خیموں میں پردہ نشین

جنت میں سارے ہی پرہیزگار ہوں گے مگر وہاں پردہ بھی ہوگا۔ بے پردگی دوزخ کا عذاب ہے کہ وہاں عورتیں مرد ایک دوسرے کے سامنے ننگے ہوں گے" اللہ کے ارشاد

یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَا بِیْبِهِنَّ (پارہ 22 الاحزاب 59)

ترجمہ کنزالایمان: اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں۔

کے تحت فرماتے ہیں "یعنی جب ضرورۃً گھر سے باہر نکلنا پڑے تو دوپٹہ کے علاوہ چادر بھی اوڑھ لیا کریں جس کا ایک حصہ چہرہ پر ہو۔ آگے فرماتے ہیں کہ منافقین لونڈیوں کو چھیڑا کرتے تھے، لہذا حکم دیا گیا کہ آزاد عورتیں اپنے کو ممتاز کر کے نکلا کریں اس سے معلوم ہوا کہ عورت کو مرد کی طرح اور مردوں کو عورتوں کی طرح وضع قطع رکھنا حرام ہے کہ جب آزاد عورت کو لونڈی سے ممتاز ہونا چاہیے تو مرد سے بدرجہ اولی ممتاز ہونا ضروری ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس لونڈی کو سزا دی تھی جو آزاد عورتوں کی طرح برقع اوڑھ کر نکلی تھی یہ بھی معلوم ہوا کہ لونڈی پر پردہ لازم نہیں۔ (نور العرفان صفحہ ۸۳۰)

پردے کے بارے میں مسائل:۔

مسئلہ ۱: نیک عورت کو چاہیے کہ اپنے کو بدکار عورت کے دیکھنے سے بچائے یعنی اس کے سامنے دوپٹہ وغیرہ نہ اتارے کیونکہ وہ اسے دیکھ کر مردوں کے سامنے اس کی شکل وصورت کا ذکر کرے گی۔ مسلمان عورت کو یہ بھی حلال نہیں کہ کافرہ کے سامنے اپنا ستر کھولے۔ (عالمگیری کتاب الکراھیہ الباب الثامن فیما یحل ج ۵ ص ۳۲۷ کوئٹہ)

گھروں میں کافر عورتیں آتی ہیں اور بیبیاں ان کے سامنے اسی طرح مواضع ستر کھولے ہوئے ہوتی ہیں جس طرح مسلمہ کے سامنے رہتی ہیں ان کو اس سے بچنا لازم ہے۔ (بہار شریعت ۸۶/۱۶، مکتبۃ المدینہ کراچی)

مسئلہ ۲: عورت مرد اجنبی کے جسم کو ہرگز نہ چھوئے جبکہ دونوں میں سے کوئی بھی جوان ہو اس کو شہوت ہو سکتی ہو اگرچہ اس بات کا دونوں کو اطمینان ہو کہ شہوت نہیں پیدا ہوگی۔ (عالمگیری کتاب الکراھیہ الباب الثامن فیما یحل ج ۵ ص ۳۲۷ کوئٹہ)

بعض جوان عورتیں اپنے پیروں کے ہاتھ پاؤں دباتی ہیں اور بعض پیر اپنی مریدہ سے ہاتھ پاؤں دبواتے ہیں اور ان میں اکثر دونوں یا ایک حد شہوت میں ہوتا ہے ایسا کرنا ناجائز ہے اور دونوں گنہگار ہیں۔ (بہار شریعت ۸۶/۱۶ مکتبۃ المدینہ کراچی)

مسئلہ ۳: بعض عورتیں بہت باریک کپڑے پہنتی ہیں مثلاً آب رواں یا جالی یا باریک ململ ہی کا ڈوپٹا جس سے سر کے بال یا بالوں کی سیاہی یا گردن یا کان نظر آتے ہیں اور بعض باریک تنزیب یا جالی کے کرتے پہنتی ہیں کہ پیٹ اور پیٹھ بالکل نظر آتی ہے اس حالت میں نظر کرنا حرام ہے۔ اور ایسے موقع پر ان کو اس قسم کے کپڑے پہننا بھی ناجائز ہے۔ (عالمگیری کتاب الکراھیۃ الباب الثامن فیما یحل ۳۲۹/۵ کوئٹہ، بہار شریعت ۹۱/۱۶)

آٹھ صاحبزادیاں:۔

توجہ رہے حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

''حضور کی صاحبزادیاں کل آٹھ تھیں۔ چار حقیقی بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے شکم سے (۱) زینب (۲) رقیہ (۳) ام کلثوم (۴) فاطمۃ الزہرا''

(۱) سیدہ زینب ابو العاص کے نکاح میں تھیں (۲) سیدہ رقیہ (۳) اور سیدہ ام کلثوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آگے پیچھے (۴) سیدہ فاطمۃ الزہرا ''علی المرتضیٰ'' کے نکاح میں۔ تمام صاحبزادیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی شریف میں وفات پاگئیں۔ سوائے حضرت فاطمۃ الزہرا کے چار سوتیلی صاحبزادیاں (۱) برہ (۲) سلمہ (۳) عمرہ (۴) درہ ہیں۔ جو ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادیاں ہیں رضی اللہ عنہم۔ (تفسیر نور العرفان صفحہ ۸۳۰۔ پارہ 22 الاحزاب تحت آیت 59)

چار نور زادیاں:۔

عظیم محدث امام ابن جوزی علیہ الرحمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد پاک کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

﴿نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نور زادیاں چار ہیں﴾

۱. **فاطمة ولدت قبل النبوة بخمس سنين** '' یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت اعلانِ نبوت سے پانچ سال پہلے ہوئی۔

۲. **زینب تزوجها ابو العاص ابن الربیع** ' سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے ابو العاص بن ربیع نے شادی کی۔

(۴٬۳۔ رقیہ وام کلثوم) تزوجهما عثمان بن عفان ام كلثوم بعد رقية وجميع اولاده من خديجة رضی اللہ عنہا سوی ابراهيم" رقیہ آپ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شادی کی سیدہ ام کلثوم کے بعد اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہے سوا سید ابراہیم کے۔ (صفۃ الصفوۃ ۱/۶۵)

اسی طرح امام نووی نے ''تہذیب الاسماء واللغات میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں بیان فرمائی ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں: ''آپ کی چار بیٹیاں ہیں۔

(۱) سیدہ زینب، ان سے ابوالعاص بن ربیع بن عبدالعزی بن عبدشمس نے شادی کی اور ابوالعاص سیدہ کے خالہ زاد تھے ہالہ بنت خویلد کے بیٹے۔

(۲) فاطمہ: ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شادی کی۔

(۴٬۳) رقیہ ام کلثوم، ان دونوں صاحبزادیوں سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے شادی کی پہلے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سے پھر ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے اور دونوں کا وصال آپ کی زوجیت میں ہوا، لہذا اسمی ذوالنورین، اسی وجہ سے آپ کا نام ذوالنورین رکھا گیا ہے۔ (تہذیب الاسماء واللغات ۱/۹۲ دار الفکر بیروت)

اب ہم سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کرتے ہیں۔ آپ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری صاحبزادی ہیں جو کہ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا سے ہیں۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے تین سال بعد آپ کی ولادت ہوئی۔ (اسد الغابہ ج ۸ کتاب النساء)

سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما ابولہب کے دو لڑکوں کی زوجیت میں تھیں جب سورۃ اللہب نازل ہوئی تو اس نے اپنے بیٹوں کو طلاق دینے کے لیے کہا جس پر دونوں نے طلاق دے دی، ان میں سے ایک نے حد درجہ گستاخی بھی کی، اس پر شیر نے

اس کو انجام پر بھی پہنچا دیا۔ جبکہ ایک بعد میں مسلمان ہو گیا۔ ہلاک ہونے والا عتبہ تھا یا پھر عتیبہ مختلف کتابوں میں مختلف نام ہیں بہر صورت اتنا تو متعین ہو گیا کہ ایک گستاخی کے نتیجے میں واصل بجہنم ہوا۔

(۱)...... ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے آپ فرماتی ہیں کہ قریش عتبہ بن ابی لہب کے پاس آئے اور ان سے کہا "طلق ابنة محمد و نحن نزوجک" محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو طلاق دے دو اور ہم آپ کی شادی کر دیں گے۔ (رواہ الطبرانی فی تاریخہ ۲/ ۴۶۷۔۴۶۸)

(۲)...... امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان اللہ عزوجل اوحی الی ان زوج کریمتی عثمان" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میری طرف وحی فرمائی ہے کہ میری دو پیاری بیٹیوں کے شوہر حضرت عثمان ہیں۔ (الطبرانی فی الصغیر ۱/ ۱۴۸)

جیسا کہ ہم پیچھے سیدی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے عرض کر چکے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چار بیٹیاں ہیں، ہم اہلسنت کا یہی اعتقاد ہے جب کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ بعض لوگ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ سے بغض و عناد کی وجہ سے حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کے ماسوا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دیگر تین بیٹیوں کا انکار کرتے ہیں، اس کی سزا اللہ تعالیٰ ہی ان کو دے گا، راقم یہاں شیعوں کی مستند کتابوں سے چند حوالے پیش کرتا ہے جس سے قارئین جان لیں گے کہ خود انہیں کے بڑوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار بیٹیاں ہونا مانا ہے۔

شیعہ کتب سے چار نور زادیوں کا ثبوت:۔

(۱) اصولِ کافی شیعہ لوگوں کی نہایت ہی معتبر کتاب ہے جس کے متعلق ان کے امام غائب نے کہا ہے کہ " الکافی کافٍ لشیعتنا" یعنی ہمارے شیعوں کے لیے کافی" نامی کتاب کفایت کرنے والی ہے، اس کتاب میں یہ عبارت موجود ہے۔

وتزوج خديجة وهو ابن بضع وعشرين سنة فولد له منها قبل مبعثه القاسم ورقيّة وزينب وام كلثوم وولدله بعد المبعث الطيب والطاهر والفاطمة" (اصول کافی ۱/۴۳۹ کتاب الحجہ باب مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاتہ مطبوعہ تہران طبع جدید، اصول کافی مترجم جلد ۱/۵۴۴، مطبوعہ کراچی)

ترجمہ: "حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بیس سال سے زائد عمر میں شادی کی اوران کے بطن مبارک سے قبل بعثت "قاسم" رقیہ، زینب، ام کلثوم پیدا ہوئے اور بعثت کے بعد "طیب" طاہر، اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔

احباب نے ملاحظہ فرمایا کہ شیعہ کی معتبر کتاب نے سرکار دو عالم ﷺ کی چار صاحبزادیوں کو تسلیم کیا اسی طرح تین صاحبزادوں کو مانا۔

(۲) شیعوں کی دوسری معتبر کتاب حیاۃ القلوب میں ہے:۔

" ومشهور آنست که دختران آنحضرت چهار نفر بودند، وهمه از خديجه بوجود آمدند اوّل زينب و حضرت پيش از بعث وحرام شدن دختر بكافر ان دادن او رابابى العاص بن ربيع تزويج نمود"

(حیات القلوب ۱/۱۰۲۷، باب ۵۱، مطبوعہ نولکشور طبع قدیم)

ترجمہ: اور مشہور یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیاں چار تھیں۔ اور یہ تمام حضرت خدیجہ کے ہاں پیدا ہوئیں، ان میں سے پہلی حضرت زینب، حضور صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل اور کافروں کے ساتھ شادی بیاہ حرام ہونے سے قبل ابوالعاص بن ربیع کی زوجیت میں تھیں۔

احباب نے ملاحظہ فرمایا کہ حیات القلوب میں بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں ذکر کی گئیں ان میں سے پہلی صاحبزادی کا نام حضرت زینب اور ان کے شوہر کا نام ابوالعاص بن ربیع بیان کیا گیا۔

(۳) اسی حیات القلوب نامی کتاب میں یہ عبارت ہے " در قرب الاسناد بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم از خدیجہ متولد شدند، طاہر و قاسم و فاطمہ، ام کلثوم ورقیہ و زینب. (حیات القلوب ۲/۰۲۶ اباب پنجاہ)

ترجمہ: قرب الاسناد میں معتبر اسناد کے ساتھ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن اقدس سے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یہ اولاد پیدا ہوئی، طاہر، قاسم، فاطمہ، ام کلثوم، رقیہ، زینب رضی اللہ عنہم

احباب نے توجہ فرمائی کہ حیات القلوب میں یہ بات تسلیم کی گئی جو کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار بیٹیاں جن کے نام حضرت فاطمہ حضرت ام کلثوم حضرت رقیہ اور حضرت زینب ہیں تسلیم کی گئیں۔

(۴) ایک اور شیعہ کتاب منتہی الامال کا حوالہ ملاحظہ کریں، " در قرب الاسناد از صادق علیہ السلام روایت شدہ است کہ از برائے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم از خدیجہ متولد شاند طاہر و قاسم و فاطمہ، ام کلثوم ورقیہ و زینب و ترویج نمود فاطمہ رابحضرت امیر

المومنین و زینب را بابی العاص بن ربیع که از بنی امیه بود و ام کلثوم رابعثمان بن عفان و پیش از آنکه بخانه عثمان برود برحمت الهی اصل شد و بعد از او حضرت رقیه راباو تزویج نمود"۔

(منتہی الامال مصنفہ عباس قمی ۱۲۵/۱ در بیان احوال اولاد امجاد آنحضرت فصل ہشتم باب اول مطبوعہ ایران)

ترجمہ: قرب الاسناد میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجہ سے یہ اولاد پیدا ہوئی (۱) طاہر (۲) قاسم (۳) فاطمہ (۴) ام کلثوم (۳) رقیہ (۴) زینب، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت زینب کی ابوالعاص بن ربیع کے ساتھ ہوئی جو بنی امیہ سے تھے اور حضرت ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوا لیکن رخصتی سے قبل انتقال فرما گئیں، اسکے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت رقیہ کی ان سے شادی کر دی۔

قارئین نے توجہ فرمائی کہ شیعہ مصنف نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چار بیٹیاں ہونا کتنے واضح الفاظ میں ذکر کیا، چاروں کے نام گنوائے، نیز نورزادیوں کی جن حضرات سے شادیاں ہوئیں ان کا بھی ذکر کیا چنانچہ اس بات کو مانا کہ (۱) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ (۲) حضرت زینب ابوالعاص بن ربیع کے عقد میں تھیں ان کا تعلق بنی امیہ سے تھا، (۳) حضرت ام کلثوم (۴) و حضرت رقیہ کا نکاح یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔

مباہلہ میں دوسری بیٹیاں کیوں شامل نہ تھیں:۔

اعتراض: اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حضرت فاطمہ کے علاوہ بھی صاحبزادیاں تھیں تو مباہلہ میں شریک ہوتیں۔

جواب: واقعہ مباہلہ کے وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ تمام صاحبزادیاں انتقال فرما چکیں تھے جیسا کہ شیعہ کی مستند کتاب حیات القلوب میں ہے۔

'زینب در مدینہ درِ سال ہفتم، ہجرت و بروایتے سال ہشتم برحمت ایزدی واصل شد رقیہ رضی اللہ عنہا در مدینہ برحمت ایزدی واصل شد در ہنگامی کہ جنگِ بدر روداؑ سوم ام کلثوم واورانیز عثمان بعداز رقیہ رضی اللہ عنہا تزویج نمود و گویند کہ در سال ہفتم ہجرت برحمت ایزدی واصل شد۔ (حیات قلوب ۲/۱۰۲۸، باب پنجاہ ویکم ذکر اولاد امجاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم)

ترجمہ: حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا مدینہ شریف میں وصال سات ہجری کو ہوا اور ایک دوسری روایت میں آٹھ ہجری کو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ۲ ہجری غزوہ بدر کے موقع پر مدینہ شریف میں ہوا۔ تیسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا جن کے ساتھ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نکاح فرمایا انکا انتقال سات ہجری میں ہوا۔

جب کہ واقعہ مباہلہ دس ہجری میں پیش آیا جس کو خود شیعہ نے تسلیم کیا ہے، چنانچہ منتھی الامال میں ہے" وقائع سال دھم ھجری قصّہ مباھلہ و نصاری نجران شیخ و دیگراں روایت کردہ اند "یعنی شیخ طبرسی اور دوسرے اکابر شیعہ محققین نے روایت کیا ہے کہ واقعہ مباہلہ اور نصاری نجران دس ہجری میں رونما ہوا۔

(منتھی الامال ۱/۱۰۷، قصہ مباہلہ ونصاری نجران)

لہذا واقعہ مباہلہ سے اعتراض کرنا باطل ہے آگے چل کر ہم واقعہ مباہلہ پیش کریں گے۔

چونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اولاد پاک حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہوئی سوائے سید ابراہیم کے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کچھ عرض کیا جائے، ملاحظہ ہو۔

اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا:۔

آپ مسلمانوں کی پہلی ماں ہیں آپ کا نام مبارک خدیجہ بنت خویلد ابن اسد ہے "قرشیہ ہیں قصی ابن کلاب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مل جاتی ہیں۔

(۱) پہلے آپ ابو ھالہ ابن زرارہ کے نکاح میں تھیں۔ (۲) پھر عتیق ابن عائذ سے نکاح کیا۔ پھر چالیس سال کی عمر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے آپ ہی سے نکاح فرمایا، اور آپ کی موجودگی میں کسی اور سے نکاح نہیں فرمایا سب سے پہلے آپ ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں ۲۵ سال سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں رہیں، ۶۵ سال کی عمر پا کر ہجرت سے چار سال پہلے مکہ معظمہ میں وصال فرمایا، جنت معلّٰی میں تدفین ہوئی، مزار مبارک زیارت گاہ خلق ہے۔ (مراۃ شرح مشکوۃ ۱/۱۱۴ مکتبہ اسلامیہ لاہور)

توجہ رہے، جس طرح جنت البقیع اور جنت المعلی کے دیگر تمام مزارات کو موجودہ نجدی حکومت نے مسمار کیا اسی طرح آپ کے مزار پاک کے تقدس کو بھی پامال کیا گیا، انا للہ وانا الیہ راجعون.

حصولِ برکت کے لیے کچھ سیدہ ماریہ قبطیہ کا ذکر خیر:۔

مصر اور اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس جو کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت

میں سرا نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں چند تحفے بھیجے تھے جن کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قبول فرمایا ان تحفوں میں چار تر کی باندیاں تھیں جن میں حضرت ماریہ قبطیہ اوران کی بہن سیرین تھیں حضرت ماریہ کو ایمان لانے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لیے خاص فرمایا جب کہ حضرت سیرین حضرت بلال کو مرحمت فرمائی حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے شکم مبارک سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے سید ابراہیم کی ولادت ہوئی، عوالی مدینہ میں سرکار دو عالم ﷺ نے آپ کے لیے مکان بنایا تھا، سرکار دو عالم ﷺ وہاں تشریف لے جاتے تھے، سیدی شیخ عبدالحق محقق ومحدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اس جگہ کو اب مشربہ ام ابراہیم کہا جاتا۔ (مدارج النبوت مترجم ۲/۸۰۷ ممتاز اکیڈمی)

سرکار دو عالم ﷺ نے اس مشربہ میں نماز ادا فرمائی تھی بعد میں اسی جگہ مسجد بنائی گئی جو مسجد مشربہ ام ابراہیم" کے نام سے مشہور ہوگئی۔

(تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو" جذب القلوب ص ۱۴۲ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی مکتبۃ الجدید کراچی)

شیخ محقق فرماتے ہیں کہ لوگ اس جگہ کی زیارت کرتے ہیں۔

(مدارج النبوت مترجم ۲/۵۲۶ شبیر برادرز لاہور)

امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے متعلق تفصیل جاننے کے لیے راقم کی کتاب "مومنوں کی مقدس مائیں" کا مطالعہ فرمائیں۔

واقعہ مباہلہ :۔

اللہ جل شانہ کا ارشاد پاک ہے:

اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ O

ترجمہ کنزالایمان:۔ عیسیٰ کی کہاوت اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے اسے مٹی سے بنایا پھر فرمایا ہو جا وہ فوراً ہو جاتا ہے۔ (پارہ 3 آل عمران 59)

مفتی سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ اس آیت مبارکہ کا شانِ نزول بیان فرماتے ہیں کہ " نصاریٰ نجران کا ایک وفد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور وہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہنے لگے آپ گمان کرتے ہیں کہ "عیسیٰ" اللہ کے بندے ہیں فرمایا ہاں، اس کے بندے اور اس کے رسول اور اس کے کلمے جو کنواری بتول عذرا (حضرت مریم) کی طرف القاء کیے گئے۔

نصاریٰ یہ سن کر بہت غصہ میں آئے اور کہنے لگے یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا تم نے کبھی بے باپ کا انسان دیکھا ہے؟ اس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں، (معاذ اللہ) اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور یہ بتایا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف بغیر باپ ہی کے ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام تو ماں باپ دونوں کے بغیر مٹی سے پیدا کیے گئے تو جب حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ کا مخلوق اور بندہ مانتے ہو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کی مخلوق و بندہ ماننے میں کیا تعجب ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ فَلاَ تَکُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِیْنَ. (پارہ 3 آل عمران 60)

ترجمہ: اے سننے والے یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے تو شک والوں میں نہ ہونا۔

فَمَنْ حَآجَّکَ فِیْہِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَ کَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ کُمْ وَ نِسَآءَ نَا وَ نِسَآءَ کُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ O (پارہ 3 آل عمران 61)

ترجمہ کنزالایمان: پھر اے محبوب جو تم سے عیسٰی کے بارے میں حجت کریں بعد اس کے کہ تمہیں علم آچکا تو ان سے فرمادو آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔"

مفتی سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نصارٰی نجران کو یہ آیت پڑھ کر سنائی اور مباہلہ کی دعوت دی تو کہنے لگے کہ ہم غور اور مشورہ کرلیں کل آپ کو جواب دیں گے جب وہ جمع ہوئے تو انہوں نے اپنے سب سے بڑے عالم اور صاحب رائے شخص عاقب سے کہا کہ اے عبدالمسیح آپ کی کیا رائے ہے؟ اس نے کہا کہ اے جماعت نصاری تم پہچان چکے کہ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نبی مرسل تو ضرور ہیں اگر تم نے ان سے مباہلہ کیا تو سب ہلاک ہوجاؤ گے، اب اگر نصرانیت پر قائم رہنا چاہتے ہو تو انہیں چھوڑو اور گھر کو لوٹ چلو، یہ مشورہ ہونے کے بعد وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضور کی گود میں تو امام حسین ہیں اور ہاتھ مبارک میں حسن کا ہاتھ اور فاطمہ اور علی حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سب سے فرما رہے ہیں کہ جب میں دعا کروں تو تم سب "امین" کہنا، نجران کے سب سے بڑے نصرانی عالم (پادری) نے جب ان حضرات کو دیکھا تو کہنے لگا، اے جماعت نصارٰی! میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ لوگ اللہ سے پہاڑ کو ہٹا دینے کی دعا کریں تو اللہ تعالٰی پہاڑ کو جگہ سے ہٹا دے ان سے مباہلہ نہ کرنا، ہلاک ہوجاؤ گے اور

قیامت تک روئے زمین پر کوئی نصرانی باقی نہ رہے گا۔ یہ سن کر نصاری نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مباہلہ کی تو ہماری رائے نہیں ہے، آخر کار انہوں نے جزیہ دینا منظور کیا مگر مباہلہ کے لیے تیار نہ ہوئے، سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، نجران والوں پر عذاب قریب آ ہی چکا تھا اگر وہ مباہلہ کرتے تو بندروں اور سوروں کی صورت میں مسخ کر دیئے جاتے اور جنگل آگ سے بھڑک اٹھتا اور نجران اور وہاں کے رہنے والے پرند تک نیست و نابود ہو جاتے اور ایک سال کے عرصہ میں تمام نصاری ہلاک ہو جاتے۔"

(خزائن العرفان صفحہ ۱۰۴ ضیاء القرآن لاہور)

مفتی احمد یار خان نعیمی فرماتے ہیں کہ تفسیر روح المعانی نے حوالہ سے فرمایا کہ واقعہ مباہلہ پر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو مع ان کی اولادوں کے ساتھ لے گئے تھے۔ (مراۃ ۸/ ۳۹۷، مکتبہ اسلامیہ لاہور)

گستاخ ابولہب کے گستاخ بیٹے عتبہ کا انجام:۔

سیدی شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تحقیق کے مطابق سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی صاجزادی حضرت سیدہ زینب ہیں۔ (۲) پھر حضرت سیدہ رقیہ پھر (۳) سیدہ ام کلثوم پھر (۴) حضرت سیدہ فاطمہ بتول رضی اللہ عنہن ہیں، حضرت سیدہ رقیہ اعلان نبوت سے قبل عتبہ کے نکاح میں تھیں جب کہ سیدہ ام کلثوم عتیبہ کے نکاح میں تھیں اور یہ دونوں ابو لہب کے بیٹے ہیں: سیدی شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ "عتبہ مسلمان ہوا، مقبول اسلام ہوا اور صحابہ کی گنتی میں شمار ہوا، اور جس کو شیر نے چیر پھاڑ کر قتل کیا وہ اس کا

بھائی عتبہ ہے۔ (مدارج النبوت مترجم، ص ۶۶۵، ممتاز اکیڈمی لاہور)

اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب سورہ "تبت یدا ابی لهب" نازل ہوئی تو ابولہب نے عتبہ سے کہا، او عتبہ! میں تجھ سے بیزار ہوں اگر تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی کو اپنے سے جدا نہ کرے، اس پر عتبہ بارگاہ رسالت میں آیا اور کہنے لگا۔ "میں آپ کے دین سے کافر ہوا، نہ تو آپ کا دین مجھے پسند ہے اور نہ ہی آپ، اس بدبخت نے بارگاہِ رسالت میں حد درجہ زیادتی کی حتی کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص مبارک کو بھی پھاڑ دیا، نیز اس ملعون نے اپنے ناپاک منہ کا تھوک حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھینکا" اور کہا "میں نے رقیہ کو طلاق دے دی" اس پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللهم سلط علیه کلبا من کلابک" اے اللہ اس لعنتی پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط کردے، اس موقع پر ابو طالب نے کہا "میں نہیں جانتا کہ تجھے کون سی چیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے تیر سے بچا سکے گی۔"

یہ ملعون تجارت کی غرض سے شام جا رہا تھا کہ راستے میں جب اس نے ایک ایسی منزل پر پڑاؤ ڈالا جہاں درندے تھے تو ابولہب نے قافلے والوں سے کہا آج کی رات تم سب ہماری مدد کرو کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دعا میرے بیٹے کے بارے میں آج رات اثر کرے، اس پر اہل قافلہ نے اپنے اپنے سامان کو اکٹھا کیا اور اوپر نیچے رکھ کر ایک جتھا بنا کر اس کے اوپر "عتبہ" کے سونے کے لیے جگہ بنائی اور خود اس کے چاروں طرف گھیرا ڈال کر بیٹھ گئے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے سب پر نیند کو مسلط کر دیا، اس کے بعد ایک شیر آیا، جس نے یکے بعد دیگرے سب کا منہ سونگھا اور کسی

کو کچھ نہ کہا پھر شیر نے چھلانگ لگا کر عتبہ پر حملہ کر دیا اور اس کے سینے کو پھاڑ ڈالا۔ گردن کو دبوچ لیا۔ (مدارج النبوت جلد دوم ص ۶۶۶ مترجم ممتاز اکیڈمی لاہور)

(۱) پتہ چلا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ جہاں مرضی چھپ جائے وہ اللہ کے عذاب سے نہیں بچ سکتا۔

(۲) مفتی احمد یار خان نعیمی فرماتے ہیں کہ "بارگاہِ رسالت میں بے ادبی کرنے والوں کے منہ سے ایسی بدبو نکلتی ہے کہ جس کو جانور معلوم کر لیتے ہیں کہ گستاخ کا منہ یہ ہے۔ (سلطنت مصطفیٰ ص ۱۲ بزم عروج اسلام کراچی)

توجہ رہے حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابو العاص کی زوجیت میں تھیں جو کہ بعد میں مشرف باسلام ہو گئے جس کو ہم بیان کریں گے جب کہ (۲) سیدہ رقیہ "عتیبہ" ابولہب کے بیٹے سے طلاق کے بعد (۳) اسی طرح سیدہ ام کلثوم ابولہب کے گستاخ بیٹے عتبہ سے طلاق کے بعد یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں، (۴) اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔

باب نمبر 4:۔ نور زادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا

سیدہ زینب رضی اللہ عنہ:۔

حضرت سیدہ زینب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں، ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کے شکم مبارک سے اعلان نبوت سے دس سال قبل آپ کی ولادت ہوئی آپ کا نکاح خود ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ابوالعاص سے کروادیا تھا، اور ابوالعاص ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کی بہن ہند بنت خویلد کے بیٹے ہیں، یعنی ابوالعاس، حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کے سگے بھانجے تھے، ابوالعاص کا نام 'لقیط' یا 'مقسم' یا قاسم یا پھر، یاسر ہے۔(مدارج النبوت مترجم ۲/۶۶۲)

احباب کو یاد ہوگا کہ سن ۲ ہجری میں ایک عظیم الشان جنگ ہوئی جس کو "غزوہ بدر" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس جنگ میں ستر بڑے بڑے کفار قتل ہوئے اور اتنے ہی قیدی بنے، ان قیدیوں کے متعلق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قتل کا جب کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فدیہ لے کر چھوڑنے کا مشورہ دیا تھا اس امید پر کہ یہ لوگ اسلام قبول کرلیں گے، اس جنگ میں ابوالعاص بھی قیدیوں میں شامل تھے، جب اہل مکہ نے اپنے عزیزوں کا فدیہ مدینہ منورہ بھیجا تو سیدہ زینب نے بھی اپنے گلے کا ہار اتار کر بطور فدیہ بھیج دیا، رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب وہ ہار دیکھا تو آبدیدہ ہوگئے، کیونکہ یہ وہی ہار تھا جو ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا نے ان کو جہیز میں دیا تھا یہ دیکھ کر صحابہ کرام پر بھی رقت طاری ہوگئی، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ اگر یہ دیکھو کہ اسیر زینب کو رہا کردیا جائے اور اس کے فدیہ کا مال بھی واپس کردیا جائے تو ایسا کرو اس پر صحابہ کرام عرض گزار ہوئے ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جس طرح آپ کی رضا ہے پھر سرکارِ دو عالم ﷺ نے ابوالعاص سے وعدہ لیا کہ وہ سیدہ زینب کو حضور ﷺ کے پاس بھیج دیں گے ابوالعاص نے اس کو مان لیا اور سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ اور ایک اور شخص کو مکہ بھیجا تا کہ وہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ لے کر آئیں اور ہدایت فرمائی کہ آپ لوگ مکہ میں داخل مت ہونا، بلکہ بطن یاجج میں رہنا تا آنکہ سیدہ زینب تم پر گزریں تو ان کو اپنے ساتھ لے لینا توجہ رہے "بطن یاجج" ایک جگہ کا نام ہے جو کہ مسجد عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے سامنے ہے۔

(مشکوۃ ص ۵۴ باب حکم الاسراء فصل ثانی رقم ۳۹۷۰ دار الکتب العلمیہ ۔ مدارج النبوت مترجم ص ۶۶۲ ممتاز اکیڈمی لاہور)

ابوالعاص کا قبول اسلام:۔

مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے کہ ابوالعاص کی زوجیت میں سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ "سیدہ" نے ہجرت فرمائی اور ابوالعاص اپنے دین پر تھا یعنی بدستور شرک میں ملوث تھا۔' (مرقاۃ شرح مشکوۃ باب حکم الاسراء فصل ثانی ۷/ ۴۸۱ علمیہ بیروت)

ذکر کردہ واقعہ کے اڑھائی سال بعد ابوالعاص ایک تجارت کی غرض سے مکہ سے باہر آئے، ان کے ساتھ اہل مکہ کا مالِ تجارت تھا۔ اس تجارتی قافلے کی واپسی کے وقت صحابہ کرام علیہم الرضوان اس کی تلاش میں گئے ہوئے تھے، جب انہوں نے قافلہ پر قابو پالیا تو چاہا کہ ابوالعاص کے مال پر قبضہ کر کے انہیں قتل کر دیں یہ خبر سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پہنچی تو انہوں نے سرکارِ دو عالم ﷺ سے عرض کیا، یا رسول اللہ کیا کسی مسلمان کو کسی کو عہد و امان میں لینے کا حق نہیں ہے، حضو ﷺ نے فرمایا ہاں ہے، اس پر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ گواہ رہیے کہ میں نے ابوالعاص کو امان دے دی ہے، جب صحابہ کرام علیہم الرضوان اس صورت حال سے باخبر ہوئے تو ابوالعاص

اوران کے مال سے دست تعرض کھینچ لیا، اور کہنے لگے کہ تم ”مسلمان ہو جاؤ کہ مشرکوں کا یہ مال تمہارے لیے غنیمت ہو جائے۔“

اس پر ابو العاص نے کہا ”میں شرم کرتا ہوں کہ اپنے دین کو اس ناپاک مال سے پلید کروں۔“ اس کے بعد مکے چلے گئے اور مال ان کے مالکوں کے حوالے کر دیا اور فرمایا ”اے مکّے والو! آیا میں نے تمہیں تمہارا مال پہنچا دیا؟ تم مجھے اس سے بری الذمہ قرار دیتے ہو؟

انہوں نے کہا ”ہاں، پھر ابو العاص نے فرمایا ”تم گواہ رہو میں گواہی دیتا ہوں کہ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ اس کے بعد ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئے، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو نکاح سابق یا پھر نئے نکاح کے ساتھ آپ کے سپرد فرما دیا۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑی محبت فرماتے تھے اور ان کے ساتھ بہت شفقت اور عنایت فرماتے تھے۔ (مدارج النبوت مترجم ۲/۵۳۰ شبیر برادرز لاہور)

توجہ رہے حضرت ابو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت صدیقی میں جنگِ یمامہ میں جام شہادت نوش فرمایا۔

مسئلہ (۱): مرد اور عورت کافر تھے دونوں مسلمان ہوئے تو وہی نکاح سابق باقی ہے نئے نکاح کی حاجت نہیں اور اگر صرف مرد مسلمان ہوا تو عورت پر اسلام پیش کریں اگر مسلمان ہو گئی فبھا، ورنہ دونوں کے درمیان جدائی کر دیں، یوں ہی اگر عورت پہلے مسلمان ہوئی تو مرد پر اسلام پیش کریں، اگر تین حیض آنے سے پہلے مسلمان ہو گیا تو نکاح باقی ہے، ورنہ بعد کو جس سے چاہے نکاح کر لے کوئی اسے منع نہیں کر سکتا۔

مسئلہ (۲): مسلمان عورت کا نکاح مسلمان مرد کے سوا کسی مذہب والے سے نہیں ہو سکتا اور مسلمان کے نکاح میں اہلِ کتاب عورت ہے اس کے بعد مسلمان عورت

سے نکاح یا مسلمان عورت نکاح میں تھی اس کے ہوتے ہوئے کتابیہ سے نکاح صحیح ہے۔ (بہار شریعت ۷/۳۲مکتبۃ المدینہ کراچی۔عالمگیری کتاب النکاح الباب الثالث فی بیان المحرمات)

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی اولاد:۔

حضرت ابو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں ایک بیٹا جن کا نام ''علی'' اور ایک بیٹی جن کا نام ''امامہ تھا۔ پیدا ہوئے۔

(۱) حضرت ابو العاص کے شہزادے ''علی'' قریب البلوغ ہی تھے کہ وصال فرما گئے۔

(۲) حضرت امامہ سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بہت محبت فرماتے تھے، حتی کہ ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امامہ کو اپنے دستِ مبارک پر لیے ہوئے نماز ادا فرما رہے تھے رکوع کرنے کے وقت ان کو زمین پر اتار دیتے اور جب قیام فرمانے لگتے تو پھر دوش اقدس پر اٹھا لیتے، یا پھر حضرت امامہ خود آ کر بیٹھتی تھیں اور خود ہی اتر جاتی تھیں حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی وصیت کے مطابق حضرت امامہ سے نکاح فرمایا، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کے شکمِ مبارک سے ایک صاحبزادہ پیدا ہوا جن کا نام 'محمد اوسط'' تھا۔ (مدارج ۲/۶۶۳،۶۶۴)

خالہ اور بھانجی سے نکاح:۔

توجہ رہے ایک شخص ایسی دو عورتیں کہ ان میں جس ایک کو مرد فرض کریں تو دوسری اس کے لیے حرام ہو ایسی دو عورتوں کو نکاح میں اکٹھا جمع نہیں کر سکتا، مثلاً پھوپھی اور بھتیجی اور خالہ و بھانجی کہ ان میں سے ایک کو مرد فرض کریں تو آپس میں ایک دوسرے پر حرام ہوں گے پہلی صورت میں (۱) چاچا اور بھتیجی یا پھر (۲) پھوپھی اور بھتیجا بنیں گے اور یہ آپس میں ایک دوسرے پر حرام ہیں دوسری صورت میں (۱) ماموں اور بھانجی یا پھر

(۲) خالہ اور بھانجا بنیں گے، اور یہ بھی ایک دوسرے پر حرام ہیں۔

اور خالہ کے انتقال کے بعد اس کی بھانجی اسی طرح پھوپھی کے انتقال کے بعد اس کی بھتیجی کے ساتھ نکاح کیا جا سکتا ہے جیسا کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں حضرت فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا تھیں اور حضرت امامہ آپ کی بھانجی ہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضرت امامہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا، اس بارے میں تفصیلی احکام جاننے کے لیے عالمی شہرت یافتہ فقہ حنفی کی مبارک کتاب بہار شریعت کا مطالعہ فرمائیں۔

قریش کا حضرت ابوالعاص کو سیّدہ زینب کو چھوڑنے پر ابھارنا:۔

سیدی شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اہل سیر کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ" قریش نے حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کو بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو جدا کر دینے پر ابھارا،" اس پر حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں ہرگز حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی کو جدا نہ کروں گا اور نہ ہی یہ پسند کرتا ہوں کہ ان کے عوض قریش کی کوئی اور عورت ہو۔ (مدارج النبوت ۲/ ۶۶۵ مترجم ممتاز اکیڈمی)

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال:۔

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال آٹھ ہجری میں ہوا، آپ کو غسل دینے میں حضرت سودہ بنتِ زمعہ، حضرت اُم سلمہ، حضرت ام ایمن و حضرت اُمّ عطیہ شامل تھیں، حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ" رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم آپ کی صاحبزادی کو غسل دے رہی تھیں تو آپ نے فرمایا:'

اغسلنها ثلاثا او خمسا او اکثر من ذلک ان رایتن بماء وسدر واجعلن

فی الاخرة کافور افاذا فرغتن فاذننی قالت فلما فرغنا القی الینا حقوہ فقال اشعرنھا ایاہ ولا ادری ای بناتہ " اسے تین یا پانچ یا اس سے زیادہ مرتبہ غسل دینا اور مناسب نظر آئے تو پانی اور بیری کے پتوں سے اور آخر میں کافور ملانا جب فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کرنا"۔

حضرت ام عطیہ فرماتی ہیں "جب ہم فارغ ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری طرف اپنی ازار ڈال دی اور فرمایا کہ اس میں لپیٹ دینا، راوی کا بیان ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ آپ کی کون سی صاحبزادی تھیں۔ (بخاری ۱/۱۶۷ کتاب الجنائز باب ما یستحب ان یغسل، وترا قدیمی کتب خانہ۔ بخاری ۱/۱۶۸ص ۱۶۸ کتاب الجنائز باب کیف الاشعار للمیت۔ مسلم شریف درسی ص ۳۰۴، کتاب الجنائز فی غسل المیت وترا قدیمی کتب خانہ کراچی)

سیدی شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا کہ "ان کو تین یا اس سے زائد مرتبہ غسل دو" اس کا مقصود یہ ہے کہ اگر تین مرتبہ سے نظافت حاصل ہو جائے تو یہی مشروع ہے، ورنہ اس سے زیادہ مرتبہ کریں یہاں تک کہ نظافت حاصل ہو جائے۔ واجب ایک مرتبہ ہے۔" اور جو یہ فرمایا ہے کہ یا اس سے زیادہ اسی معنی کی تائید میں ہے مگر یہ کہ کسی خاص رعایت کی طرف اشارہ ہو۔ (مدارج النبوت ۲/۶۶۴)

یہ کون سی صاحبزادی تھیں؟:۔

سیدی شیخ عبدالحق قادری محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یا تو یہ سیدہ زینب تھیں جو کہ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہیں یا پھر یہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا ہیں جو کہ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہیں، پہلے معنی کی تائید مسلم شریف کی حدیث سے ہوتی ہے کہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ فرماتی ہیں کہ جس وقت

سیدہ زینب بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا ان کو غسل دو الحدیث ملاحظہ ہو۔ (مسلم ۱/۳۰۵، کتاب الجنائز فی مشط شعر النساء ثلاثۃ قرون قدیمی کتب خانہ کراچی)

"عن اُم عطية قالت لما ماتت زينب بنت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم قال لنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، الحديث.

اور دوسرے معنی کی تائید ابن ماجہ کی اس حدیث سے ہوتی ہے جو کہ امام بخاری و امام مسلم کی شرط پر ہے۔ (ابن ماجہ ص ۱۰۵ کتاب الجنائز باب ماجاء فی غسل المیت قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ یہ ہیں۔ "دخل علينا رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم و نحن نغسل ابنته ام كلثوم" (الحدیث)

آثارِ صالحین سے برکت حاصل کرنا:۔

(۱) سیدی شیخ عبدالحق قادری محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ: "اس حدیث سے صالحین کے تبرکات سے برکت حاصل کرنے کا استحباب ثابت ہے۔ (مدارج النبوت ۲/۶۶۴ مترجم لاہور)

(۲) اسی طرح علامہ عینی اور امام نووی و دیگر شارحین حدیث نے بھی اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ یہ حدیث آثار صالحین سے برکت لینے کی اصل ہے علامہ عینی کے یہ الفاظ ہیں۔" وهو اصل بالتبرك باثار الصالحين ' اسی طرح لمعات میں یہ الفاظ ہیں." هذا الحديث اصل فى التبرك باثار الصالحين ولباسهم كما يفعله بعض مريدى المشائخ من لبس اقمصهم فى القبر"

(۳) ابو نعیم نے معرفۃ الصحابہ میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں بسند حسن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کی والدہ فاطمہ بنت اسد کو اپنی قمیص میں کفن دیا اور کچھ دیر ان کی قبر میں خود لیٹے

لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا: "انی البستها لتلبس من ثیاب الجنة واضطجعت معها فی قبرها لاخفف عنها عن ضغطة القبر" یعنی میں نے قمیص اس لیے پہنائی تا کہ ان کو جنت کا لباس ملے اور ان کی قبر میں اس لیے لیٹا تا کہ ان سے قبر کی تنگی دور ہو۔ (لمعات کی عبارت مشکوۃ درسی کے حاشیہ سے لی گئی ہے ملاحظہ ہو ص ۱۴۳، حاشیہ نمبر ۷، باب غسل المیت وتکفینہ فصل اول)

ترجمہ، یہ حدیث نیک لوگوں کے آثار اور ان کے لباس سے برکت حاصل کرنے میں اصل ہے جیسا کہ مشائخ کے بعض مرید حضرات کرتے ہیں کہ بزرگوں کی قمیص قبروں میں پہنتے ہیں۔ (بطورِ کفن کے) امام نووی کے الفاظ یہ ہیں۔ "ففیه التبرک بآثار الصالحین ولباسهم" یعنی اس حدیث شریف میں صالحین کے آثار اور ان کے ملبوسات سے تبرک حاصل کرنے کا فائدہ ہے۔ ملاحظہ ہو، (حاشیہ مسلم درسی ۱/ ۳۰۵، کتاب الجنائز)

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا درجۂ شہادت:۔

امام طبرانی اور بزار نے روایت فرمائی ہے کہ "سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوالعاص سے جو کہ آپ کے شوہر ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ (مدینہ منورہ) میں جانے کی اجازت مانگی انہوں نے آپ کو اجازت دے دی اس کے بعد آپ کنانہ بن ربیع جو کہ حضرت ابوالعاص بن ربیع کے بھائی ہیں یا پھر کنانہ کے بیٹے کے ساتھ ہجرت کے لیے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئیں اس پر اہل مکہ آپ کی تلاش میں نکل پڑے چنانچہ "ھبار بن الاسود" نے آپ کو پالیا اس کے بعد ھبار نے اپنے نیزے کے ساتھ اونٹنی کو مارنا شروع کیا تا آنکہ سیدہ مبارکہ اونٹنی سے نیچے آرہیں نتیجہ میں آپ کا حمل مبارک بھی ساقط ہوگیا۔ اب سیدہ کے بارے بنو ہاشم اور بنوامیہ کا جھگڑا

اٹھ کھڑا ہوا، بنو امیہ کا کہنا تھا کہ سیدہ کے ہم زیادہ حقدار ہیں کیونکہ وہ ابوالعاص کی زوجیت میں تھیں، جن کا تعلق بنوامیہ سے ہے، چنانچہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ کے پاس تھیں، ادھر مدینہ پاک میں سرکا دو عالم ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ سے فرمایا: "الا تنطلق فتجئی بزینب" کیا آپ جا کر سیدہ زینب کو نہیں لاؤ گے انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم، ارشاد فرمایا: " فخذ خاتمی فاعطها ایاہ " میری انگوٹھی لے جاؤ اور سیدہ کو دے دینا، سرکار دو عالم ﷺ کے ارشاد کے مطابق حضرت زید بن حارثہ چلتے رہے حتی کہ ایک چرواہے سے ملاقات ہوئی تو پوچھا۔

بکریاں کس کے لیے چرا رہے ہو؟ چرواہے نے جواب دیا "ابوالعاص کے لیے، آپ نے پوچھا یہ بکریاں کس کی ہیں؟ اس نے کہا سیدہ زینب بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ حضرت زید بن حارثہ اس کے ساتھ کچھ چل کر فرمانے لگے۔ "اگر میں آپ کو کوئی چیز دوں جسے آپ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا تک پہنچا دیں اور کسی کے سامنے ذکر نہ کریں تو کیا ایسا کرو گے؟ اس نے کہا جی ہاں، اس پر حضرت زید نے وہ انگوٹھی چرواہے کو دے دی، اس کے بعد چرواہا چلا گیا بکریاں باڑے میں داخل کرنے کے بعد انگوٹھی سیدہ زینب کو دے دی، حضرت سیدہ نے انگوٹھی کو پہچان لیا اور پوچھا" من اعطاک ھذا" یہ انگوٹھی آپ کو کس نے دی ہے؟ چرواہے نے کہا ایک شخص نے، فرمایا اس شخص کو تم نے کہاں چھوڑا ہے؟

چرواہے نے کہا فلاں فلاں جگہ پر اس پر سیدہ نے خاموشی اختیار فرمائی یہاں تک کہ رات کے وقت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا، حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لے آئیں اس کے بعد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اپنے ساتھی کے

ساتھ جیسا کہ پہلے گزرا) بصد احترام لے کر حاضر بارگاہ رسالت ہوئے آپ کی آمد پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمار ہے تھے۔ **ھی خیر بناتی اصیبت فی** 'یعنی سیدہ زینب میری سب بیٹیوں سے بہترین بیٹی ہیں جن کو میری وجہ سے تکلیف پہنچائی گئی۔

(الطبرانی فی الکبیر ۲۲/ ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، والاوسط ۳۵۴، بعضہ والبزار ۱ر۱۲۵۰ امام ہیثمی نے المجمع (۹/ ۲۱۳) میں فرمایا۔

"**ورجاله رجال الصحيح**" یعنی اس حدیث کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

اسی طرح طبرانی شریف میں روایت ہے کہ ایک شخص سیدہ کو مکہ سے مدینہ شریف کے لیے لا رہا تھا کہ دو قریشیوں کی اس سے مڈبھیڑ ہوئی حتی کہ قریشی اس پر غالب آ گئے، اس دوران جب اونٹنی کو ھانکا تو سیدہ ایک چٹان پر آ رہیں نتیجہ میں شکم اقدس کا بچہ بھی شہید ہو گیا خون مبارک جاری ہو گیا۔ (**فوقعت علی صخرة فاسقطت واهر يقت دما**") تو وہ لوگ آپ کو ابوسفیان کے پاس لے گئے، اس پر بنو ہاشم کی کچھ خواتین آ گئیں، ابوسفیان نے سیدہ کو بنو ہاشم خواتین کے حوالے کر دیا، پھر سیدہ ہجرت فرماتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچی اور اونٹنی سے گرنے کی تکلیف آپ سے زائل نہیں ہوئی حتی کہ اس درد و تکلیف سے آپ کا وصال ہوا "**فكانوا يرون انها شهيدة**" صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ کو شہید جانتے تھے، ملاحظہ ہو۔ (طبرانی ۲۲/ ۴۳۳/ ۱۰۵۳۔ فی المجمع ۹/ ۲۱۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا جنازہ مبارک لے کر تشریف لائے ہم بھی آپ کے ساتھ ہو لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم نے رنج و حزن میں دیکھا، جب حضور "سیدہ" کی قبر مبارک میں داخل ہوئے اور باہر تشریف لائے تو آپ کا رنگ مبارک متغیر تھا۔ تو ہم نے اس بارے میں آپ سے پوچھا اس پر فرمایا: "**انها كانت امراة مسقامة**"

میری بیٹی کو اللہ کے راستے میں تکلیف دی گئی ہے۔''

مجھے موت کی شدت اور قبر کی تنگی یاد آئی'' فدعوت اللہ ان یخفف عنھا''تو میں نے اللہ کی بارگاہ میں اپنی بیٹی کے لیے تخفیف کی دعا کی ہے۔(الحاکم ۶۸۴۵)

ھبار بن اسود کے بارے میں حکم:۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ بھیجا جس میں میں بھی تھا، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا:'' ان لقیت ھبار بن الاسود ونافع بن عمرو فاحرقوھما'' اگر تمہاری ''ھبار بن اسود'' اور ''نافع بن عمرو'' سے ملاقات ہو تو ان دونوں کو آگ میں جلا دینا، بعد میں ارشاد فرمایا:'' ان لقیتموھما فاقتلوھما فانہ لا ینبغی لاحد ان یعذب بعذاب اللہ '' اگر تمہاری ''ھار بن اسود'' اور'' نافع بن عمرو سے ملاقات ہو جائے تو ان دونوں کو قتل کر دینا کیونکہ یہ کسی کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اللہ کا عذاب کسی کو دے، اور یہ اس وجہ سے کہ ان دونوں نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا جب ہجرت کے لیے تشریف لا رہی تھیں، تو سیدہ کو تکلیف دی تھی جس میں آپ مبتلا رہیں حتیٰ کہ وصال فرما گئیں۔ ملاحظہ ہو۔ (البزار وابن ہشام ۱/۶۵۷۔ والمستدرک رقم ۶۸۳۶)

ھبار بن اسود کا قبول اسلام:۔

ایک دن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام علیہم الرضوان کے درمیان جلوہ افروز تھے کہ اچانک ''ھبار بن اسود'' نمودار ہوا اور زور سے کہنے لگا۔'' اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اسلام قبول کرتا ہوا حاضر خدمت ہوں۔'' اس میں کوئی شک والی بات نہیں کہ میں اس سے پہلے ذلیل اور گمراہ تھا۔'' اور اب اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی ہدایت عطا فرمائی ہے۔'' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے خاص اور رسول

ہیں۔ ''حضور میں بہت گناہ گار ہوں اور آپ کی بارگاہ عالیہ میں حد درجہ شرمسار ہوں۔''

ہبار کی یہ گفتگو سن کر سرکار دو عالم ﷺ نے اس بات سے حیا فرمائی کہ اب اس پر عتاب کیا جائے۔

اللہ اکبر! سرکار دو عالم ﷺ نے ''ھبار بن اسود'' کا اسلام قبول فرمایا اور ارشاد فرمایا: ''ھبار میں نے تم کو معاف کر دیا، بلاشبہ اسلام زمانہ جاہلیت کے تمام جرموں کو ختم فرما دیتا ہے اور گزشتہ گناہوں کو فنا کر دیتا ہے۔'' ملاحظہ ہو۔ (مدارج النبوۃ ۲/ ۴۴۷، ممتاز اکیڈمی لاہور)

توجہ رہے اگر آپ نے کسی کو کسی طرح بھی اذیت پہنچائی تو معافی مانگنے میں تاخیر مت کریں، بہار شریعت میں عالمگیری کے حوالے سے یہ مسئلہ ملاحظہ فرمائیں کہ ''ایک شخص نے کسی کو اذیت پہنچائی اس سے معافی مانگنا چاہتا ہے مگر جانتا ہے کہ ابھی اسے غصہ ہے، معاف نہیں کرے گا لہذا معافی مانگنے میں تاخیر کی اس تاخیر میں یہ معذور نہیں۔

(بہار شریعت ص ۳۰۳ مکتبۃ المدینہ۔ فتاوی عالمگیری کتاب الکراھیۃ الباب الثلاثون فی المتفرقات ۵/ ۳۷۵۔۳۷۶ کوئٹہ)

اولاد پر شفقت کے بارے میں سرکار دو عالم ﷺ کے ارشادات:

۱ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی آپ فرماتی ہیں کہ ایک اعرابی بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ آپ لوگ بچوں کو بوسہ دیتے ہیں ہم بچوں کو بوسہ نہیں دیتے اس پر فرمایا: او املک لک ان نزع اللہ من قبلک الرحمۃ'' اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے رحمت نکال لی ہے تو میں کیا کروں۔''

(بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الولد وتقبیلہ رقم ۵۹۹۸۔ مسلم رقم ۲۳۱۷)

۲ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت اپنی دو لڑکیاں لے کر میرے پاس آئیں اور اس نے مجھ سے کچھ مانگا، میرے پاس ایک کھجور

کے سوا کچھ نہ تھا میں نے وہی دے دی، عورت نے کھجور تقسیم کر کے دونوں لڑکیوں کو دے دی اور خود نہیں کھائی، جب وہ چلی گئیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میں نے یہ واقعہ بیان کیا اس پر ارشاد فرمایا: **من ابتلی من هذه البنات بشئی فاحسن الیهن کن له سترا من النار** "جس کو خدا نے لڑکیاں دی ہوں اگر وہ ان کے ساتھ احسان کرے تو وہ جہنم کی آگ سے اس کے لیے روک ہو جائیں گی۔ ملاحظہ ہو۔ (مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل الاحسان الی البنات رقم ۲۶۹۳)

۳ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مسکین عورت دو لڑکیوں کو لے کر میرے پاس آئی میں نے اسے تین کھجوریں دیں، اس نے ایک ایک لڑکیوں کو دے دی، اور ایک منہ تک کھانے کے لیے لے گئی کہ لڑکیوں نے اس سے مانگی اس نے وہ کھجور دو ٹکڑے کر کے دونوں کو دے دی جب یہ واقعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا تو فرمایا: "**ان الله قد اوجب لها بها الجنة او اعتقها بها من النار**" اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جنت واجب فرمادی ہے اور جہنم سے آزاد کر دیا ہے اس کھجور کے سبب سے ملاحظہ ہو۔ (مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل الاحسان الی البنات رقم ۲۶۹۴)

۴ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی پرورش میں دو لڑکیاں بلوغ تک رہیں وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ "**انا وهو وضم اصابعه**" "میں اور وہ پاس پاس ہو گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیاں ملا کر فرمایا کہ اس طرح۔ (مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل الاحسان الی البنات رقم ۲۶۹۵)

۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کی لڑکی ہو اور وہ اسے زندہ درگور نہ کرے اور اس کی توہین نہ کرے اور

اولادِ ذکور کو اس پر ترجیح نہ دے، ادخلہ اللّٰہ تعالیٰ الجنۃ" تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ (ابوداود کتاب الادب باب فی فضل من عال یتامی رقم ۵۱۴۶)

۶ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تین لڑکیوں یا اتنی ہی بہنوں کی پرورش کرے ان کو ادب سکھائے ان پر مہربانی کرے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں بے نیاز کر دے (یعنی اب ان کو ضرورت باقی نہ رہے) اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت واجب کر دے گا، کسی نے کہا یا رسول اللہ یا دو (یعنی دو کی پرورش میں یہی ثواب ہوگا) فرمایا دو (یعنی ان میں بھی وہی ثواب ہوگا) اور اگر لوگوں نے ایک کے متعلق کہا ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک کو بھی فرما دیتے۔

(مشکوۃ المصابیح صفحہ ۴۲۴ کتاب الادب باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق فصل ثانی رقم الحدیث ۴۹۷۵)

(شرح السنہ ۶/۴۵۲ کتاب البر والصلۃ باب ثواب کافل الیتیم رقم ۳۳۵۱ علمیہ بیروت)

۷ ابوداود نے عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ "میں اور وہ عورت جس کے رخسارے میلے ہیں، دونوں جنت میں اس طرح ہوں گے۔ (ابوداوٗد کتاب الادب باب فی فضل من عال یتامی رقم ۵۱۴۹)

یعنی جس طرح کلمہ اور بیچ کی انگلیاں پاس پاس ہیں۔ اس سے مراد وہ عورت ہے جو منصب و جمال والی تھی اور بیوہ ہوگئی اور اس نے یتیموں کی خدمت کی، یہاں تک کہ وہ جدا ہو جائیں۔ (یعنی بڑے ہو جائیں یا مر جائیں)۔ (بہار شریعت حصہ ۱۶ ص ۲۰۴)

۸ حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو یہ نہ بتا دوں کہ افضل صدقہ کیا ہے وہ اپنی اس لڑکی پر صدقہ کرنا ہے جو تمہاری طرف واپس ہوئی۔ (یعنی اس کا شوہر مر گیا یا اس کو طلاق دے دی گئی اور وہ باپ

کے یہاں چلی آئی) تمہارے سوا اس کا کمانے والا کوئی نہیں ہے۔"

(ابن ماجہ ص ۲۶۹۶ ابواب الادب باب برالوالد رقم ۳۶۶۷ دار السلام)

9 حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنی اولاد کا اکرام کرو اور انھیں اچھے آداب سکھاؤ۔"

(ابن ماجہ صفحہ ابواب الادب باب بَرّ الوالد رقم ۳۶۶۷)

۱۰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنی اولاد کو برابر دو، اگر میں کسی کو فضیلت دیتا تو لڑکیوں کو فضیلت دیتا۔"

(المعجم الکبیر ۱۱/ ۲۸۰ رقم الحدیث ۱۱۹۹۷ دار احیاء التراث العربی بیروت)

۱۱ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ "عطیہ میں اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو، جس طرح تم خود یہ چاہتے ہو کہ وہ سب تمھارے ساتھ احسان و مہربانی میں عدل کریں۔"

(کنز العمال ۱۶/ ۱۸۴ کتاب النکاح رقم الحدیث ۴۵۳۳۹ علمیہ بیروت)

۱۲ آپ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس کو پسند کرتا ہے کہ تم اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو، یہاں تک کہ بوسہ لینے میں۔" (کنز العمال ۱۶/ ۱۸۵ کتاب النکاح رقم الحدیث ۴۵۳۴۲ دار الکتب العلمیہ بیروت)

یتیموں کے متعلق ۱۵ ارشادات

۱ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص یتیم کی کفالت کرے وہ یتیم اسی گھر کا ہو یا غیر کا، میں اور وہ دونوں جنت میں اس طرح ہوں گے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی

سے اشارہ کیا اور دونوں انگلیوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ کیا۔"

(بخاری ص ۴۵۸ کتاب الطلاق باب اللعان رقم الحدیث ۴۳۰۴ دار السلام ریاض)

۲ ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسلمانوں میں سب سے بہتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ احسان کیا جاتا ہو اور مسلمانوں میں سب سے برا وہ گھر ہے، جس میں یتیم ہو اور اس کے ساتھ برائی کی جاتی ہو۔" (ابن ماجہ ص ۲۶۹۷ ابواب الادب باب حق الیتیم، رقم ۳۶۷۹)

۳ امام احمد نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص یتیم کے سر پر محض اللہ (عزوجل) کے لیے ہاتھ پھیرے تو جتنے بالوں پر اس کا ہاتھ گزرے گا، ہر بال کے مقابل میں اس کے لیے نیکیاں ہیں اور جو شخص یتیم لڑکی یا یتیم لڑکے پر احسان کرے میں اور وہ جنت میں (دو انگلیوں کو ملا کر فرمایا) اس طرح ہوں گے۔ (مسند الامام احمد ۸/ ۲۷۰،۲۲۰ مسند ابی امامہ الباہلی رقم ۲۲۲۱۵، ۲۲۳۴۷ دار الفکر بیروت:)

۴ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ ایک شخص نے اپنی دل کی سختی کی شکایت کی۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرو اور مسکین کو کھانا کھلاؤ۔" (مسند للامام احمد ۳/ ۲۳۵ مسند ابی ہریرہ رقم ۹۰۲۸ دار الفکر بیروت)

۵ امام طبرانی نے اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: "لڑکا یتیم ہو تو اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے میں آگے کو لائے اور بچہ کا باپ ہو تو ہاتھ پھیرنے میں گردن کی طرف لے جائے۔"

(المعجم الاوسط ۱/ ۳۵۱ باب الالف رقم الحدیث: ۱۲۷۹ دار الکتب العلمیہ بیروت)

راقم نے یہ احادیث بہار شریعت فقہ حنفی کی عالمی شہرت یافتہ کتاب سے نقل کی ہیں

باب نمبر 5:۔ نور زادی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا

سیدہ دو ہجرتیں فرمانے والی ہیں:۔

سورہ لہب کے نازل ہونے کے بعد ابولہب نے اپنے بیٹے کو سیدہ سے جدا ہونے کا کہا تھا نیز ابولہب کی بیوی ام جمیل جس کو قرآن پاک نے "حمالة الحطب" فرمایا نے بھی اپنے بیٹے کو کہا کہ تم سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دو کیونکہ اس نے نیا دین اختیار کرلیا ہے چنانچہ ابولہب کے دونوں بیٹوں نے دونوں نور زادیوں سے جدائی اختیار کرلی اس وقت تک دونوں نے حقوق زوجیت ادانہیں کیے تھے۔

یہ بھی توجہ رہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی عتبہ سے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے لیے طلاق کا مطالبہ کیا تھا۔ "سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عتبة طلاق رقیہ" اس کے بعد سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے شادی ہوئی مکہ مکرمہ میں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سیدہ کے ساتھ دو ہجرتیں کیں پہلے مکہ مکرمہ سے حبشہ کی طرف پھر حبشہ سے مدینہ منورہ کی طرف۔ (الطبرانی فی الکبیر ۲۲/۳۴۴ رقم ۱۰۵۷)

اہلیہ سمیت ہجرت کرنے والے:۔

سیدی شیخ عبدالحق محدث قادری دہلوی فرماتے ہیں کہ "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شان میں فرمایا حضرت لوط علیہ السلام کے بعد یہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے اپنی اہلیہ سمیت اللہ کی راہ میں ہجرت کی"۔ (مدراج النبوت ۲/ ۶۶۵ مترجم)

سیدہ کا نکاح زمانہ جاہلیت میں یا زمانہ اسلام میں:۔

دولابی نے بیان فرمایا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نکاح سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ زمانہ جاہلیت میں ہوا تھا مگر تمام اہل سیر نے بعد اسلام بیان کیا ہے (المرجع السابق)

سیدہ رقیہ کی اولاد:۔

سیدی شیخ عبدالحق قادری محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ ”سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا پہلی ہجرت بجانب حبشہ میں ان کا حمل پاک ساقط ہوا اس کے بعد ایک اور فرزند پیدا ہوا۔ جب وہ دو سال کا ہوا تو ایک مرغ نے ان کی آنکھ میں چونچ ماری اور وہ وصال فرما گئے۔ اسی طرح سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بھی عرصہ تک آپ کی زوجیت میں رہیں لیکن ان سے بھی کوئی فرزند نہ ہوا۔

بعض روایتوں میں آیا ہے کہ دو فرزند پیدا ہوئے لیکن زندہ نہ رہے۔ لہٰذا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں سے کوئی فرزند زندہ نہ رہا۔ البتہ دوسری بیویوں سے اولاد پیدا ہوئی جو باقی و زندہ رہیں“۔ واللہ تعالیٰ اعلم (مدارج النبوت ۲/ ۶۶۷)

شرح زرقانی شریف میں ہے کہ سیدہ رقیہ کے بیٹے کا وصال آپ کے وصال کے چار سال بعد ہوا (شرح زرقانی ۲/ ۳۳۲، علمیہ بیروت) اور اس کے علاوہ آپ کے یہاں کسی بچہ کی ولادت نہیں ہوئی۔

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال:

سیدی شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ (۱) ”منقول ہے کہ جب سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو عورتیں روتیں تھیں مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اس سے منع نہ فرماتے تھے“۔ (۲) سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک کے سرہانے رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں بیٹھی ہوئی روتی تھیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر مبارک کے کنارہ سے ان کی چشم مبارک سے آنسو پونچھتے تھے۔“ (۳) اس کے باوجود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدہ رقیہ کی تعزیت کی گئی تو فرمایا

"الحمدللہ دفن البنات من المکرمات" "تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیوں کی تدفین کرنا بزرگیوں میں سے ہے۔" (مرقات ۱۱/۳۳۰ مکتبہ امدادیہ ملتان)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ "میت پر رونا" رحمت ورقت کی بنا پر ہوتا ہے نہ کہ "میت کے فقدان" یعنی "رخصت ہو جانے کی وجہ سے" کیونکہ یہ تو تقدیرِ الٰہی سے واقع ہوتا ہے"

اس کے بعد سیدی شیخ عبدالحق قادری محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ "یہ سب روایتیں اس تقدیر پر ہیں جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے وقت موجود ہوں" لیکن صورت یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے وصال کے وقت بدر میں تشریف فرما تھے" جیسا کہ مشہور ہے" لہٰذا غالب گمان یہ ہے کہ یہ واقعات "سیدہ زینب" یا "سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے متعلق ہوں گے اور راوی نے وہم کی بناء پر سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نام لے لیا ہوگا۔ اور اگر یہ واقعہ ثابت ہو جائے کہ یہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے واقعات ہیں تو ہم کہیں گے کہ "ممکن ہے کہ غزوہ بدر کی واپسی کے بعد جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبرِ انور پر تشریف لائے ہوں اس وقت یہ واقعات رونما ہوئے ہوں"۔ "واللہ اعلم" اگرچہ ایک روایت میں یہ بھی منقول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے وصال مبارک کے دنوں کے نزدیکی زمانے میں تشریف لائے"۔ (مدارج النبوت ۲/۲۶۵۔۲۶۶)

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر میں حضرت ابوطلحہ اترے:

(۱) امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ فرماتے ہیں کہ جب سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لا یدخل القبر رجل قارف اھلہ اللیلۃ" قبر میں وہ شخص داخل نہ ہو جس نے آج رات اپنی اھلیہ سے ہم بستری کی ہو۔

چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قبر مبارک میں داخل نہیں ہوئے اس حدیث کو امام حاکم نے شرط مسلم پر صحیح قرار دیا ہے جبکہ امام ذھبی نے سکوت فرمایا ہے۔ (المستدرک رقم ۶۸۵۲)

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کی تدفین کے وقت حاضر ہوا سرکار دو عالم ﷺ قبر پر تشریف فرما تھے میں نے دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ کی مبارک آنکھوں سے آنسو جاری ہیں سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا "هل معکم رجل لم یقارف اللیلته اهله" کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے آج رات اپنی اھلیہ سے ہم بستری نہ کی ہو؟ اس پر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں ہوں یارسول اللہ ﷺ چنانچہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو سیدہ کی قبر مبارک میں اتارا گیا" اس حدیث کو امام حاکم نے شیخین کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے اس کو برقرار رکھا ہے۔ (المستدرک رقم ۶۸۵۳)

توجہ رہے ذکر کردہ روایت سیدی شیخ عبدالحق قادری محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے متعلق قرار دی ہے چنانچہ آپ کے ذکر کے تحت فرماتے ہیں کہ "سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے ہجرت کے نویں سال وفات پائی۔"

حضور اکرم ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور ان کی قبر انور کے پاس بیٹھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور فرمایا "تم میں کوئی ایسا ہے جس نے آج رات اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستری نہ کی ہو۔ اس پر حضرت ابوطلحہ نے عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ! میں ہوں فرمایا ان کی قبر میں اترو" (بخاری کتاب الجنائز باب من یدخل قبر المراۃ)

بعض شارحین نے کہا ہے کہ حضور ﷺ کا یہ فرمانا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر تعریض تھا کیونکہ آپ نے اس رات اپنی باندی سے جماع کیا تھا بایں سبب کہ سیدہ ام

کلثوم رضی اللہ عنہا کی علالت نے طول کھینچا تھا۔ جب وہ بے طاقت ہو گئے تو اپنی باندی کے پاس گئے اور جماع کیا" (مدارج النبوت ۲/۶۶۷ مترجم، ممتاز اکیڈمی لاہور)

سوگ میں سیاہ لباس پہننا کیسا:۔

مسئلہ (۱): "جس کے یہاں میت ہوئی اسے اظہارِ غم میں سیاہ کپڑے پہننا ناجائز ہے۔" (عالمگیری کتاب الکراھیۃ الباب التاسع فی اللبس ۵/۳۳۳)

سیاہ بلے لگانا بھی ناجائز ہے کہ اول تو وہ سوگ کی صورت ہے دوم یہ کہ نصاری کا یہ طریقہ ہے ایام محرم میں یعنی پہلی محرم سے بارہویں تک تین قسم کے رنگ نہ پہنے جائیں (۱) سیاہ کہ یہ رافضیوں کا طریقہ ہے اور (۲) سبز کہ یہ مبتدعین یعنی تعزیہ داروں کا طریقہ ہے (۳) سرخ کہ یہ خارجیوں کا طریقہ ہے کہ وہ معاذ اللہ اظہار مسرت کے لیے سرخ پہنتے ہیں (بہار شریعت حصہ ۱۶ الباس کا بیان، فتاوی رضویہ ۲۲/۱۸۵)

قبروں کی زیارت کرنا مسنون ہے:۔

مسئلہ ۲: قبروں کی زیارت کرنا جائز اور مسنون ہے "حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے احد کی زیارت کو تشریف لے جاتے اور ان کے لیے دعا فرماتے" (تفسیر در منثور ۴/۵۶۷۔۵۶۸)

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تم "لوگ قبروں کی زیارت کرو"

(مسلم ص ۸۳۱ کتاب الجنائز باب استئذان النبی ربہ رقم ۲۲۶۰ دار السلام)

مسئلہ ۳: جس کی قبر کی زیارت کو گیا ہے اس کی زندگی میں اگر اس کے پاس ملاقات کو آتا تو جتنا نزدیک یا دور ہوتا اب بھی قبر کی زیارت میں اسی کا لحاظ رکھے۔ (عالمگیری کتاب الکراھیہ الباب السادس عشر فی زیارۃ القبور ۵/۳۵۰ کوئٹہ)

باب نمبر 6:۔نور زادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا:

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری شہزادی ہیں آپ کی والدہ بھی ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا ہیں۔آپ بڑی ہیں یا پھر سیدہ رقیہ اس بارے میں اختلاف ہے چنانچہ اسد الغابہ میں ہے کہ ''زبیر نے کہا ہے کہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت رقیہ و بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہما سے بڑی تھیں۔'' جبکہ دوسروں نے ان کے خلاف فرمایا ہے اور صحیح یہی ہے کہ ''سیدہ ام کلثوم'' سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سے عمر میں چھوٹی تھیں اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے اور یہ بات مناسب نہ تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بڑی شہزادی کو چھوڑ کر چھوٹی نور زادی کو بیاتے ''واللہ اعلم''۔ (اسد الغابہ،۶/۳۹۹، دار الفکر بیروت)

اسلام اور ہجرت اور شادی:

آپ اپنی کنیت سے مشہور ہیں نام معلوم نہ ہوسکا بعض علماء ''آمنہ'' بتاتے ہیں۔(مدارج النبوت ۲/۶۶۶، مترجم ممتاز اکیڈمی لاہور)

سیدہ کی دیگر بہنوں نے جب اسلام قبول کیا تو آپ نے بھی قبول فرمالیا اور ان کے ساتھ بیعت کرلی جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو آپ نے بھی ہجرت فرمائی۔سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد آپ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حبالہ عقد میں آئیں ربیع الاول تین ہجری میں (مجمع الزوائد ۹/۸۳) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میرے پاس جبرئیل امین

حاضر ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم فرماتا ہے کہ آپ حضرت عثمان سے حضرت ام کلثوم کی شادی فرما دیں۔ سیدہ رقیہ کے مہر کی مثل پر اور اسی اچھے سلوک پر جو سیدہ رقیہ کے ساتھ تھا۔ (المستدرک رقم ۶۸۶۰) حضور نبی کریم ﷺ نے سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''اگر میرے پاس تیسری بیٹی ہوتی تو اسے بھی تمہارے نکاح میں لے آتا'' ایک روایت میں ہے کہ ''اگر دس بیٹیاں ہوتیں تو ان کو یکے بعد دیگرے دیتا جاتا اور وفات پاتی رہتیں۔'' (مدارج النبوت ۲/۶۶۷ مترجم)

امیر المومنین سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ تیسرے خلیفہ:

نام القاب اور کنیت:۔

آپ کا نام ''عثمان'' ''ابن عفان'' ''ابن ابی العاص'' ''ابن امیہ'' ابن عبدالشمس ''ابن عبد مناف ہے'' کنیت ''ابو عبداللہ'' لقب ''ذوالنورین'' خطاب ''جامع القرآن'' ہے۔ صاحب ہجرتین ہیں۔ پہلی ہجرت مکہ سے حبشہ کی طرف دوسری حبشہ سے مدینہ منورہ کی طرف کی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول فرمایا۔ یکم محرم ۲۴ھ میں تخت خلافت پر جلوہ گر ہوئے بارہ سال خدمت کی بیاسی سال عمر پائی۔

حضرت عثمان غنی کی کمال حیا:۔

﴿۱﴾ سرکار دو عالم ﷺ نے آپکے بارے میں ارشاد فرمایا ''الا استحیی من رجل تستحیی منه الملائکة'' کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ (مشکوۃ ص ۴۲۴ مناقب عثمان فصل اول رقم ۶۰۶۹ دار الکتب العلمیہ بیروت)

﴿۲﴾ ایک روایت میں ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے انصار اور مہاجرین

میں بھائی چارہ کا عقد فرمایا تو حضرت عثمان بھی وہاں موجود تھے آپ کے سینے سے کرتا ہٹ گیا تو وہاں کے موجود فرشتے اس مجلس سے ہٹ گئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتوں سے ہٹنے کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہم کو شرم آتی ہے۔

(مرقات شرح مشکوۃ ۱۱/۳۲۰ مکتبہ امدادیہ ملتان)

﴿۳﴾ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شرم وحیا کا یہ حال تھا کہ آپ غسل خانہ میں تہبند باندھ کر غسل کرتے تھے صرف اوپر کا بدن برہنہ ہوتا تھا تب بھی آپ سیدھے نہ بیٹھتے تھے شرم سے جھکے ہوئے ہی غسل فرماتے تھے.

(مراۃ شرح مشکوۃ ۸/۳۵۰ مکتبہ اسلامیہ لاہور، مرقات شرح مشکوۃ ۱۱/۳۲۱ مکتبہ امدادیہ ملتان)

﴿۴﴾ ایک روایت میں ہے کہ میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ مولی میرا عثمان بڑا ہی شرمیلا ہے کل قیامت میں اس کا حساب نہ لینا کہ وہ شرم وحیا کی وجہ سے تیرے سامنے کھڑے ہو کر حساب نہ دے سکے گا چنانچہ پہلے حساب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہوگا۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا پھر حضرت علی شیر خدا کا ان حضرات کی شایان شان پھر دوسروں کا حضرت عثمان غنی کا حساب ہوگا ہی نہیں (مرقات ۱۱/۳۲۱ مکتبہ امدادیہ ملتان)

قال عثمان ذو حیاء فسالت ربی ان لا یقف للحساب فشفعنی فیه

ترجمہ: فرمایا: عثمان حیاوالے ہیں تو میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ عثمان حساب کے لئے تیرے دربار میں کھڑے نہ ہو سکیں گے تو اللہ تعالی نے ان کے حق میں میری شفاعت قبول فرمالی۔ (مرقات شرح مشکوۃ ۱۱/۳۲۱ مکتبہ امدادیہ ملتان)

﴿۵﴾ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لكل نبي رفيق ورفيقي يعني في الجنته عثمان"

ہر نبی کا کوئی ساتھی ہوتا ہے میرے ساتھی یعنی جنت میں عثمان ہیں۔"

(مشکوۃ ص ۴۲۴ مناقب عثمان فصل ثانی رقم ۶۰۷۰ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ الترمذی ۳۸۹۸)

سیدنا عثمان غنی کی سخاوت:۔

﴿۱﴾......غزوہ تبوک جس کو غزوہ عسرہ بھی کہا جاتا ہے یہ غزوہ ۹ ھ میں ہوا اس غزوہ میں جانے والوں کو "جیش عسرت کہا جاتا ہے"، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ غزوہ مسلمانوں کی سخت تنگی، ناداری، بے سامانی کی حالت میں ہوا، گرمی سخت تھی، اور تبوک جگہ بھی بہت دور تھی چنانچہ خیبر "مدینہ منورہ" سے ایک سو ساٹھ میل پر ہے۔ اور خیبر سے تبوک پانچ سو میل ہے تو تبوک مدینہ منورہ سے چھ سو ساٹھ میل پر ہوا، وہاں سے "عمان" وہاں سے "بیت المقدس" یہ سب ایک ہی راستہ پر ہیں یہ بھی توجہ میں رہے کہ اس غزوہ میں لشکر اسلام بہت بڑا تھا۔ کیونکہ (۱) غزوہ بدر میں لشکر اسلام تین سو تیرہ تھا (۲) احد میں سات سو (۳) حدیبیہ میں پندرہ سو (۴) فتح مکہ میں دس ہزار (۵) غزوہ حنین میں بارہ ہزار (مرقات ۳۲۲/۱۱ مکتبہ امدادیہ ملتان) (۶) اور غزوہ تبوک میں تیس ہزار یا پھر چالیس ہزار یا ستر ہزار یا پھر ایک لاکھ تھا۔ (مدارج النبوت ۴۱۲/۲ شبیر برادرز)

اس غزوہ کے لیے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار چندہ کی اپیل کی ہر بار حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سو، دو سو، تین سو اونٹ بمع سامان کے اعلان فرمایا کسی اور کو بولنے کا موقع ہی نہ دیا۔ چھ سو اونٹ مع سامان کا بھی اعلان کیا۔ اور ایک ہزار اشرفیوں کا بھی۔ پھر یہ تو اعلان تھا مگر حاضر کرنے کے وقت "نو سو پچاس اونٹ پچاس گھوڑے اور ایک ہزار اشرفیاں

پیش کیں" پھر بعد میں دس ہزار اشرفیاں اور پیش کیں۔ (مراۃ ۸/۳۵۲)

﴿۲﴾۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ پاک میں تشریف لائے تو یہاں سوا بیر رومہ کے کسی اور کنویں کا پانی میٹھا نہ تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ "کون ہے جو رومہ کا کنواں خریدے اور اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈولوں کے ساتھ کر دے۔ بعوض جنت کی اس نعمت کے جو اس سے اچھی ہے"۔ (مشکوۃ ۲/۴۲۵ مناقب عثمان فصل ثانی رقم ۶۰۷۵)

رومہ اس کنویں کے مالک کا نام تھا اور وہ بنی غفار سے تھا یہودی تھا پانی بہت مہنگا فروخت کرتا تھا، مسلمانوں کو بہت تنگ کرتا تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے "پینتیس ہزار درہم" میں یہ کنواں اس یہودی سے خریدا اور بارگاہ رسالت میں عرض کیا حضور میں یہ کنواں آپ کے ہاتھ کوثر کے عوض فروخت کرتا ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعوض کوثر خرید کر وقف فرمادیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خرید لیا اور وقف کر دیا"۔ (مرقات ۱۱/۳۲۵)

اس کنویں کا پانی بہت ہی میٹھا لذیذ اور ہلکا، زود ہضم ہے اب اسے بیر عثمان، بیر جنت بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کنویں کی خرید پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے جنت کا وعدہ فرمایا گیا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ "فقیر نے اس کنویں کی زیارت کی ہے پانی پیا ہے" (مراۃ شرح مشکوۃ ۸/۳۵۵ مکتبہ اسلامیہ لاہور)

مگر افسوس اب نجدیوں نے اس کو تقریباً بند کر دیا ہے۔

مسجد کعبہ اور مسجد نبوی دونوں میں آپ کی زمین شامل ہے:۔

(۱) مسجد نبوی شریف کی اصل زمین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پچاس دینار کے عوض خریدی اس پر مسجد اس طرح تعمیر ہوئی کہ کھجور کے ڈنڈ ستون بنائے گئے اور

شاخیں گویا کڑیاں اور اس کے پتے چھت پتھر چن کر محراب بنی۔ مگر مسلمان برابر بڑھتے رہے حتی کہ یہ مسجد تنگ ہو گئی تب حضور اقدس ﷺ نے فرمایا۔ "من یشتری بقعة آل فلان فیزیدها فی المسجد بخیر له منها فی الجنة." یعنی آل فلاں کا علاقہ کون خریدے گا۔ اسے مسجد میں بڑھا دے جنت کی اس نعمت کے عوض جو اس سے بہتر ہے۔ (مشکوۃ ۲/۴۲۵ مناقب عثمان فصل ثانی رقم ۶۰۷۵ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اس پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پچیس ہزار درہم میں آس پاس کی متصل زمین خریدی اور مسجد میں شامل کر دی۔

(۲) مرقات میں ہے کہ حضور انور ﷺ نے ایک مکہ میں رہنے والے شخص سے فرمایا کہ تو اپنا مکان جو مسجد حرام سے متصل ہے جنت کے عوض میرے ہاتھ فروخت کردے تاکہ میں اسے مسجد حرام میں شامل کردوں اس نے انکار کر دیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس کے گھر پہنچے اس کو بیچنے پر راضی کرلیا دس ہزار اشرفیوں میں اس کا گھر خریدا۔ اور حضور انور ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا آپ وہ گھر جنت کے عوض مجھ سے خریدتے ہیں فرمایا ہاں۔ آپ نے وہ گھر حضور ﷺ کو دے دیا حضور انور ﷺ نے اسے مسجد الحرام میں شامل فرما دیا۔ معلوم ہوا کہ مسجد کعبہ اور مسجد نبوی شریف دونوں میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زمین شامل ہے۔ (مراۃ ۸/۳۵۶، مرقات ۱۱/۳۲۶)

لقب ذوالنورین کی وجہ:۔

آپ ہی کے نکاح میں حضور نبی کریم ﷺ کی دو شہزادیاں یکے بعد دیگرے آئیں اسی وجہ سے آپ کو "ذوالنورین" کہا جاتا ہے۔

اعلیحضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

دنیا میں ایسا کوئی نہیں سوا آپ کے کہ جس کے نکاح میں نبی کی دو بیٹیاں ہوں پتہ چلا حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی نور ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد بھی نور ہے۔ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت ام کلثوم کی وفات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میری ایک سو لڑکیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے تمہارے نکاح میں دے دیتا (مراۃ ۸/۳۶۰ مکتبہ اسلامیہ لاہور)

حدیث شریف "والذی نفسی بیدہ لوان عندی مائۃ بنت تموت واحدۃ بعد واحدۃ زوجتک اخری حتی لا یبقی من المائۃ شئی"

(مرقات شرح مشکوۃ ۱۱/۳۳۰ مکتبہ امدادیہ ملتان)

سیدنا عثمان غنی کی خصوصیات:۔

﴿۱﴾۔ جنگ بدر میں بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا کی خدمت کے لیے مدینہ منورہ رہے اس کے باوجود آپ بدری ہیں آپ کو بدر کی غنیمت میں سے حصہ دیا گیا۔

﴿۲﴾ صلح حدیبیہ میں آپ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ بھیجا تھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بائیں ہاتھ کو فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی طرف سے بیعت کی۔ (مرقات ۱۱/۳۳۰ مکتبہ امدادیہ ملتان)

﴿۳﴾ اسود تجیبی مصری کے ہاتھ سے مدینہ منورہ میں قرآن پاک پڑھتے ہوئے آپ کی شہادت ہوئی۔ (مرقات، ۱۱/۳۳۱)

﴿۴﴾ جنت البقیع میں تدفین ہوئی۔

باب 7۔نور زادی سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا

ولادت باسعادت:۔

رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ چہیتی بیٹی حضرت سیدہ فاطمہ ہیں۔آپ کے سن ولادت کے بارے علامہ ابن حجر نے دو قول ذکر فرمائے ہیں۔(۱) سیدہ کی ولادت اور تعمیر کعبہ کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پینتیس سال تھی۔(۲) سیدہ کی ولادت اکتالیسویں نبوی میں ہوئی اور آپ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کم وبیش پانچ سال بڑی ہیں۔(الاصابہ ج ۸ ص ۲۶۳ کتاب النساء بیروت لبنان)

آپ بھی سیدہ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے شکم مبارک سے ہیں آپ اور سیدہ ام کلثوم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں میں سب سے چھوٹی تھیں پھر ان دونوں میں سے کون سے چھوٹی ہے اس بارے میں بھی اختلاف ہے۔(اسد الغابہ ج ۶ ص ۲۲۳)

البتہ الاصابہ میں ہے کہ "وہ قول جس میں یقین کو سکون ملتا ہے وہ یہ ہے کہ سب میں بڑی (۱) سیدہ زینب ہیں۔(۲) پھر سیدہ رقیہ (۳) پھر ام کلثوم (۴) پھر سیدہ فاطمہ ملاحظہ ہو"۔(الاصابہ کتاب النساء ۸/۲۶۳)

نام والقابات:۔

(۱) "فاطمہ" بنا ہے "فطم" سے بمعنی دور ہونا۔اس لیے جس بچے کا دودھ چھڑا دیا جائے اس کو فطیم کہتے ہیں چونکہ اللہ تعالی نے سیدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا اور آپ کی اولاد اور آپ کے محبین کو دوزخ کی آگ سے دور کیا اس لیے آپ کا نام فاطمہ ہے۔(مرقات شرح مشکوۃ ۱۱/۲/۳۷۲ مکتبہ امدادیہ ملتان)

(۲) آپ کا لقب ہے "بتول" اور "زہرا"، "بتول" کے معنی ہیں "منقطع ہونا، کٹنا" چونکہ آپ دنیا میں رہتے ہوئے بھی دنیا سے الگ تھیں لہذا "بتول" لقب ہوا، "زہرا" بمعنی کلی آپ جنت کی کلی تھیں حتی کہ آپ کو کبھی حیض نہیں آیا۔ آپ کے جسم سے جنت کی خوشبو آتی تھی جسے حضور ﷺ سونگھا کرتے تھے۔ (مراۃ شرح مشکوۃ ۸/۳۹۹)

حضرت سیدہ خاتون جنت کے بچپن کا واقعہ:۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ معظمہ کے پاس نماز ادا فرماتے تھے اور قریش کی ایک جماعت اپنی مجلسوں میں تھی کہ ایک بولا (یہ بولنے والا ابو جہل تھا جیسا کہ روایات میں ہے بعض نے کہا کوئی اور تھا) تم میں کوئی شخص فلاں قبیلہ کے ذبیحہ اونٹ کی طرف جائے گا اور اس کی لید اور اس کے خون اس کی اوجڑی لائے، حضور نبی کریم ﷺ کو مہلت دے حتیٰ کہ جب وہ سجدہ کریں تو اسے آپ کے کندھوں کے بیچ رکھ دے (یعنی وہ تو یہ حرکت کرے اور ہم لوگ تماشا کے طور پر ہنسی کریں، اس سے معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء کرام سے ہنسی کرنا کفار کا پرانا دستور ہے) تو ان میں سے بڑا بد بخت گیا پھر حضور نبی کریم ﷺ نے سجدہ کیا تو وہ آپ کے کندھوں کے درمیان رکھ دیا (یہ حرکت کرنے والا عقبہ بن ابی معیط تھا یا پھر ابو جہل خود تھا) اور حضور نبی کریم ﷺ سجدہ میں ٹھہرے رہے کفار ہنسے حتیٰ کہ بعض بعض پر گرنے لگے ہنسی کی وجہ سے (توجہ رہے ان بد بختوں کی یہ ہنسی صرف کفر ہی نہ تھی بلکہ عذاب الٰہی کا پیش خیمہ تھی ان لوگوں کو ایمان نصیب نہ ہوا حتیٰ کہ جنگ بدر میں سارے کفر پر مارے گئے "یہاں پر یہ واضح رہے کہ حضرات انبیاء کرام کے کسی عمل مبارک کا مذاق اڑانا کفر ہے

انبیاء کرام کی ہر ادا کا ادب واحترام کرنا ایمان کا رکن ہے) پھر کوئی جانے والا سیدہ فاطمہ کے پاس گیا (اشعۃ اللمعات میں ہے کہ یہ خبر دینے والے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے "فاقبلت تسعیٰ و ثبت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ساجدا حتیٰ القتہ عنہ" آپ دوڑتی ہوئی آئیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں رہے حتیٰ کہ سیدہ خاتون جنت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ گندگی ہٹادی اور خاتون جنت ان کفار کی طرف متوجہ ہوئیں ان لوگوں کو برا کہتی تھیں (اس وقت حضرت فاطمہ بہت چھوٹی تھیں اور ایسے موقع پر چھوٹے بچے بے تکلف وہ کام کر لیتے ہیں جو بڑوں سے نہیں ہو سکتے اور اس وقت حضرت ابو بکر صدیق یا حضرت علی مرتضیٰ یا کوئی اور صحابی موجود نہ تھے' چنانچہ حضرت خاتون جنت دوڑتی ہوئی آئیں اور وہ گندگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے ہٹادی) پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پوری فرمالی تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا الٰہی ان قریشیوں کو پکڑ لے تین بار اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا مانگتے تو تین بار مانگتے تھے۔ اور جب سوال کرتے تو تین بار کرتے تھے۔ اللھم علیک بعمرو بن ھشام و عتبہ بن ربیعۃ و شیبۃ بن ربیعۃ والولید بن عتبہ وامیہ بن خلف و عقبۃ بن ابی معیط وعمارۃ بن الولید قال عبداللہ فواللہ لقد رایتھم مرعی یوم بدر ثم سحبوا الی القلیب قلیب بدرٍ ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واسلم واتبع اصحاب القلیب لعنۃ"۔

الٰہی پکڑ لے ابوجہل کو عقبہ ابن ربیعہ کو شیبہ ابن ربیعہ کو' اور ولید ابن عتبہ کو' امیہ ابن خلف کو' اور عقبہ بن ابی معیط کو' اور عمارہ ابن ولید کو' حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے

ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے انہیں بدر کے دن پچھڑا ہوا دیکھا پھر وہ بدر کے جھیرے کی طرف کھینچ کر پھینکے گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان جھیرے والوں پر لعنت ڈالی گئی'' توجہ رہے (۱) ابو جہل کا نام عمرو ابن ہشام ابن مغیرہ مخزومی ہے اس کی کنیت ابو الحکم تھی کیونکہ وہ لوگوں کے درمیان فیصلے کرتا تھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کنیت ابو جہل رکھی اور پھر یہ اس کنیت سے ایسا مشہور ہو گیا کہ اس کا نام اس کی پہلی کنیت چھپ کر رہ گئی' غزوہ بدر میں دو بچوں حضرت معوذ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں جہنم رسید ہوا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کا سر اس کے ناپاک جسم سے جدا کیا۔ (۲) شیبہ ابن ربیعہ کو غزوہ بدر کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جہنم رسید کیا۔ (۳) عتبہ ابن ربیعہ کو جو شیبہ کا بھائی تھا حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن قتل کیا (۴) امیہ ابن خلف جو حضرت بلال کا پہلا آقا تھا یہ بھی غزوہ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں بہت بری طرح مارا گیا جس کا ذکر بہت طویل ہے اس کا بھائی ابی ابن خلف کو جنگ بدر کے دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود قتل فرمایا یہ وہ بد بخت تھا جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے جہنم رسید ہوا (۵) عقبہ ابن ابی معیط جنگ بدر سے واپس آ کر مارا گیا (۶) جب کہ عمارہ ابن ولید غزوہ بدر میں قتل نہیں ہوا بلکہ حبشہ میں مرا حاصل یہ کہ یہ لوگ دنیا میں ذلت و رسوائی کے ساتھ مارے گئے آخرت کا عذاب بھی ان بد بختوں کے لئے تیار ہے۔ (مشکوۃ المصابیح باب المبعث وبدء الوحی الفصل الاوّل رقم الحدیث ۵۸۴۷۔ بخاری رقم ۲۴۰۔ مسلم رقم ۱۷۹۴،۱۰۷)

حضرت علی اور خاتون جنت کی سخاوت:۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں نیک لوگوں کے متعلق فرمایا:

اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا (پارہ 29 الدہر 5)

ترجمہ وتفسیر:۔ جس میں سے اللہ کے نہایت خاص بندے پئیں گے اپنے محلوں میں اسے جہاں چاہیں بہا لے کر جائیں گے (ابرار یعنی نیک لوگوں کے ثواب بیان فرمانے کے بعد ان کے اعمال کا ذکر فرمایا جاتا ہے جو اس ثواب کا سبب ہوئے:

عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِیْرًا (پارہ 29 الدہر 6)

ترجمہ وتفسیر:۔ بے شک نیک پئیں گے اس جام میں سے جس کی ملونی (آمیزش) کافور ہے وہ کافور کیا ایک چشمہ ہے (جنت میں)۔

یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُوْنَ یَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِیْرًا (پارہ 29 الدہر 7)

ترجمہ وتفسیر:۔ اپنی منتیں پوری کرتے ہیں (منت یہ ہے کہ جو چیز آدمی پر واجب نہیں ہے وہ کسی شرط سے اپنے اوپر واجب کرے مثلاً یہ کہے کہ اگر میرا مریض یعنی بیمار اچھا ہو یا میرا مسافر بخیر واپس آئے تو میں راہِ خدا میں اس قدر صدقہ دوں گا یا اتنی رکعتیں پڑھوں گا اس نذر کی وفا واجب ہوتی ہے معنیٰ یہ ہیں کہ وہ لوگ اطاعت وعبادت اور شرع کے واجبات کے عامل ہیں حتیٰ کہ جو اطاعت غیر واجبہ اپنے اوپر نذر سے واجب کر لیتے ہیں اس کو بھی ادا کرتے ہیں) اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی (یعنی شدت اور سختی) پھیلی ہوئی ہے (قتادہ نے کہا کہ اس دن کی شدت اس قدر پھیلی ہوئی ہے کہ آسمان پھٹ جائیں گے ستارے گر پڑیں گے چاند سورج بے نور ہو جائیں گے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے کوئی عمارت باقی نہ رہے گی، اس کے بعد یہ بتایا جاتا ہے کہ ان کے اعمال ریا ونمائش سے خالی ہیں:

وَ یُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسۡکِیۡنًا وَّیَتِیۡمًا وَّاَسِیۡرًا (پارہ 29 الدھر 8)

ترجمہ وتفسیر:۔ اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو۔ یعنی ایسی حالت میں جب کہ خود انہیں کھانے کی حاجت وخواہش ہو اور بعض مفسرین نے اس کے یہ معنیٰ لئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں کھلاتے ہیں۔

شانِ نزول:۔

یہ آیت مبارکہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کی کنیز فضہ رضی اللہ عنہا کے حق میں نازل ہوئی حسنین کریمین رضی اللہ عنہما بیمار ہوئے ان حضرات نے ان کی صحت پر تین روزوں کی نذر مانی، اللہ تعالیٰ نے صحت دی، نذر کی وفا یعنی پورا کرنے کا وقت آیا سب صاحبوں نے روزے رکھے، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک یہودی سے تین صاع (صاع ایک پیمانہ ہے) جو لائے حضرت خاتون جنت نے ایک ایک صاع تینوں دن پکایا لیکن جب افطار کا وقت آیا اور روٹیاں سامنے رکھیں تو ایک روز مسکین ایک روز یتیم ایک روز اسیر یعنی قیدی آیا اور تینوں روز یہ سب روٹیاں ان لوگوں کو دے دی گئیں اور صرف پانی سے افطار کر کے اگلا روزہ رکھ لیا گیا" (کنز الایمان مع خزائن العرفان سورۃ الدھر آیت نمبر ۵ تا ۸ پارہ ۲۹)

احباب اہل سنت یہاں سے اندازہ کیجئے! کہ حضرت علی شیر خدا، حضرت خاتون جنت اور ان کے گھر کی کنیز حضرت فضہ رضی اللہ عنھم کی شانِ سخاوت اور بندہ پروری کا۔

خاتون جنت کی اولادِ پاک:۔

سیدہ خاتون جنت سے (۱) امام حسن (۲) امام حسین (۳) سید محسن (۴) سیدہ

زینب (۵) سیدہ ام کلثوم (۶) سیدہ رقیہ پیدا ہوئے۔ سید محسن اور سیدہ رقیہ بچپن میں ہی وفات پا گئے جبکہ سیدہ زینب حضرت عبداللہ بن جعفر اور سیدہ امّ کلثوم حضرت عمر فارق رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں اور ان کی اولاد باقی نہ رہی۔ اگرچہ سیدہ ام کلثوم کا حضرت فاروق اعظم سے ایک فرزند پیدا ہوا۔ اور ان کا نام زید تھا (ایضاً) آگے چل کر ہم انشاءاللہ تعالیٰ حسنین کریمین اور سیدہ ام کلثوم کے بارے میں کچھ بیان کریں گے۔

آیت تطہیر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج پاک و اولاد اطہار:۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے" اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا "(پارہ 22 الاحزاب 33)

ترجمہ کنزالایمان: اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کردے۔

اس آیت مبارکہ کے تحت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی فرماتے ہیں" چونکہ لفظ اہل بیت مذکر ہے اس لیے یہاں ضمیر مذکر لائی گئی۔ اگرچہ اس میں خطاب ازواج سے ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی سے فرمایا" فقال لاهله امكثوا" اور فرمایا "لعلكم تصطلون" اور جیسے فرشتوں نے حضرت سارا سے کہا" رحمته الله وبركاته عليكم اهل البيت" اور رب نے فرمایا" وقالت لهم رسلهم" اور فرمایا" وقال نسوة" غرضیکہ ضمیر میں مقصود کا لحاظ نہیں ہوتا بلکہ لفظوں کا لحاظ ہوتا ہے لہذا حضرت فاطمہ اور ساری ازواج اس ضمیر میں داخل ہیں"۔

حق یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج و اولاد سب اہل بیت ہیں اولاد کا اہل بیت

ہونا حدیث کساء سے معلوم ہوتا ہے کہ فرمایا "اللھم ھؤلاء اھل بیتی" اور ازواج خصوصاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اہل بیت ہونا اس آیت سے معلوم ہوا۔ "واذ غدوت من اھلک تبوی المؤمنین" کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیقہ کے گھر سے احد کی طرف تشریف لے گئے۔ جنہیں رب نے اھلک فرمایا۔ اللہ کا ارشاد ہے "ویطھر کم تطھیرا" پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔ اس طرح کہ تم کو گناہوں اور بداخلاقیوں کی نجاست میں آلودہ نہ ہونے دے۔ یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ اب تک گناہگار تھے اب پاکی عطا ہوئی۔ اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج واولاد گناہوں سے پاک ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنا گناہ نہ تھا اجتہادی غلطی تھی کیونکہ وہ گناہوں سے محفوظ ہیں دوسرے یہ کہ ازواج یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت ہیں کیونکہ یہ تمام آیات ازواج مطہرات سے ہی مخاطب ہیں۔ (تفسیر نور العرفان)

حدیث کساء:۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ ایک صبح کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لے گئے آپ پر کالی اون کی مخلوط چادر تھی۔ " فجاء الحسن بن علی فادخله ثم جاء الحسین فد خل معه ثم جاء ت فاطمة فادخلها ثم جاء علی فادخله ' " تو حضرت حسن بن علی آئے حضور نے انہیں داخل کرلیا پھر امام حسین آئے وہ بھی ان کے ساتھ داخل ہو گئے پھر بی بی فاطمہ آئیں انہیں بھی داخل کرلیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے انہیں بھی داخل کرلیا پھر آیت

مبارکہ " انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا پڑھی۔ (مشکوۃ ص ۴۳۵ مناقب اھل بیت النبی ﷺ فصل اوّل رقم ۶۱۳۶۔ مسلم ۶۱۔۴۲۴)

حدیث میں ذکر کردہ واقعہ اس وقت ہوا جب آیتِ مبارکہ تطہیر نازل ہوئی اور آیتِ مبارکہ ازواج مطہرات کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ اوپر سے انہیں کا ذکر ہے نیز خود اس آیت کے اول میں انہیں سے خطاب ہے اور بعد میں بھی انہیں سے خطاب ہے اب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ ان حضرات کو بھی اس میں داخل فرمالیں لہذا دعا فرمائی کہ الٰہی یہ بھی میرے گھر والے ہی ہیں انہیں بھی خوب پاک فرمادے۔

اسی لیے روایات میں ہے کہ حضرت ام سلمہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بھی اس کمبل شریف میں داخل فرمالیں فرمایا: " انت علی خیر "تم تو اس آیت خیر میں ہو ہی تمہارے لیے دعا کر کے داخل کرنے کی کیا ضرورت ہے، ہم تو ان کو داخل کرنے کی دعا کر رہے ہیں جو اس میں داخل نہیں، بعض روایات میں ہے کہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس موقعہ پر عرض کیا حضور میں بھی آپ کی اہل بیت ہوں فرمایا تم بھی اہل بیت ہو، بعض روایات میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ کو بھی کمبل میں لے لیا پھر یہ دعا فرمائی، توجہ رہے لفظ پنجتن پاک اس حدیث سے لیا گیا ہے، اور یہ واقعہ بہت بار ہوا کبھی حضرت ام سلمہ کو کمبل شریف میں داخل نہیں کیا اور کبھی داخل فرمالیا خیال رہے سوا انبیاء کرام اور فرشتوں کے معصوم کوئی نہیں ہاں حضرات صحابہ کرام اور بعض اولیاء اللہ محفوظ ہیں آیتِ مبارکہ تطہیر سے ان حضرات کی معصومیت ثابت نہیں ہوتی جیسا کہ رافضیوں نے سمجھا ہے، معصوم وہ

ہوتا ہے جو گناہ نہ کر سکے اور محفوظ وہ ہے جو گناہ نہ کرے۔ (مراۃ ۸/۳۹۷ مکتبہ اسلامیہ لاہور)

سیدہ کی چند خصوصیات:۔

﴿۱﴾ اسد الغابہ میں ہے کہ "وانقطع نسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا منہا" سید عالم ﷺ کی اولاد پاک کا سلسلہ حضرت سیدہ خاتون جنت ہی سے چلا۔ (اسد الغابہ ۶/۲۲۳ دار الفکر بیروت)

اہل بیت میں سب سے پیاری:۔

﴿۲﴾ احباب اور پیاری بہنو! آپ نے توجہ فرمائی، کہ سیّدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سرکار دو عالم ﷺ کی سب سے زیادہ چہیتی اور پیاری بیٹی ہے جن کے متعلق خود تاجدار حرم ﷺ نے فرمایا، ''احب اهل بيتي الى فاطمة'' مجھے اپنے اہل بیت میں سب سے زیادہ پیاری فاطمہ ہے ملاحظہ ہو۔ (الطبرانی ۲۲/۳۰۳ والترمذی ۳۹۰۸ والحاکم ۳/۵۹۶)

سیدہ جنتی عورتوں کی سردار:۔

﴿۳﴾ نیز فرمایا، الحسن والحسين سيد اشباب اهل الجنة وفاطمة سيدة نسائهم الا ما كان من مريم بنت عمران، میرے نواسے حسن اور حسین اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں، اور پیاری بیٹی فاطمہ عورتوں کی سردار ہیں مگر مریم بنت عمران کے۔ (رواہ امام احمد بن حنبل ۳/۶۴، ۸۰)

﴿۴﴾ نیز ارشاد فرمایا ''سيدة نساء اهل الجنة بعد مريم بنت عمران فاطمة وخديجة ثم آسية بنت مزاحم'' جنتی عورتوں کی سردار، مریم بنت عمران کے بعد پیاری بیٹی فاطمہ اور ام المومنین خدیجہ ہیں پھر آسیہ بنت مزاحم ہیں۔

(الطبرانی فی الکبیر ۲۲/ ۴۰۷/ ۱۰۱۹، الطحاوی فی مشکل الاثار ۱/ ۳۶ علمیہ بیروت رقم الحدیث ۹۹)

سب سے بڑی فضیلت والی بیٹی:۔

﴿۵﴾ نیز یہ وہ نور زادی ہیں جن کے متعلق ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا "مار ایت افضل من فاطمة غیر ابیها صلی الله علیه وسلم" میں نے پیاری بیٹی فاطمہ سے بڑھ کر کسی کو فضیلت والا نہ دیکھا، سوا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

(الطبرانی، المجمع ۹/ ۲۰۱)

سیدہ بی بی فاطمہ ستر ہزار حوروں کے ہمراہ:۔

﴿۶﴾ بہت سے صحابہ کرام سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قیامت کے دن ندا کرنے والا باطن عرش سے ندا کرے گا۔ اے اہل محشر! اپنے سروں کو جھکالو! اپنی آنکھیں بند کرلو تاکہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پل صراط سے گزر کر جنت کی طرف چلی جائیں۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ستر ہزار جنتی حوروں کے ہمراہ بجلی کی چمک کی طرح گزر جائیں گی۔

(الشرف المؤبد مترجم ص ۱۲۰ طبع لاہور، مرقات شرح مشکوۃ ۱۱/ ۳۷۵، ملتان مکتبہ امدادیہ)

﴿۷﴾ حضرت خاتون جنت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سر سے پاؤں تک ہم شکل مصطفیٰ تھیں آپ کی چال ڈھال ہر وضع قطع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھی اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ کو جیتی جاگتی تصویر بنایا تھا۔ (مراۃ ۸/ ۸۹۹ مکتبہ اسلامیہ لاہور)

﴿۸﴾ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ جب سیدہ فاطمہ خاتون جنت آتیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے کھڑے ہو جاتے اور ان کا ہاتھ تھام لیتے اور ان

کی پیشانی کو بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر ان کو بٹھاتے تھے۔ اسی طرح جب حضور اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لے جاتے تو آپ حضور اکرم ﷺ کے لیے کھڑی ہو جاتیں اور آگے بڑھ کر حضور اکرم ﷺ کا ہاتھ مبارک تھام لیتیں اور اپنی جگہ حضور اکرم ﷺ کو بٹھا لیتیں۔ (مدارج النبوت ۲/ ۶۶۸ ممتاز اکیڈمی لاہور)

سیدہ بی بی فاطمہ اور آپ کی اولاد آگ پر حرام ہے:

(۱) سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"ان فاطمة احصنت فحرمها الله و ذريتها على النار" بے شک فاطمہ نے اپنی حرمت پر نگاہ رکھی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کی تمام نسل کو آگ پر حرام فرما دیا ہے۔ (کنز العمال ۱۲/ ۱۰۸ رقم ۳۴۲۲۰ موسسۃ الرسالہ بیروت)

(۲) نیز ارشاد فرمایا" سالت ربى ان لا يدخل احدا من اهل بيتى النار فاعطانيها" میں نے اپنے رب عزوجل سے مانگا کہ میرے اہل بیت سے کسی کو دوزخ میں نہ لے جائے اس نے میری یہ مراد عطا فرمائی۔

(کنز العمال ۱۲/ ۹۵ بحوالہ ابی القاسم بن شیروان فی امالیہ رقم ۳۴۱۴۹ موسسۃ الرسالۃ بیروت)

(۳) سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بتول زہرا سے فرمایا۔ "ان الله غير معذبك ولا ولدك" بے شک اللہ تعالیٰ تجھے عذاب فرمائے گا نہ تیری اولاد کو۔

(المعجم الکبیر ۱۱/ ۲۶۳ رقم ۱۱۶۸۵، المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت)

(۴) سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "انما سميت فاطمة لان الله فطمها و ذريتها عن النار يوم القيمة فاطمہ زہرا کا نام فاطمہ اس لیے ہوا کہ اللہ

تعالیٰ نے اسے اور اس کی نسل کو قیامت میں آگ سے محفوظ فرما دیا۔

(فیض القدیر ۱/۱۶۸ تحت حدیث ۲۰۳، دار المعرفہ بیروت، راقم نے یہ احادیث فتاوی رضویہ شریف سے نقل کیں ملاحظہ ہو ۲۳/۳۳۴ جدید)

سیدہ فاطمہ زہرا کی ناراضگی میں آقا کی ناراضگی:۔

حضرت مسور ابن مخرمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فاطمة بضعة منّی فمن اغضبها اغضبنی وفی روایة یریبنی ماار ابها ویؤ ذینی ما اذاها.

فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جس نے انہیں ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا اور ایک روایت میں ہے کہ جو چیز انہیں پریشان کرے مجھے کرتی ہے اور جو چیز انہیں تکلیف دے وہ مجھے ستاتی ہے۔ (مشکوۃ ۲/۴۳۶ مناقب اھل بیت فصل اوّل رقم ۶۱۳۹ دار الکتب العلمیہ بیروت بخاری ۱/۵۳۲ درسی مسلم ۲/۲۹۰ درسی)

بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں اور نکاح کرنا حرام:۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام دیا اس پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تم ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرو گے تو ہماری بیٹی واپس کر دو اللہ کی قسم رسول اللہ کی بیٹی اور دشمن خدا کی بیٹی ایک شخص کے نکاح میں جمع نہیں ہوں گی۔"

(الطبرانی فی الکبیر ۱۱/۳۴۸/۱۱۹۷۵) والصغیر (۲/۱۶) والاوسط (۳۵۳_۳۵۴) البزار (۲/۲۴۸) مجمع الزوائد ۹/۲۰۱ بخاری، ۳۱۱۰ ترمذی ۳۸۶۷، ابن ماجہ ۹۹۸،)

حدیث کے الفاظ واللہ لا تجتمع بنت رسول اللہ و بنت عدو اللہ تحت رجل نکاح کرنا سنت ہے مگر بی بی فاطمہ کی موجودگی میں حضرت علی کے لیے حرام ہوگیا کہ یہ جناب فاطمہ کی تکلیف کا باعث تھا اور آپ کی تکلیف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف کا سبب ہے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیار:۔

(۱) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں تشریف لے جاتے تو سب کے آخر میں سیدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے رخصت ہوتے اور جب سفر میں تشریف لاتے تو سب سے پہلے اپنے اھل بیت میں سے بی بی فاطمہ سے ملاقات فرماتے ان کے بعد ازواج مطہرات کے حجروں میں تشریف لے جاتے۔ (مدارج النبوت جلد۲/۶۶)

بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سب سے پیاری:۔

(۱) حضرت جمیع بن عمیر کہتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا گیا کہ لوگوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ پیارا کون تھا؟ امّ المؤمنین نے فرمایا "فاطمہ" عرض کیا گیا مردوں میں کون محبوب تھا؟ فرمایا، انکے شوہر حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ (ترمذی باب فضل فاطمہ ۲/۲۲۷ درسی)

یہ ہے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کا انصاف صدقِ حال اور اہل بیت نبوت کے ساتھ ان کی مصادقت اسے یاد رکھنا چاہیے۔ (مدارج النبوت ص ۶۶۹ مترجم لاہور)

(۲) سیدی شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ بی بی سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے لوگوں نے پوچھا کہ آدمیوں میں سے کون رسول

مقبول ﷺ کو پیارا تھا؟

فرمایا حضرت عائشہ لوگوں نے پوچھا مردوں میں سے کون؟ فرمایا ان کے والد ماجد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ محبوب تھے" سب ہی محبوب تھے، لیکن حیثیتیں مختلف ہیں۔ (مدارج النبوت ۲/ ۶۶۹ لاہور مترجم، ممتاز اکیڈمی)

وہ پیاری ہے اور تم عزیز ہو:۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ ہم دونوں میں آپ کو زیادہ پیارا کون ہے میں یا فاطمہ؟، ارشاد فرمایا "فاطمہ احب الی منک وانت اعز علی منھا" بیٹی فاطمہ مجھے آپ سے زیادہ پیاری ہے اور آپ ان سے زیادہ عزیز ہیں۔ (رواہ الطبرانی فی الاوسط)

بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رضا سے اللہ عزوجل خوش ہوتا ہے:

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا" ان اللہ یغضب بغضب فاطمة ویرضی برضاھا" بے شک اللہ فاطمہ کے غصہ سے غضب فرماتا ہے اور ان کی رضا سے خوش ہوتا ہے۔ (مدارج ۲/ ۶۶۸ لاہور، ممتاز اکیڈمی)

دنیا کی تنگی و سختی پر صبر کرو:۔

ایک دن حضور نبی کریم ﷺ سیدہ فاطمہ کے گھر تشریف لے گئے ملاحظہ فرمایا کہ آپ اونٹ کے بالوں کا موٹا لباس پہنے بیٹھی ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا، اے فاطمہ! آج تم دنیا کی تنگی و سختی پر صبر کرو تا کہ کل قیامت میں جنت کی نعمتیں حاصل ہوں۔ (مدارج النبوت ۲/ ۶۶۹، مترجم ممتاز اکیڈمی)

بھوک کی تکلیف ختم:۔

سیدی شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک سیدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سینہ مبارکہ پر رکھ کر دعا مانگی ''اے خدا! ان کو بھوک کی تکلیف سے نجات دے۔'' بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد سے میں نے کبھی دل میں بھوک کی تکلیف محسوس نہ کی۔ (مدارج النبوت ۲/۲۶۹)

رات بھر نماز میں مشغول:۔

امام حسن رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ ماجدہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا ہے کہ وہ گھر کی مسجد کے محراب میں رات بھر نماز میں مشغول رہتیں یہاں تک کہ صبح طلوع ہو جاتی، اور میں نے انہیں مسلمانوں اور مسلمان عورتوں کی حق میں بہت زیادہ دعا کرتے سنا، انہوں نے اپنی ذات کے لیے کوئی دعا نہ مانگی، میں نے عرض کیا'' اے مہربان ماں! کیا سبب ہے کہ آپ اپنے لیے کوئی دعا نہیں مانگتیں۔؟

اس پر فرمایا''، اے فرزند! پہلے ہمسایہ ہیں پھر گھر ہے۔'' (مدارج النبوت ۲/ ۶۶۹)

تسبیح فاطمہ:۔

سیدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا خود آگ کے سامنے بیٹھ کر روٹی پکاتیں، گھر میں جھاڑو دیتیں اور چکی پیستی تھیں جس سے آپ کا رنگ متغیر ہو گیا تھا، اور ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے تھے اور آپ کے کپڑے گرد آلود ہو گئے تھے، ایک مرتبہ کسی خادمہ کی طلب میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچیں، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا'' میں تمہیں ایسی چیز بتاتا ہوں جو خادم سے بہتر ہے۔'' جب تم سونے کا ارادہ کرو تو ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳

بار الحمدللہ، ۳۴ بار اللہ اکبر، پڑھ لیا کرو“۔

حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے صفین کی رات کے سوا کبھی بھی اس ورد کو نہ چھوڑا۔ (مدارج النبوت ۲/۱۳۲، ممتاز اکیڈمی لاہور)

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی ہے کہ آپ نے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ پینے کے لیے مجھے پانی بھرنے کی وجہ سے میرے سینہ میں تکلیف ہوگئی ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں غلام آیا ہے آپ جا کر حضور ﷺ سے اس غلام کو خدمت کے لیے لے لیں اس پر بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آٹا پیستے پیستے میرے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں۔

چنانچہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، سرکار دو عالم ﷺ نے صاحبزادی سے پوچھا پیاری بیٹی آپ کو کون سی ضرورت میری خدمت میں لائی، آپ فرماتی ہیں کہ حضور کی بارگاہ عالیہ میں سلام عرض کرنے حاضر ہوئی ہوں، اللہ اکبر! بی بی فاطمہ نے حیاء کی وجہ سے سوال نہ کیا اور واپس آ گئیں، حضرت علی نے پوچھا کیا کیا؟ عرض کیا کہ حضور سے سوال کرنے میں مجھے حیا آئی۔

اس کے بعد دونوں حضرات رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ پانی بھرنے کی وجہ سے میرے سینے میں تکلیف ہوگئی اور بی بی فاطمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آٹا پیسنے کی وجہ سے میرے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو غلام عطا فرمائے ہیں تو ہمیں خدمت کے لیے عطا فرما دیں سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا، اللہ کی قسم میں تمہیں دے دوں اور

صفہ والوں کو چھوڑ دوں کہ بھوکے رہیں ایسا نہیں کروں گا، اور اس وقت میرے پاس اہل صفہ پر خرچ کرنے کے لیے نہیں ہے البتہ میں غلام کو بیچ کر انکے پیسے اہل صفہ پر خرچ کروں گا۔

اس پر دونوں حضرات واپس آ گئے، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کے گھر تشریف لے گئے اور وہ دونوں حضرات آرام فرمانے کے لیے چادر میں تشریف لے جا چکے تھے اور چادر مبارک کی یہ حالت تھی کہ ان کے سروں کو چھپاتی تو پاؤں کھل جاتے اور جب یہ حضرات اپنے پاؤں چھپاتے تو ان کے سر مبارک منکشف ہو جاتے، حضور کو دیکھ کر جب اٹھنے لگے تو ارشاد فرمایا اپنی جگہ پر رہو اور فرمایا: الا اخبر کما بخیر مما سالتمانی جو آپ دونوں حضرات نے مجھ سے مانگا کیا اس سے بہتر نہ بتا دوں؟ عرض گزار ہوئے کیوں نہیں؟

فرمایا وہ چند کلمات ہیں جو مجھے جبرئیل نے بتائے ہیں، چنانچہ فرمایا کہ تم دونوں ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللّٰہ، دس مرتبہ الحمدللّٰہ اور دس مرتبہ اللّٰہ اکبر" پڑھا کرو اور جب اپنے آرام گاہ پر آؤ تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللّٰہ ۳۳ مرتبہ الحمدللّٰہ اور ۳۴ مرتبہ اللّٰہ اکبر" پڑھا کرو، حضرت علی شیر خدا فرماتے ہیں اللہ کی قسم جب سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات مجھے سکھائے ہیں میں نے ان کو پڑھنا نہیں چھوڑا ہے۔ (رواہ امام احمد فی مسندہ ۸۳۸/۱۰۶/۱) توجہ رہے مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں خادم سے بہتر چیز کی رہنمائی نہ کروں، پھر فرمایا ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳، مرتبہ الحمدللہ ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھو اور سونے

کے وقت بھی (مشکوۃ ص ۲۴۶ باب مایقول عند الصباح والمساء والمنام فصل اوّل رقم ۲۳۸۸)

گزارش: اس رسالہ کو پڑھنے والے بھائیوں اور بہنوں سے عرض ہے کہ آپ ذکر کردہ روایت کو بار بار پڑھیں اور اپنی اصلاح کرنے کی کوشش کریں۔

حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ اور بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح:

(۱) سیدہ بی بی فاطمہ کا نکاح ۲ ہجری میں ہوا، رمضان المبارک میں یا پھر رجب المرجب یا صفر میں یا پھر آپ کا نکاح غزوہ احد کے بعد ہوا بوقت نکاح آپ کی عمر مبارک سولہ سال یا پھر اٹھارہ سال تھی جب کہ حضرت علی شیر خدا کی عمر مبارک اکیس سال پانچ ماہ تھی۔ (مدارج النبوت ۲/۱۲۹ مترجم ممتاز اکیڈمی لاہور)

(۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپ نے فرمایا ''ان اللہ امرنی ان ازوج فاطمہ علی'' اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کا نکاح علی سے کردوں۔

(رواہ الطبرانی فی الکبیر ۱۰/۱۹۳، ذکرالہیثمی ۹/۲۰۴ وقال رجالہ ثقات)

(۳) روایتوں میں آیا ہے کہ بی بی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام دیا تھا، اور حضور ﷺ نے فرمایا میں ان کے نکاح میں وحی کا انتظار کررہا ہوں اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پیغام دیا ان کو بھی وہی جواب عنایت فرمایا۔ (مدارج ۲/۱۲۹)

(۴) مشکوۃ میں ہے کہ جب حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے نکاح کا پیغام دیا تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا، فاطمہ چھوٹی ہیں۔

(مشکوۃ ۲/۴۳۰ مناقب علی فصل ثالث رقم ۶۱۰۴ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ سنن نسائی رقم ۳۲۲۱)

پھر ام ایمن نے حضرت علی کو ترغیب دی۔ (اشعۃ اللمعات حصہ ۴، ص ۶۷۰ نوریہ رضویہ سکھر)

(۵) صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضرت علی سے کہا آپ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل اور خواص میں سے ہیں، آپ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نکاح کا پیغام دیں، حضرت علی نے فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں شرم رکھتا ہوں، نیز جب سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا پیام رد فرما دیا تو میرا پیام کیوں قبول فرمائیں گے، صحابہ نے فرمایا کہ آپ بارگاہِ رسالت میں بہت زیادہ مقرب اور حضور کے چچا زاد ہیں، اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے، سلام کیا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیتے ہوئے فرمایا "اے ابو طالب کے بیٹے کیا بات ہے؟ کیسے آنا ہوا؟ عرض کیا اس لیے تا کہ میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کا پیام اپنے لیے پیش کروں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "مرحبا واھلا" فرمایا اور اس سے زیادہ کچھ نہ فرمایا۔

(۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس وقت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی کیفیت طاری ہوئی اس کے بعد فرمایا "اے انس اللہ کی بارگاہ سے جبرئیل میری خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح علی کے ساتھ کر دیں۔"

"اے انس جاؤ اور حضرت ابو بکر، عمر، عثمان، طلحہ، زبیر اور انصار صحابہ کرام کی جماعت کو بلا لو" جب یہ حضرات حاضر ہو گئے تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے بلیغ خطبہ پڑھا۔ (مدارج النبوت ۲/۱۳۰)

(۷) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا "کیا

تمہارے پاس کچھ ہے؟ حضرت علی فرماتے ہیں، کہ میں نے کہا'' فرسی و بدنی''
حضور ایک اپنا گھوڑا اور ایک زرہ ہے فرمایا'' اما فرسک لا بدلک منھا واما
بدنک فبعھا، گھوڑا تو تمہارے لیے ضروری ہے البتہ زرہ کو فروخت کردو، حضرت علی
فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو چار سو اسی درہم میں فروخت کیا اور قیمت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت میں لے کر حاضر ہو گیا آپ نے اس سے ایک مٹھی بھری اور حضرت بلال کو
فرمایا، یا بلال ابغنا بھا طیباً اے بلال اس سے ہمارے لیے خوشبو لائیں۔

حق مہر:۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی شیر خدا رضی اللہ
عنہ کے ساتھ چار سو مثقال چاندی پر مہر عقد باندھا، اور فرمایا اے علی تم قبول کرتے ہو؟ اور
راضی ہو؟ حضرت علی شیر خدا نے عرض کیا'' میں نے قبول کیا اور راضی ہوا۔''

پھر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طباق کھجوروں کا لیا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان پر
بکھیر دیا۔ (مدارج ۲/۱۳۰ مترجم ممتاز اکیڈمی) خطبہ نکاح مواہب شریف یا پھر مدارج شریف
میں ملاحظہ کریں۔

سیدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا سامانِ جہیز:۔

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی فروخت کردہ زرہ کی باقی ماندہ قیمت حضور نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دی کہ اس سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے جہیز
کا سامان فراہم کریں، اور امورِ خانہ داری کا ساز وسامان مہیا کریں۔

انہوں نے (۱) دو چادریں (۲) دو کتان کی نہالی (۳) چار بالشت کپڑا (۴) دو

چاندی کے بازو بند (۵) تکیہ (۶) گدا (۷) ایک پیالہ (۸) ایک چکی (۹) ایک مشکیزہ (۱۰) اور کچھ مشرویات وغیرہ خرید ے اوران کو ترتیب کے ساتھ رکھ دیا۔ (مدارج النبوت ۲/۱۳۲)

امورِ خانہ داری:۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امورِ خانہ داری کو اس طرح مقرر فرمایا کہ گھر کے کام مثلاً روٹی پکانا، جھاڑو دینا، چکی پیسنا وغیرہ سیدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا انجام دیں اور باہر کے کام مثلاً اونٹ کو پانی، چارہ دینا اور بازار سے سودا وغیرہ خرید کرلانا یہ حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ یا ان کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کریں۔ (مدارج النبوت ۲/۱۳۲)

لعابِ دہن عطا فرمانا:۔

امام جزری نے ''حصن حصین'' میں اور امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح سیدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کر دیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے اور سیدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھوڑا سا پانی لاؤ اس پر سیدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے لکڑی کا پیالہ لیا، اس میں پانی بھرا، اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے پانی لے کر اپنا لعاب دہن مبارک اس میں ڈالا، اور بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا قریب آؤ آپ قریب آئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پانی کو ان کے سینہ مبارک کے درمیان اور سر مبارک پر چھڑکا اور فرمایا: ''اے خدا میں ان کو اور ان کی اولاد کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہوں شیطان رجیم سے'' اس کے بعد فرمایا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا میری طرف پشت کرو۔'' پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی فاطمہ کے شانوں کے درمیان پانی کے چھینٹے

دیئے اور فرمایا۔ اے خدا میں ان کو اور ان کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہوں، شیطان رجیم سے۔

پھر فرمایا "پانی اور لاؤ" حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا تھا کہ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا کریں گے، تو میں کھڑا ہوا اور پانی بھر کر لایا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پانی کو لیا اور اس میں لعاب دہن مبارک ڈالا اور مجھ سے فرمایا میرے سامنے آؤ، میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑا ہو گیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کے چھینٹے میرے چہرے پر دیئے اور فرمایا "اللھم انی اعیذہ بک و ذریتہ من الشیطن الرجیم" اے اللہ میں ان کو اور ان کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہوں۔ شیطان رجیم سے۔ (مدارج النبوت ص ۱۳۱ مترجم ممتاز اکیڈمی لاہور)

دعوتِ ولیمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا۔ یا بلال انی قد زوجت ابنتی ابن عمی" اے بلال میں نے اپنی بیٹی فاطمہ کا نکاح اپنے چچا کے بیٹے علی سے کر دیا ہے، وانا احب ان یکون من سنة امتی الطعام عندا لنکاح" اور مجھ کو یہ بات پسند ہے، کہ نکاح کے وقت کھانا میری امت کی سنّت ہو جائے، اس لیے تم بکریوں کے پاس جاؤ اور ایک بکری اور چار یا پانچ مد (پیمانہ) لے لو اور ایک بڑا پیالہ میرے لیے کر لو تا کہ اس پر میں مہاجرین و انصار، صحابہ کرام کو جمع کروں، جب صحابہ کرام کھا کا فارغ ہو جائیں تو اس پیالے کو میرے پاس لے آنا، چنانچہ حسب ارشاد تعمیل کی گئی صحابہ کرام

علیہم الرضوان کھانا تناول فرما کر فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے باقی ماندہ میں لعابِ دہن مبارک ڈال کر دعائے برکت فرمائی، اور فرمایا، اے بلال اس کھانے کو اپنی ماؤں کی خدمت میں لے جاؤ اور ان سے کہو کہ تناول فرما کر باقی ماندہ دوسروں کو کھلائیں۔ ملاحظہ ہو۔ (الطبرانی فی الکبیر ۲۲/۴۱۱ و ۲۴/۱۳۳، ۱۳۴)

مسائل دعوتِ ولیمہ:۔

(۱) دعوتِ ولیمہ سنت ہے اور یہ دعوت صرف پہلے دن ہے یا اس کے بعد دوسرے دن بھی یعنی دو ہی دن تک یہ دعوت ہو سکتی ہے، اس کے بعد ولیمہ اور شادی ختم۔

(عالمگیری ۵/۳۴۳ کتاب الکراھیۃ الباب الثانی عشر فی الھدایا والضیافات کوئٹہ)

(۱) بعض لوگ بائیں ہاتھ سے کھاتے پیتے ہیں یہ شیطان کا طریقہ ہے اس سے بچیں چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص نہ بائیں ہاتھ سے کھانا کھائے نہ پانی پیے کہ بائیں ہاتھ سے کھانا پینا شیطان کا طریقہ ہے۔" (مسلم ۱۰۳۹ کتاب الاشربہ باب آداب الطعام والشرب رقم ۵۲۶۷ دار السلام)

(۳) دعوتِ ولیمہ میں جانا اس وقت سنت ہے جب معلوم ہو کہ وہاں گانا بجانا لہو ولعب نہیں ہے اور اگر معلوم ہے کہ یہ خرافات وہاں ہیں تو نہ جائے جانے کے بعد معلوم ہوا کہ یہاں لغویات ہیں اگر وہیں یہ چیزیں ہوں تو واپس آئے اور اگر مکان کے دوسرے حصے میں ہیں جس جگہ کھانا کھلایا جاتا ہے وہاں نہیں ہیں تو وہاں بیٹھ سکتا ہے، اور کھا سکتا ہے پھر اگر یہ شخص ان لوگوں کو روک سکتا ہے تو روک دے اور اگر اس کی قدرت اسے نہ ہو تو صبر کرے۔

یہ اس صورت میں ہے کہ یہ شخص مذہبی پیشوا نہ ہو اور اگر مقتدی و پیشوا ہو مثلاً علماء و مشائخ یہ اگر نہ روک سکتے ہوں تو وہاں سے چلے آئیں نہ وہاں بیٹھیں نہ کھانا کھائیں اور پہلے ہی سے یہ معلوم ہو کہ وہاں یہ چیزیں ہیں تو مقتدی ہو یا نہ ہو کسی کو جانا جائز نہیں اگرچہ خاص اس حصہ مکان میں یہ چیزیں نہ ہوں بلکہ دوسرے حصہ میں ہوں۔

(ہدایہ ۹/۴/۵۷ کتاب الکراھیۃ فصل فی الاکل والشرب الدر المختار کتاب الحظر والاباحۃ بیروت دار المعرفہ)

جو شخص بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو گالی دے وہ کافر:۔

امام سبکی علیہ الرحمہ نے حدیث۔ فاطمة بضعة منى فمن اغضبها اغضبنى" سے استدلال فرمایا ہے کہ جو شخص سیدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو گالی دے وہ کافر ہے، ملاحظہ ہو (اشعۃ اللمعات حصہ ۴۔ ص ۶۸۵ نوریہ رضویہ سکھر) الفاظ ملاحظہ ہوں" وسکی استدلال کردہ است باینکہ ہر کہ دشنام کند فاطمہ را کافر شود"

جنت میں داخل ہونے والے پہلے چار:۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "اے علی سب میں پہلے وہ چار کہ جو جنت میں داخل ہوں گے میں اور تم، حسن اور حسین اور ہماری ذریتیں ہمارے پیچھے ہوں گی۔ (کنز العمال ۱۲/۱۰۴ رقم ۳۴۲۰۵، موسسہ الرسالہ بیروت، فتاویٰ رضویہ شریف جدید ۲۳/۲۴۶)

سب سے پہلے حوض کوثر پر آنے والے:۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سب سے پہلے میرے پاس حوض کوثر پر آنے والے میرے اہل بیت ہیں اور میری امت سے میرے چاہنے والے،"

(کنز العمال ۱۲/۱۰۰ رقم ۳۴۱۷۸ بیروت موسسۃ الرسالہ فتاوی رضویہ ۲۳/۲۴۶)

سیدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال:

(۱) اسد الغابہ میں ہے کہ بی بی خاتون جنت کا وصال مبارک حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پردہ فرمانے کے چھ ماہ بعد ہوا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد آپ کو کبھی ہنستے ہوئے نہ دیکھا گیا حتیٰ کہ آپ خالقِ حقیقی سے جاملیں۔ ملاحظہ ہو۔ (اسد الغابہ الجزء السادس ص ۲۲۸، دار الفکر بیروت)

(۲) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم ازواج پاک بارگاہِ رسالت میں حاضر تھیں کہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں حضور ﷺ نے ان کو خوش آمدید کہا پھر ان سے کوئی راز کی بات فرمائی جس پر آپ سخت روئیں، حضور نے ان کا رنج ملاحظہ فرما کر دوبارہ راز کی بات فرمائی تو بی بی فاطمہ ہنس پڑیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد بی بی فاطمہ نے مجھے بتایا کہ جس وقت حضور نے پہلی بار مجھ سے راز کی بات کی تو فرمایا کہ جبرئیل ہر سال مجھ پر ایک بار قرآن پاک پیش کرتے تھے اس سال دو بار پیش کیا اور میرا یہ خیال ہے کہ میرا وصال مبارک قریب ہے، تم اللہ سے ڈرتی رہنا اور صبر کرنا میں تمہارا بہترین پیش رو ہوں اس پر میں رونے لگی حضور ﷺ نے جب میری گھبراہٹ دیکھی تو فرمایا اے فاطمہ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم جنتی لوگوں کی بیویوں یا مومنوں کی بیویوں کی سردار ہو۔"

اور ایک روایت میں ہے کہ مجھ سے حضور ﷺ نے سرگوشی فرمائی کہ اس بیماری میں حضور کا وصال ہوگا تو میں روئی پھر مجھ سے دوبارہ سرگوشی فرمائی کہ میں ان کے گھر والوں میں پہلی ہوں گی جو ان کے پیچھے پہنچوں گی تو میں ہنس پڑی۔ (مشکوۃ ۲/۴۳۶ مناقب

اہل بیت فصل اوّل رقم ۶۱۳۸ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ بخاری رقم ۶۲۸۵۔ مسلم رقم ۹۸۔۲۴۵۰)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں، یعنی میرے اہل بیت میں سب سے پہلے تمہاری وفات ہوگی، یہاں یہ نہ فرمایا کہ تمہاری وفات ہوگی بلکہ فرمایا سب سے پہلے تم مجھ سے ملوگی۔

حضور نبی کریم ﷺ کے ارشاد پاک میں کئی غیبی خبریں ہیں۔(۱) حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وقت وفات (۱) آپ کی نوعیت وفات کہ آپ کا خاتمہ ایمان ،تقویٰ پرہیزگاری کے اعلیٰ درجہ پر ہوگا۔(۳) آپ کا قبر وحشر میں اول نمبر کامیاب ہونا (۴) آپ کا پل صراط سے بخوبی گزر جانا، آپ کا جنت کے اعلیٰ مقام پر حتی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنا یہ ہی علوم خمسہ کی خبریں ہیں۔ (مراۃ ۸/۴۰۰ مکتبہ اسلامیہ لاہور)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی چارپائی کا پردہ:۔

(۳) سیدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو قبل از وصال فرمایا کہ ''اے اسماء! میں اس بات کو برا جانتی ہوں کہ جو عورتوں کے ساتھ کیا جاتا ہے، کہ عورت پر کپڑا ڈال دیا جاتا ہے اور اس کے جسم کی ہیئت ظاہر ہوتی ہے۔'' اس پر حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ اے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری بیٹی کیا میں آپ کو نہ دکھاؤں جو میں نے حبشہ میں دیکھا ہے؟ پھر آپ نے تر شاخیں منگوائیں اور ان کو سیدھا کیا اور اوپر کپڑا ڈال دیا۔'' یہ دیکھ کر بی بی فاطمہ نے فرمایا یہ کتنا اچھا طریقہ ہے تو جب میرا وصال ہو تو آپ اور علی مجھے غسل دیں اور مجھ پر کسی اور کو نہ آنے دیں۔'' چونکہ بی بی فاطمہ نے یہ وصیت فرمائی تھی اس لیے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

جب تشریف لائیں تو حضرت اسماء نے آپ کو منع فرمادیا اس کی حضرت عائشہ صدیقہ نے حضرت صدیق اکبر سے شکایت کی فرمایا کہ "یہ خاتون ہمارے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نورزادی کے درمیان حائل ہوگئی ہیں۔"

اس کے بعد امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دروازے پر جاکر فرماتے ہیں۔ اے اسماء آپ کو کس چیز نے اس بات پر ابھارا کہ آپ نے ازواجِ رسول کو بنتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر داخل ہونے سے منع کردیا۔؟ حضرت اسماء جواباً عرض کرتی ہیں کہ بی بی فاطمہ نے اس کا مجھے حکم دیا تھا کہ ان پر کوئی بھی نہ آئے اس پر امیر المومنین نے فرمایا: فاصنعی ما امرتک، نورزادی بی بی فاطمہ نے جو آپ کو حکم دیا ہے آپ ویسا ہی کریں، لہذا آپ کو حضرت علی و حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہما نے غسل دیا، آپ کی نماز جنازہ حضرت علی نے پڑھائی ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پڑھائی، چونکہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بھی وصیت فرمائی تھی کہ آپ کی تدفین رات میں کی جائے لہذا حکم کے مطابق کیا گیا، آپ کی قبر مبارک میں حضرت علی و حضرت عباس و حضرت فضیل بن عباس رضی اللہ عنہم اترے۔ (اسد الغابہ)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ کس نے پڑھایا؟:۔

(۴) سیدی شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ روضۃ الاحباب وغیرہ میں ہے اور روایتوں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت عثمان بن عفان اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف اور حضرت زبیر بن عوام

رضی اللہ عنہم بھی آئے۔ (مدارج النبوت ۲/۰۷ ۶ ممتاز اکیڈمی لاہور)

(۵) مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ بھی فرماتے ہیں کہ "آپ کے چھ بچے ہوئے، حسن، حسین، محسن، زینب ام کلثوم، رقیہ، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے چھ ماہ کے بعد وفات پائی عمر شریف اٹھائیس سال ہوئی، آپ کو جناب علی رضی اللہ عنہ نے غسل دیا آپ نے ہی نماز پڑھی اور رات میں دفن کیا۔ (مرقات شرح مشکوۃ ۱۱/۳۷۴)

مگر صحیح یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔

(مراۃ شرح مشکوۃ ۸/۴۰۱ مکتبہ اسلامیہ لاہور)

(۶) چنانچہ حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کی نماز جنازہ پڑھنے آئے، حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت علی سے فرمایا کہ نماز جنازہ پڑھایئے اس پر حضرت علی نے کہا کہ میں آپ سے آگے کیسے بڑھ سکتا ہوں، حالانکہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ ہیں، پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی،

(کنز العمال ۱۲/۲۳۱ فضائل الصحابہ فصل فی تفضیلھم فضل ابی بکر رضی اللہ عنہ برقم ۳۵۶۷۲

واخذت من اصدق التصدیق مترجم ص ۳۲، جمعیت اشاعت اہلسنت نور مسجد کاغذی بازار کراچی)

حضرت خدیجہ حضرت عائشہ اور بی بی فاطمہ میں سے افضل کون؟

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ "فضیلت فاطمہ زہرا کے متعلق چند قول ہیں۔ (۱) ایک یہ کہ حضرت فاطمہ زہرا دنیا بھر کی تمام عورتوں سے

افضل ہیں، حتی کہ بی بی مریم جناب عائشہ اور جناب خدیجہ الکبری سے بھی (۲) دوسرے یہ کہ حضرت خدیجہ و عائشہ جناب فاطمہ زہرا سے افضل ہیں۔ (۳) تیسرے یہ کہ یہ تینوں حضرات یعنی جناب خدیجہ الکبریٰ، حضرت عائشہ صدیقہ بی بی فاطمہ زہرا ہم رتبہ ہیں، کوئی کسی سے افضل نہیں، (بلکہ برابر ہیں)۔

ترجیح دوسرے قول کو ہے، کہ جناب عائشہ صدیقہ و حضرت خدیجہ بی بی فاطمہ زہرا سے افضل ہیں کہ وہ ماں ہیں اور جناب فاطمہ زہرا بیٹی، (۲) نیز جنت میں وہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں گی جب کہ حضرت فاطمہ، حضرت علی کے ساتھ، (۳) نیز حضرت عائشہ صدیقہ بڑی فقیہہ عالمہ مجتہدہ ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ "

ترجمہ: "اے نبی کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔" (پارہ 22 الاحزاب 32)

امام مالک فرماتے ہیں کہ طہارت نفس شرف نسب میں بی بی فاطمہ زہرا کی برابر کوئی نہیں ہو سکتا۔" (مراۃ شرح مشکوۃ ۸......ص ۴۰۰ مکتبہ اسلامیہ لاہور)

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوتھے خلیفہ:۔

القاب و کنیت:۔

آپ کا نام علی بھی ہے اور حیدر بھی، کرار آپکا لقب ہے کنیت "ابوالحسن" اور "ابوتراب" ہے حیدر کے معنی ہیں شیر، آپ کی والدہ "حضرت فاطمہ بنت اسد" ہیں، انہوں نے اپنے والد کے نام پر آپ کا نام "حیدر" رکھا "کرار" کے معنی ہیں، پلٹ پلٹ کر حملہ کرنے والا"

مولا کائنات کی خصوصیات :۔

ابو طالب نے آپ کا نام "علی" رکھا، حضور نبی کریم ﷺ نے آپ کو خطاب "اسد اللہ" دیا (۱) آپ حضور نبی کریم ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں (۲) اور حضور نبی کریم ﷺ کے داماد مبارک بھی (۳) حضور نبی کریم ﷺ کی اولاد آپ سے چلی (۴) حسنین کریمین کے والد (۵) ولایت کے مرکز (۶) شریعت کے دریا ناپیدا کنار (۷) آپ پنجتن پاک میں بھی داخل ہیں اور (۸) چار یار میں بھی، ایک ہاتھ اس جماعت میں رکھتے ہیں دوسرا ہاتھ اس جماعت میں (۹) آپ کے گھر میں حضور نبی کریم ﷺ کی پرورش ہوئی (۱۰) اور حضور ﷺ نے آپ کو پرورش کیا، (۱۱) غسل ولادت حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی کو دیا اور غسل وصال حضرت علی نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیا۔ (۱۲) آپ آل عبا سے ہیں (۱۳) حضور نبی کریم ﷺ کی امت میں قاسم ولایت آپ ہی ہیں۔ (۱۴) ہر ولی کو آپ سے فیض ولایت ملتا ہے، غرضیکہ آپ کے فضائل ریت کے ذروں آسمان کے تاروں کی طرح بے شمار ہیں، مرقات شرح مشکوۃ نے فرمایا کہ آپ کے فضائل کی صحیح روایات دیگر صحابہ کرام کے فضائل سے زیادہ ہیں کیونکہ آپ کے زمانہ میں خوارج نے آپ کے خلاف بہت بکواس کی تو اہل سنت نے آپ کے فضائل کی احادیث بہت تحقیق سے جمع کیں، اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ نے فرمایا کہ آپ کے فضائل میں روافض نے بہت احادیث گھڑ بھی لی ہیں۔

(مراۃ شرح مشکوۃ ۸/ ۳۶۶ مرقات ۱۱/ ۳۳۵، مکتبہ امدادیہ ملتان اشعۃ اللمعات حصہ ۴ ص ۶۶۲ نوریہ رضویہ سکھر)

مومن مولا کائنات سے محبت کرتا ہے :۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "لایحب علیا منافق ولا یبغضه مومن، علی سے منافق محبت نہیں کرتا اور مومن ان سے بغض نہیں رکھتا۔ (رواہ احمد مشکوۃ ۲/ ۴۲۹ مناقب علی فصل ثالث رقم ۶۱۰۰۔ ترمذی ۳۷۱۷)

توجہ رہے امام ترمذی نے اس حدیث کے متعلق فرمایا "هذا حدیث غریب اسنادا، یہ حدیث سند کے اعتبار سے غریب ہے لیکن حدیث کا غریب ہونا اس کے صحیح ہونے کے منافی نہیں جیسا کہ اہل علم سے یہ بات مخفی نہیں نیز اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو کہ امام مسلم نے حضرت زر بن حبیش سے روایت کی آپ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "والذی فلق الحبة وبرأ النسمة انه لعهد النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیه واله وسلم الی ان لایحبنی الا مومن ولا یبغضنی الا منافق" اس ذات کی قسم جس نے دانہ چیرا اور ہر جان کو پیدا فرمایا مجھ سے نبی امی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عہد فرمایا ہے کہ مجھ سے محبت نہ کرے گا مگر مومن اور مجھ سے بغض نہ رکھے گا، مگر منافق۔ (مسلم ۷۸۔ ۱۳۱ مشکوۃ ۲/ ۴۲۸ مناقب علی فصل اول رقم ۶۰۸۸)

فاروق اعظم کی حیدرِ کرار سے محبت:۔

ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کچھ برائی کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے مزار مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ کیا تم اس قبر مبارک کے مکین کو جانتے ہو؟ اس میں "محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جلوہ گر ہیں تم جب بھی علی کا ذکر کرو۔ تو خیر سے کرنا اگر تم نے ان کی اہانت کی تو سمجھو کہ تم نے حضور نبی کریم ﷺ کو ستایا۔ (مرقات ۱۱/ ۳۴۸)

حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضرت علی کی محبت ایمان کی نشانی ہے اور حضرت علی سے بغض منافق ہونے کی علامت ہے مگر محبت سے مراد وہ محبت ہے جو سچی ہو نہ کہ محض دعویٰ اور سچی محبت بھی بفضلہٖ تعالیٰ اہل سنت کے حصہ میں آئی اور سچی محبت کی علامات میں سے یہ ہے کہ اعمال میں آپ کی پیروی کی جائے آپ کی ساری اولاد اور سارے دوستوں سے محبت کی جائے یہ بات واضح رہے کہ بغض صحابہ اور حب علی ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔

جس کا میں مولا اس کے علی مولا:۔

روایت ہے حضرت عمران ابن حصین رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان علیا منی وانا منه وهو ولی کل مؤمن " کہ علی مجھ سے ہیں میں علی سے ہوں اور وہ ہر مومن کے ولی ہیں۔ (ترمذی ۲/۶۹۱ کتاب المناقب باب ابی طالب رقم ۳۶۴۵۔

مشکوٰۃ ۲/ ۴۲۸ مناقب علی فصل ثانی ۶۰۹۰ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ مسند امام احمد ۴/ ۴۳۷)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''من کنت مولاہ فعلی مولاہ'' جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علی مولی ہیں۔

(ترمذی ۲/۶۹۱ کتاب المناقب باب مناقب علی بن ابی طالب رقم ۳۶۴۶۔ ابن ماجہ صفحہ ۱۰۷ کتاب السنہ باب فضل علی بن ابی طالب رقم ۱۲۱، ۱۱۶۔ مشکوٰۃ ص ۴۲۸ مناقب علی فصل ثانی رقم ۶۰۹۱)

توجہ رہے یہاں ''ولی'' بمعنی خلیفہ نہیں بلکہ بمعنی دوست یا بمعنی مددگار ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا۔ (پارہ 6 المائدہ 55)

اس حدیث پاک کے تحت مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی۔

فرماتے ہیں:

یہاں بھی ''ولی'' بمعنی مددگار ہے، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمانِ مبارک سے دو مسئلہ معلوم ہوئے (۱) ایک یہ کہ مصیبت میں ''علی مدد'' کہنا جائز ہے کیونکہ حضرت علی ہر مومن کے مددگار ہیں تا قیامت (۲) دوسرے یہ کہ آپ کو ''مولی علی'' کہنا جائز ہے کہ آپ ہر مسلمان کے ''ولی'' اور ''مولی'' ہیں۔

اور ''مولی'' اس جگہ بمعنی خلیفہ نہیں بلکہ مددگار یا بمعنی ''دوست'' ہے جسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے اسے حضرت علی شیر خدا سے بھی محبت ہونی ضروری ہے اگر مولیٰ بمعنی خلیفہ ہو تو بتاؤ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کس کے خلیفہ تھے، اور جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں شہید یا فوت ہوئے ان کے علی خلیفہ کیسے ہوئے؟

ہاں آپ ''محبوب'' ''مددگار، دوست ہر مومن کے ہیں'' (مراۃ شرح مشکوۃ ۸/۳۶۹ لاہور)

کیا مولا کائنات خلیفہ بلا فصل ہیں؟:۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت علی سے ''انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی'' تم مجھ سے اس درجہ میں ہو جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے تھا بجز اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (بخاری رقم ۳۷۰۶۔ مسلم رقم ۲۴۰۴۔ ترمذی ۳۷۲۴۔ مشکوۃ ۲/۲۲۷ مناقب علی فصل اول رقم ۶۰۸۷)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ تبوک جانے لگے تو حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کو اہل مدینہ پر اور حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو نماز کی جماعت کرانے پر مقرر فرمایا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاد میں ساتھ جانے کی خواہش کی تو حضور اقدس

صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ جیسے موسیٰ علیہ السلام جب طور پر مناجات کے لیے گئے، تو حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا نائب خلیفہ بنی اسرائیل میں چھوڑ کر گئے ایسے ہی میں تم کو اپنا نائب خلیفہ بنا کر مدینہ منورہ میں چھوڑتا ہوں اور خود جاتا ہوں، البتہ تم میں اور حضرت ہارون علیہ السلام میں فرق یہ ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ بھی تھے اور نبی بھی تھے جب کہ تم میرے خلیفہ تو ہو مگر نبی نہیں کیونکہ مجھ پر نبوت ختم ہو چکی ہے، اب نہ تو میرے زمانہ میں کوئی نبی ہو نہ میرے بعد ہوگا۔

توجہ رہے اس حدیث سے رافضی لوگ یہ دلیل پکڑتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے "خلیفہ بلا فصل" ہیں، اکثر رافضی تو یہ کہتے ہیں کہ تمام صحابہ اس لیے کافر ہیں کہ انہوں نے حضرت علی کے ہوتے ہوئے اور کو خلیفہ مان لیا جب کہ بعض رافضیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ خود حضرت علی بھی کافر ہیں۔ (معاذ اللہ) کیونکہ انہوں نے اپنی خلافت کے لیے صحابہ سے جنگ نہیں کی بلکہ ان کے خلفاء کی بیعت کر لی۔ (مرقات ۱۱/۳۳۶)

ہم اہلسنّت کہتے ہیں کہ رافضیوں کا استدلال بالکل غلط ہے اس لیے کہ یہاں اس وقتی خلافت کا ذکر ہے جو حضور کی غیر موجودگی میں حضرت علی کو عطا ہوئی اور واپسی پر ختم ہو گئی۔ حضرت ہارون کے ساتھ مشابہت صرف اس عارضی وقتی خلافت میں ہے تشبیہ مطلق نہیں بلکہ مقید ہے، ورنہ (۱) حضرت ہارون سگے بھائی تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حضرت علی چچا زاد بھائی (۲) نیز حضرت ہارون عمر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑے تھے، جب کہ حضرت علی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے چھوٹے۔ (۳) نیز حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے چالیس سال پہلے وصال فرما گئے تھے

جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حیات رہے۔ (۴) نیز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف مدینہ منورہ کی حفاظت کا حضرت علی شیر خدا کو اپنا خلیفہ فرمایا تھا نہ کہ نماز کا کیونکہ نماز کا امام تو حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنایا تھا، لہذا خلافت بلا فصل کو اس حدیث سے دور کا تعلق بھی نہیں ہے۔ (مراۃ شرح مشکوۃ ۸/۳۶۶ لاہور)

مولا کائنات علم کا دروازہ ہیں:۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، انا دار الحکمة وعلی بابها ، میں علم کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ اس حدیث شریف کو امام ترمذی نے روایت فرمایا اور فرمایا، ھذا حدیث غریب کہ یہ حدیث غریب ہے اور فرمایا کہ بعض محدثین نے یہ حدیث شریک سے روایت کی ہے اور اس میں صنابحی کا ذکر نہیں کیا اور ہم یہ حدیث سوائے شریک کے کسی ثقہ راوی سے نہیں پہچانتے (

مشکوۃ ۲/۱۰۶ امناقب علی فصل ثانی رقم ۶۰۹۶ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ ترمذی رقم ۳۷۲۳)

اس کے تحت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ " اس حدیث کی اصل ابی الصلت عبدالسلام ابن صالح ہروی سے ہے یہ شخص شیعہ تھا، مگر غالی نہ تھا، اس سے دیگر صحابہ کرام کے مناقب کی روایات مروی ہیں، بعض محدثین نے اسے موضوع کہا، بعض نے ضعیف، مگر حق یہ ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(مرقات ۱۱/۳۴۶ مکتبہ امدادیہ ملتان، واشعۃ اللمعات حصہ ۴ ص ۶۶۶ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

توجہ رہے ایک روایت میں انا مدینة العلم وعلی بابها ہے جب کہ ایک میں انا دار لعلم ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا معنی یہ ہوا کہ ”جیسے گھر کی جو چیز ملتی ہے دروازے سے ملتی ہے ایسے ہی میرے علم سے جو کچھ جسے ملے گا علی کے ذریعے ملے گا۔“

شانِ خلفاء راشدین:۔

مرقات شرح مشکوۃ نے کتاب الفردوس کے حوالے سے نقل فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں علم کا شہر ہوں ابو بکر اس کی بنیاد ہیں عمر اس کی دیوار عثمان اس کی چھت اور علی دروازہ ہیں، ملاحظہ ہو۔ (مرقات شرح مشکوۃ ۱۱/۳۴۶ مکتبہ امدادیہ ملتان)

توجہ رہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم بہت ہیں اور ان علوم کے دروازے بھی بہت ہیں چنانچہ حضرت علی شیر خدا ولایت اور قضا کا دروازہ ہیں ارشاد فرمایا۔” واقضا کم علی (۲) حضرت ابی ابن کعب علم تجوید وقرات کے دروازے ہیں کیونکہ ارشاد فرمایا ”انہ اقرا کم (۳) اور حضرت زید بن ثابت علم فرائض کے دروازہ ہیں ارشاد فرمایا ”انہ افرضکم “ اور حضرت معاذ ابن جبل علم حلال وحرام کے دروازہ ہیں کہ فرمایا” انہ اعلمکم بالحلال والحرام“ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم جنت سے بھی زیادہ وسیع ہیں جب جنت کے آٹھ دروازے ہیں تو نہ معلوم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے کتنے دروازے ہیں جن میں سے ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ہیں غرض ہر صحابی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی فیض کا دروازہ ہیں، چنانچہ ارشاد فرمایا” اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم“ (مرقات ۱۱/۳۴۵، مراۃ ۸......ص ۳۷۲)

یعنی میرے صحابہ کرام ہدایت کے ستارے ہیں ان میں سے جس کی اقتداء کرو گے ہدایت پاؤ گے، صوفیاء فرماتے ہیں کہ علم ولایت کے حضرت علی قاسم ہیں۔

ہو چشتی قادری یا سہروردی نقشبندی ہوں ولایت کا انہی کے ہاتھ سے سب کو ملا ٹکڑا

(مراۃ شرح مشکوۃ ۸، ص ۳۷۲ لاہور)

صحابہ واہل بیت کے بارے میں عقائدِ اہلسنت :۔

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ برحق وامام مطلق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان غنی پھر حضرت مولیٰ علی پھر چھ مہینے کے لیے حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہم ہوئے، ان حضرات کو خلفائے راشدین اور انکی خلافت کو خلافت راشدہ کہتے ہیں، کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی نیابت کا پورا حق ادا فرمایا۔

(۲) بعد انبیاء ومرسلین تمام مخلوقاتِ الٰہی انس وجن وملک سے افضل صدیق اکبر ہیں پھر عمر فاروق اعظم پھر عثمانِ غنی پھر مولی علی رضی اللہ عنہم (بہارِ شریعت حصہ اوّل امامت کا بیان، شرح العقائد النسفیہ ص ۱۴۹، ۱۵۰ مبحث افضل البشر بعد نبینا ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۳) جو شخص مولیٰ علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو صدیق اکبر یا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتائے، گمراہ بدمذہب ہے۔ (عالمگیری ۲/۲۶۴ کتاب السیر باب احکام المرتدین مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، بہار شریعت حصہ اول امامت کا بیان)

(۴): تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اہلِ خیر وصلاح ہیں اور عادل ہیں۔

(شرح مسلم للنووی کتاب فضائل الصحابہ ۲/۲۷۲ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

ان کا جب ذکر کیا جائے تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے۔

(بہار شریعت حصہ اوّل امامت کا بیان شرح العقائد النسفیہ یکف عن ذکر الصحابۃ الا بخیر ص ۳۲۷)

(۵)۔: کسی صحابی کے ساتھ سوءِ عقیدت بدمذہبی وگمراہی واستحقاقِ جہنم ہے، کہ وہ

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بغض ہے، ایسا شخص رافضی ہے، اگرچہ چاروں خلفاء کو مانے اور اپنے آپ کو سُنّی کہے، مثلاً حضرت امیرِ معاویہ اور اُن کے والدِ ماجد حضرت ابوسفیان اور والدۂ ماجدہ حضرت ہندہ، اسی طرح حضرت سیّدنا عمرو بن عاص، وحضرت مغیرہ بن شعبہ، وحضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم،

(النبراس محاربات الصحابہ واجبۃ التاویل ص ۳۲۹/۳۳۰ حقانیہ ملتان)

حتیٰ کہ حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے قبلِ اسلام حضرت سیّدنا سید الشہداء حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا اور بعدِ اسلام اَخبث الناس خبیث مُسَیلمہ کذّاب ملعون کو واصلِ جہنم کیا۔ وہ خود فرمایا کرتے تھے: کہ میں نے خیر النّاس وشر النّاس کو قتل کیا۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ الجزء الخامس رقم الترجمہ ۵۴۴۲ ص ۴۵۴)

اِن میں سے کسی کی شان میں گستاخی، تبرّا ہے۔ (نبراس محاربات الصحابہ واجبۃ التاویل ص ۳۳۰)

اور اِس کا قائل رافضی، اگرچہ حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی توہین کے مثل نہیں ہوسکتی، کہ ان کی توہین، بلکہ ان کی خلافت سے انکار ہی فقہائے کرام کے نزدیک کفر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ کتاب السیر ۱۴/۲۵۱ جدید واخذت من بہار شریعت حصہ اوّل)

نوٹ: ذکر کردہ عقائد اہلسنت کی روشنی میں ''ڈاکٹر طاہر القادری'' اپنا حکم خود تلاش کرلیں۔

مولا کائنات کی زبان شیخین کی شان:۔

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جو شخص حضرت ابوبکر اور حصرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دے گا تو میرے نزدیک اس کی توبہ کبھی بھی قبول نہیں ہوگی۔

(فضائل الصحابہ للدارقطنی ۱/۸۵، واخذت من اصدق التصدیق، بافضلیۃ الصدیق ص ۵۶)

(۲) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آخری زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو ہم سے محبت اور ہماری جماعت سے ہونے کا دعوی کریں گے مگر وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سب سے شریر ہوں گے جو کہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیں گے۔

(کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابہ فضل الشیخین برقم ۳۶۰۹۸، ۷/۱۳/۶، اصدق التصدیق ص ۵۶)

(۳) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، جس نے مجھے حضرت ابوبکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہما سے افضل بتایا اسے کوڑوں کی سخت سزا دوں گا۔

(کنز العمال فضائل الصحابہ فضل الشیخین برقم ۳۶۰۹۸، ۱۳/۷/۶ اصدق التصدیق ص ۵۳ نور مسجد کراچی)

(۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس امت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بزرگی اور درجے میں بڑی شان والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ آپ ہی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد قرآن کریم جمع کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو قائم فرمایا اس کے علاوہ بھی آپ کی کتنی فضیلتیں اور سبقتیں ہیں۔

(کنز العمال ۱۲/۲۳۲ کتاب الفضائل فضائل الصحابہ فضل الصدیق برقم ۳۵۶۷۸۔

اصدق التصدیق ص ۳۳ نور مسجد کراچی کاغذی بازار)

(۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟

جواب دیا حضرت ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہم عن سعید بن طریف عن الاصبغ بن نباتہ وفیہ ثم انا، یعنی حضرت عثمان کے بعد میں

ہوں۔(جمع الجوامع مسند علی بن ابی طالب رقم ۱۳،۶۲۷۳/۱۵۸)

(۶) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تو صرف حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ایک نیکی ہوں۔(کنز العمال ۱۲/۲۲۴ فضائل الصحابہ برقم ۳۵۶۳۱، اصدق التصدیق ص ۳۲ نور مسجد کراچی)

نوٹ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل بتانے والے ان احادیث مبارکہ سے جو کہ حضرت علی کی ہیں، سبق حاصل کریں ورنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کوڑے کھانے کے لیے تیار رہیں۔

سیدہ بی بی فاطمہ کی اولاد مبارک:۔

(۱) سیدی شیخ عبدالحق قادری محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ ''سیدہ بی بی فاطمہ سے امام حسن، امام حسین، سید محسن سیدہ زینب، سیدہ ام کلثوم اور سیدہ رقیہ پیدا ہوئے۔ ''سید محسن اور سیدہ رقیہ عہد طفولیت میں وفات پا گئے اور سیدہ زینب حضرت عبداللہ بن جعفر کے نکاح میں جب کہ سیدہ ام کلثوم، حضرت فاروق اعظم کی زوجیت میں آئیں۔ اور ان کی اولاد باقی نہ رہی، اگرچہ سیدہ ام کلثوم کا فاروق اعظم سے ایک فرزند پیدا ہوا اور ان کا نام زید تھا۔(مدارج النبوت ۲/۶۶۸ مترجم ممتاز اکیڈمی لاہور)

(۲) اعلیحضرت امام اہلسنّت الشاہ امام احمد رضا قادری برکاتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ''امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثوم کہ بطن پاک حضرت بتول زہرا سے تھیں۔ امیر المؤمنین عمر فاروق کے نکاح میں دیں۔ اور ان سے حضرت زید پیدا ہوئے۔ اور امیر المؤمنین حضرت عمر نسباً سادات سے نہیں (فتاوی رضویہ ۱۱/۷۳۰)

سیدہ ام کلثوم بنت بی بی فاطمہ کا نکاح:۔

(۱) توجہ رہے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق کا حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ سے نکاح کرنے کا مقصد صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ قائم کرنا تھا ورنہ آپ کو عورتوں کی کمی نہ تھی جس سے چاہتے شادی کر سکتے تھے چنانچہ حضرت عمر نے جب حضرت علی سے ان کی بیٹی کا رشتہ مانگا تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا "ہر سبب اور نسب منقطع ہو جائے گا سوائے میرے سبب اور نسب کے" پس میں چاہتا ہوں کہ میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین سبب ہو۔' (مختصر کتاب الموافقہ تزویج علی ام کلثوم ابنتہ من عمر ص ۶۷ او اخذت من حاشیتہ اصدق التصدیق مترجم ص ۸۵ نور مسجد کراچی)

قیامت کے روز قائم رہنے والا رشتہ:۔

حدیث شریف کے الفاظ ملاحظہ ہوں "کل سبب و نسب منقطع یوم القیمه الا سببی و نسبی"

ترجمہ: ہر علاقہ اور رشتہ روز قیامت قطع ہو جائے گا مگر میرا علاقہ اور رشتہ

(المعجم الکبیرہ ۳/ ۴۵ رقم ۲۶۳۳ تا ۲۶۳۵ و ۱۱/ ۲۴۳ رقم ۱۱۶۲۱۔ فتاوی رضویہ شریف جدید ۲۳/ ۲۳۳)

(۲) حضرت عمر نے حضرت علی سے سیدہ ام کلثوم بنت فاطمہ کا رشتہ مانگا تو آپ نے فرمایا وہ چھوٹی ہے اگر آپ زندہ رہے تو وہ بڑی ہو جائے گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کے میرے ساتھ دو اور امیر (وارث) بھی ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جواب کا انتظار فرمانے لگے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا حسن اور حسین کو بلاؤ اور وہ دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے اللہ تعالی کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا حضرت عمر نے تمہاری بہن کا رشتہ مانگا ہے اور میں نے انہیں کہا

ہے کہ اس کے دو بھائی بھی ہیں اور میں ان کے مشورے کے بغیر اس کی شادی کرنا اچھا نہیں سمجھتا تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ خاموش رہے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کلام کیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی پھر عرض کی۔ ابا جان! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں آپ حضرت عمر کے بعد اور کس کا ارادہ کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال باکمال اس حال میں ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے راضی تھے پھر آپ خلافت کے والی ہوئے اور اس میں عدل کیا۔ یہ جواب سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹا! آپ نے سچ کہا، لیکن میں نے اسے ناپسند جانا تھا۔ کہ میں تمہاری بہن کی شادی کے معاملے کو تم سے الگ رکھوں، ام کلثوم کو بلاؤ! سیدہ کو بلایا گیا، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹی! میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا تو انہوں نے مجھ سے کچھ مانگا تھا، لہذا تو ان کی طرف جا، اور جا کر سلام پیش کرنا اور کہنا کہ مجھے میرے والد نے بھیجا ہے اور سلام کہلایا ہے اور کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی حاجت پوری کر دی ہے پھر جب سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہو کر آئیں اور معاملہ سمجھ گئیں۔ اس پر کچھ اعتراض کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، بیٹی! حضرت عمر تیرے زیادہ حقدار ہیں۔ سیدہ نے عرض کیا، ابا جان! کیا میرے معاملے میں مجھ سے مشورہ نہیں کیا جائے گا، آپ نے فرمایا کیوں نہیں، اگر تو بڑی ہوتی تو میں ضرور تجھ سے مشورہ کرتا لیکن تو چھوٹی ہے اس لیے اب یہ معاملہ میرے ہاتھ میں ہے۔

(۳) مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے چالیس ہزار درہم کے عوض نکاح فرمایا، (مختصر کتاب الموافقۃ بین اهل البیت والصحابۃ تزویج علی ام کلثوم ابنۃ من

عمر ص ۱۶۸،۱۶۹،۱۷۰۔ واخذت من حاشیۃ اصدق التصدیق مترجم جمعیت اشاعت اھلسنت پاکستان نور مسجد کراچی)

خلفاء اربعہ کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریبی رشتہ داری:

۱۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اھلیہ محترمہ ہیں اور ام المؤمنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پیاری بیٹی ہیں۔

۲۔ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ محترمہ ہیں اور ام المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم کی پیاری بیٹی ہیں۔

۳۔ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یکے بعد دیگرے دو پیاری بیٹیاں ہیں (۱) سیدہ رقیہ (۲) سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما

۴۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹی حضرت خاتون جنت بی بی فاطمہ ہیں۔

۵۔ حضرت خاتون جنت بی بی فاطمہ کی ایک بیٹی حضرت بی بی ام کلثوم امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نکاح میں ہیں۔

۶۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی سیدہ امامہ جو کہ بیٹی ہیں سیدہ بی بی زینب رضی اللہ عنہا کی آپ سے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے، حضرت بی بی فاطمہ کے وصال مبارک کے بعد نکاح فرمایا جن سے ''محمد اوسط'' کی ولادت ہوئی۔

اب اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری برکاتی علیہ الرحمۃ کے اس شعر کو پڑھیے۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

حضرت سیدنا امام حسن پانچویں خلیفہ نواسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:۔

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اور نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ''کنیت ابو محمد'' تھی، رمضان المبارک کی ۱۵ تاریخ ۳ ھ میں پیدا ہوئے اور بعمر ۴۷ سال (۴۹/۵۰/۵۱ ھ) وصال فرمایا، اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے شکل وشباہت، چال ڈھال رنگ وروپ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھے بڑے عابد و زاہد تھے، ۲۵ حج پیدل ادا کیے بہت ہی سخی، حلیم، ذی وقار، صاحب حشمت تھے، زندگی بھر فحش کلمہ زبان سے نہیں نکالا، اپنے والد کی شہادت کے بعد چھ یا پھر سات ماہ مسند خلافت پر متمکن رہے، جب اہل کوفہ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلی تو جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی شکل پیدا ہوگئی۔ آپ نے مسلمانوں کی باہم لڑائی و خونریزی کو پسند نہ کیا اور چند شرائط کے ساتھ خلافت جناب امیر معاویہ کے سپرد کردی۔ اور صلح ہوگئی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشن گوئی پوری ہوئی جس میں آپ نے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ میرا بیٹا حسن مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

(مشکوۃ ۲/۴۳۷ مناقب اہل بیت فصل اول رقم ۶۱۴۴ دار الکتب العلمیہ بیروت)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کے ہاتھ پر اہل کوفہ نے بیعت کی تھی جن کی تعداد چالیس ہزار تھی، آپ سے تیرہ (۱۳) احادیث مروی ہیں۔

بوقت سجدہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ مبارک پر بیٹھ جاتے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک سر اقدس نہیں اٹھاتے جب تک جناب حسن اتر نہ جاتے۔ آپ کو زہر دیا گیا۔ اور اسی کے اثر سے آپ شہید ہوئے۔ (فیوض الباری شرح بخاری ج ۳ ص ۸۴ کتاب الزکوۃ

للمفتی سید محمود رضوی علیہ الرحمۃ مطبوعہ ابو البرکات اکیڈمی لاہور)

امام حسن مجتبیٰ کی شان:۔

﴿۱﴾ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضرت حسن ابن علی آپ کے کندھے پر تھے اور آپ دعا فرما رہے تھے "اللھم انی احبہ فاحبہ" اے اللہ میں حسن سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما۔ (بخاری رقم ۳۷۴۹۔ مسلم رقم ۵۹' ۲۴۲۲۔ مشکوۃ ۲/ ۳۶ ۴۳ مناقب اھل بیت فصل اول رقم ۶۱۴۲)

یعنی اے اللہ جس درجہ کی میں سید حسن سے محبت کرتا ہوں تو بھی اسی درجہ کی فرما، یعنی بہت زیادہ، ورنہ امام حسن تو پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے محبوب تھے۔ (مراۃ ۸/۴۰۳)

﴿۲﴾ حدیث پاک:۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دن کے ایک حصہ میں نکلا حتی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر تشریف لائے تو فرمایا کہ کیا یہاں بچہ ہے، کیا یہاں بچہ ہے اتنے میں جناب حسن دوڑتے ہوئے آگئے یہاں تک کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب حسن ایک دوسرے کے گلے لگ گئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللھم انی احبہ فاحبہ واحب من یحبہ" اے اللہ میں سید حسن سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما اور جو (میرے بیٹے) حسن سے محبت کرے تو اس سے بھی محبت فرما۔ (مشکوۃ ۲/ ۴۳۷ مناقب اھل بیت فصل اول رقم ۶۱۴۳)

توجہ رہے امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما سے سچی محبت چاہیے نہ کہ محض دعویٰ بعض جاہل لوگ اولیاء کرام کے مزارات کے اردگرد بیٹھ کر خوب بھنگ، چرس پیتے ہیں،

وہاں بیٹھ کر تاش وغیرہ کھیلتے ہیں ماتم کرتے ہیں اپنے نشے میں دھت رہتے ہیں اور بہت سارے خلاف شرع کاموں کا ارتکاب کرتے ہیں نماز، روزے سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ایسے لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کے سخت مجرم ہیں مزارات میں جلوہ فرما اولیاء کرام ان کی خلاف شرع حرکتوں سے سخت بیزار ہیں اور یہ لوگ مزارات کے تقدس کو پامال کرتے ہیں اللہ تعالی ہدایت دے۔

میرا بیٹا سردار ہے مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کروائے گا:۔

﴿۳﴾ مشہور صحابی رسول حضرت ابو بکرہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا اور جناب حسن ابن علی آپ کے پہلو میں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی لوگوں پر توجہ فرماتے اور کبھی جناب حسن پر اور فرماتے ''ان ابنی هذا سید ولعل الله ان یصلح به بین فئتین عظیمتین من المسلمین'' میرا یہ بیٹا سید ہے شاید کہ اللہ تعالی اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرادے۔

بخاری 641/1 کتاب الْمَنَاقِبُ باب عَلَامَاتِ النُّبُوة فِی الْاِسلام حدیث نمبر 3629.

بخاری 475/1 کتاب الصُّلحُ باب قَوْلِ النَّبِیّ للحسنِ بْنِ عَلِیّ .... حدیث نمبر 2704.

بخاری 662/1 کتاب فَضَائِلِ الصَّحَابَة باب مَنَاقِبِ الْحسنِ وَالْحُسین نمبر 3746.

بخاری 2/ 596 کتاب الْفِتَنِ باب قَوْلُ النَّبِیّ صلی اللہ علیہ وسلم للحسن بن علی حدیث نمبر 7109.

ترمذی 697/2 کتاب فَضَائِلِ الصحابة باب مَنَاقِبُ الْحسن وَالْحُسین نمبر 3746.

ابو داود 2 /296 کتابُ السنه باب مَا یدلُ علی ترکِ الْکَلامِ فِی الْفِتْنَه نمبر 4662.

سنن نسائی 208/1 کتابُ الْجمه باب مُخَاطَبَةُ الْاِمَامِ رَعِیَّتَهٗ وَهُوَ عَلَی الْمِنبرِ نمبر 1409.

مشکوۃ ۲/ ۲۳۷ مناقب اهل بیت رقم ۶۱۴۴ دار الکتب العلمیه بیروت.

مسند امام احمد بن حنبل 20408. المستدرک للحاکم 4808. 4809. السنن الکُبریٰ للنسائی 1718. السنن الکُبری للبیهقی 13167. المعجم الکبیر للطبرانی 2592, 766.

المعجم الاوسط للطبرانی 1531. مسند حمیدی 793.

اس فرمان عالی میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اور امام حسن کی خلافت کے زمانہ میں پیش آیا کہ آپ کے ہاتھ پر چالیس ہزار آدمیوں نے موت پر بیعت کر لی تھی۔ قلت اور ڈر سے آپ پاک تھے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ کی تیاری تھی کہ آپ نے حضرت امیر معاویہ کے حق میں سلطنت سے دست برداری کر لی، آپ کے بعض ساتھیوں پر یہ بات بہت گراں گزری حتی کہ کسی نے آپ سے کہا "اے مسلمانوں کی عار" آپ نے فرمایا "عار نار سے بہتر ہے" صرف اس خیال سے آپ نے یہ کام کیا کہ نانا جان کی امت میں قتل وخون نہ ہو۔ (مرقات ۱۱/۳۷۹)

حدیث پاک سے حاصل ہونے والے مسائل:۔

حدیث پاک میں ان دونوں جماعتوں کو مسلمان فرمانے میں بتایا گیا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور امام حسن رضی اللہ عنہ دونوں اور ان دونوں کی جماعتیں مسلمان ہوں گی، بغاوت اسلام سے نہیں نکال دیتی۔ اسی لیے فقہاء فرماتے ہیں کہ (۱) باغی کی گواہی قبول ہے، (۲) باغی کی طرف سے قضا قبول کرنا جائز ہے، (۳) ان کے قاضی کے فیصلے نافذ ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب بخشا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے واقعے کی خبر اس وضاحت سے دی یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس صلح سے راضی اور خوش ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ امام حسن کی یہ دست برداری صحیح ہے جب دست برداری درست ہے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سلطنت بھی درست ہے مذہب اہلسنت یہ ہے کہ اول امیر معاویہ رضی اللہ عنہ باغی تھے امام حسن رضی اللہ عنہ کی اس دست برداری کے بعد آپ پہلے سلطان المسلمین ہوئے

خلافت راشدہ امام حسن رضی اللہ عنہ پر ختم ہوگئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق توریت اور انجیل میں خبر دی گئی تھی کہ "ان کا ملک شام میں ہوگا۔" یہ وہ ہی، ملک ہے ملک شام جہاں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سلطان ہیں"

واقعہ صلح:۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے پاس سادہ کاغذ بھیجا اور فرمایا کہ آپ جو شرائط صلح چاہیں لکھ دیں مجھے منظور ہے۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ اتنا روپیہ سالانہ بطور وظیفہ ہم کو دیا جایا کرے اور آپ کے بعد پھر خلیفہ ہم ہوں گے۔ حضرت امیر معاویہ نے کہا منظور ہے" چنانچہ آپ سالانہ وظیفہ دیتے رہے اس کے علاوہ اکثر عطیہ نذرانے پیش کرتے رہے ایک بار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "آج میں آپ کو وہ نذرانہ دیتا ہوں جو کبھی کسی نے کسی کو نہیں دیا ہو، چنانچہ آپ نے چالیس کروڑ روپے نذرانہ دیا"۔ (مرقات شرح مشکوۃ ۱۱/۳۸۰، مراۃ شرح مشکوۃ ۸/۴۰۵)

حضرت امیر معاویہ کی امام حسنِ مجتبیٰ سے محبت:۔

(۱) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و دیکھا کہ آپ حسن کے لب اور زبان چوستے ہیں جو لب اور زبان حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چوسے ہوں اس سے دوزخ کی آگ دور رہے گی۔" (مرقات شرح مشکوۃ ۱۱/۳۸۰، اخرجہ احمد)

(۲) جب امام حسن جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آتے تو جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کو اپنی جگہ پر بٹھاتے اور خود سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوجاتے۔ "کسی نے پوچھا آپ ایسا کیوں کرتے ہیں فرمایا" امام حسن ہم شکل

مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ میں اس مشابہت کا احترام کرتا ہوں (مراۃ شرح مشکوۃ ۸/۴۰۵ مکتبہ اسلامیہ لاہور)

خلافت راشدہ اور پہلے بادشاہ:۔

منہاج نبوت پر خلافت حقہ راشدہ تیس سال رہی کہ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے چھ مہینے پر ختم ہوگئی پھر امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ ہوئی اور آخر زمانہ میں حضرت سیدنا امام مہدی ہوں گے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اول ملوک اسلام ہیں۔ اسی کی طرف تورات مقدس میں ارشاد ہے "مولده بمكة و هجرته بطيبة و ملكه بالشام" (مشکوۃ ۲/ ۳۵۸ کتاب الفضائل فصل ثانی رقم الحدیث ۵۷۱۷ دار الکتب العلمیہ بیروت)

وہ نبی آخر الزماں ﷺ مکہ میں پیدا ہوگا اور مدینہ میں ہجرت فرمائے گا اس کی سلطنت شام میں ہوگی۔

تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے مگر کس کی؟ محمد رسول اللہ ﷺ کی سلطنت ہے سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک فوج جرار جاں نثار کے ساتھ عین میدان میں بالقصد و بالاختیار ہتھیار رکھ دیے اور خلافت امیر معاویہ کو سپرد کردی۔ اور ان کے ہاتھ پر بیعت فرمالی اور اس صلح کو حضور اقدس ﷺ نے پسند فرمایا اور اس کی بشارت دی کہ امام حسن کی نسبت فرمایا "ان ابني هذا سيد لعل الله ان يصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين" میرا یہ بیٹا سید ہے میں امید فرماتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کے باعث دو بڑے گروہ اسلام میں صلح کرا دے۔

بخاری 641/1 كتاب الْمَنَاقِبُ باب عَلَامَاتِ النُّبوة فِي الْإِسلام حديث نمبر 3629 .

بخاری 475/1 كتابُ الصُّلحُ باب قَوْلِ النبيِّ للحسنِ بْنِ عَلِيٍّ ... حديث نمبر 2704.

بخاری 662/1 كتاب فَضَائِلِ الصَّحابَةِ باب مَنَاقِبِ الْحسنِ وَالْحُسين نمبر 3746.

بخاری 2/ 596 کتاب الْفِتَنِ باب قَوْل النَّبِیِّ ﷺ للحسن بن علی حدیث نمبر 7109.

ترمذی 2/697 کتاب فَضَائِلِ الصحابة باب مَنَاقِبُ الْحسن و الْحُسین نمبر 3746.

ابو داود 2/296 کتابُ السنه باب مَا یدلُ علی ترکِ الْکَلام فِی الْفِتَنَه نمبر 4662.

سنن نسائی 1/208 کتاب الْجمه باب مُخَاطَبَةُ الْإِمَامِ رَعِیَّتَهٗ وَهُوَ عَلَی الْمِنبرِ نمبر 1409.

مشکوۃ ۲/۴۳۷ مناقب اهل بیت رقم ۶۱۴۴ دار الکتب العلمیه بیروت. مسند امام احمد بن حبنل 20408. المستدرک للحاکم 4808، 4809. السنن الْکُبریٰ للنسائی 1718. السنن الکبری للبیهقی 13167. المعجم الکبیر للطبرانی 2592,766. المعجم الاوسط للطبرانی 1531. مسند حمیدی 793.

تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر فسق وغیرہ کا طعن کرنے والا حقیقۃً حضرت امام حسن مجتبیٰ بلکہ حضور سید عالم ﷺ بلکہ حضرت عزت جل وعلا پر طعن کرتا ہے“

(بہار شریعت حصہ اول امامت کا بیان، شرح العقائد النسفیہ مبحث یجب الکف عن الطعن فی الصحابہ ص ۱۶۲ قدیمی کتب خانہ کراچی، نبراس اختلاف معاویہ وعلی ص ۳۰۸ مکتبہ حقانیہ ملتان، تاریخ الخلفاء فصل فی مدۃ الخلافۃ فی الاسلام ص ۱۲ امیر محمد کتب خانہ کراچی ملاحظہ فرمائیں۔)

(۴) حدیث پاک:۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہما کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے کہا ”نعم المرکب رکبت یا غلام“ اے صاحبزادے تم بہت اچھی سواری پر سوار ہو۔ اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”ونعم الراکب ھو“ وہ سوار بھی تو اچھا ہے۔

(مشکوۃ ۲/۴۴۱ مناقب اھل بیت فصل ثانی رقم ۶۱۷۲۔ الترمذی رقم ۳۷۸۴)

یعنی اے دیکھنے والے تو نے یہ تو دیکھا کہ جناب حسن رضی اللہ عنہ کی سواری سید

الانبیاء ﷺ کا کاندھا مبارک ہے اور تم نے یہ نہ دیکھا کہ سوار کون ہے سوار سید الشھداء ہے۔ جو سید اولیاء علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کا لخت جگر ہے اور خاتون جنت فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا کا لعل ہے امام الانبیاء ﷺ کا نور نظر ہے۔

صدیق اکبر کی امام حسن سے محبت:۔

(۵) حضرت عقبہ بن حارث صحابی ہیں فتح مکہ کے دن ایمان لائے اور مکہ معظمہ میں رہتے تھے آپ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز ادا فرمائی پھر آپ باہر نکل کر چلے رہے تھے اور آپ کے ساتھ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ تو آپ نے جناب حسن کو دیکھا جو بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جناب حسن کو اپنے کندھے پر اٹھالیا اور فرمایا" بابی شبیہ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم لیس شبیھا بعلی وعلی یضحک "میرا باپ تم پر قربان تم نبی کریم ﷺ کے ہم شکل ہو علی کے ہم شکل نہیں" راوی فرماتے ہیں کہ حضرت علی مسکرا رہے تھی (مشکوۃ ۲/۴۴۲ مناقب اھل بیت فصل ثالث رقم ۶۱۷۸۔ بخاری رقم ۳۷۵۰)

یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امام حسن کو پیار اور محبت سے اپنے کندھے پر اٹھالیا اور فرمایا کہ تم پر میرے باپ قربان، الحدیث یہ ہے حضرت صدیق اکبر کی اہل بیت سے محبت۔ آپ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اے حسن تمہاری شکل حضور انور ﷺ سے ملتی جلتی ہے اپنے والد جناب علی شیر خدا سے نہیں ملتی جلتی، یعنی آپ کی شکل نمونہ ہے حضور ﷺ کی صورت مبارکہ کا۔ توجہ رہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے بالکل مشابہت مخلوق میں کسی کو نہیں ہوسکتی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سید عالم

صلی اللہ علیہ وسلم کو بے مثال بنایا ہے لہذا یہ حدیث حضرت علی کی اس روایت کے خلاف نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل نہ میں نے پہلے دیکھا نہ بعد میں۔ (مرقات شرح مشکوۃ ۱۱/۳۹۶ ملتان)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمتہ کیا خوب فرماتے ہیں:

؎ لم یات نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا

امام حسن اور حضرت اسامہ کا مقام:۔

(٦) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین ہیں حضور کے وصال مبارک کے وقت حضرت اسامہ کی عمر صرف دس سال تھی آپ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انھیں اور جناب حسن کو پکڑتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے تھے اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما، اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پکڑتے اور اپنی ران مبارک پر بٹھاتے اور جناب حسن ابن علی کو اپنی دوسری ران مبارک پر بٹھا لیتے پھر دونوں کو لپٹاتے پھر فرماتے: "اللھم ارحمھما فانی ارحمھما" اے اللہ! ان دونوں پر رحم فرما کہ میں ان پر رحم کرتا ہوں۔ (مشکوۃ ۲/۳۷ ۴ مناقب اہل بیت فصل اول رقم ۶۱۴۹۔ بخاری رقم ۳۷۳۵)

اللہ اکبر! یہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی انتہائی عظمت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی دعا مبارک میں اپنے نواسہ امام حسن کے ساتھ ملایا، اسی وجہ سے صاحب مشکوۃ اس حدیث کو اہل بیت کے فضائل میں لائے تاکہ معلوم ہو کہ حضرت اسامہ بن زید بھی اہل بیت اطہار سے ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں رہنے سہنے آنے جانے والے۔ سبحان اللہ! سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہ اور حضرت امام حسن کو اپنی

الگ الگ رانوں پر بٹھا کر دونوں کو اپنے سینے مبارک سے لگا لیتے تھے گویا تین برکت والے سینے ایک جگہ ہو جاتے۔ (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک (۲) سیدنا امام حسن کا سینہ مبارک (۳) سیدنا حضرت اسامہ بن زید کا سینہ مبارک

کچھ کشف المحجوب شریف سے:۔

مرکز تجلیات منبع فیوض و برکات حضور سیدنا الشیخ داتا گنج بخش علی بن عثمان ھجویری اپنی شہرہ آفاق مبارک کتاب کشف المحجوب شریف جس کے متعلق حضور سیدنا سلطان المشائخ نظام الحق والدین حضرت محبوب الٰہی دہلوی قدس سرہ العزیز متوفی ۷۲۵ھ کے ملفوظات ''دُرِ نظامی'' مرتبہ شیخ علی محمود جاندار میں ارشاد ہے:

'اگر کسے را پیرے نہ باشد چوں ایں کتاب را مطالعہ کند اورا پیدا شود من ایں کتاب را بہ تمام مطالعہ کردہ ام'

''یعنی جس کا کوئی مرشد نہ ہو اسے اس کتاب کے مطالعے کی برکت سے مرشد مل جائے گا میں نے اس مبارک کتاب کا مکمل مطالعہ کیا ہے''

(دیباچہ کشف المحجوب از حکیم محمد موسیٰ امرتسری ص ۳۵ مطبوعہ شمس وقمر لاہور)

اسی کشف المحجوب میں سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے حلم مبارک کے بارے میں لکھا ہے کہ:

امام حسن رضی اللہ عنہ کی سخاوت:۔

ایک بدوی صحرا سے آیا اور حضرت امام حسن کوفہ میں اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے'' اس بدوی نے آپ کو گالی دی اور آپ کے ماں باپ کو برا کہا، امام حسن اٹھے اور فرمایا، اے بدوی تو بھوکا ہے یا پیاسا؟ یا تجھے کوئی تکلیف ہے؟ اس نے

پھر آپ کو اور آپ کے ماں باپ کو برا بھلا کہا، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے ایک غلام کو حکم دیا اس پر غلام نے ایک تھیلی چاندی کے سکوں کی بدوی کے آگے ڈال دی، پھر آپ نے فرمایا ''مجبور ہوں اس سے زیادہ میرے گھر میں موجود نہیں ورنہ (مزید دینے سے) دریغ نہ کرتا'' جب بدوی نے یہ بات سنی تو پکار اٹھا ''میں گواہی دیتا ہوں کہ تو رسول اللہ ﷺ کا فرزند ہے۔ میں صرف آپ کے حلم طبع کا امتحان لے رہا تھا۔''

اس کے بعد داتا حضور گنج بخش فیض عالم فرماتے ہیں کہ ''یہ محقق اہل تصوف کی صفت ہے وہ خلقت کی مدح وذم سے متاثر نہیں ہوتے اور سخت کلامی ان کو متغیر نہیں کرتی'' (کشف المحجوب شریف مترجم ص ۱۳۷ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور واصلی فارسی قلمی نسخہ ص ۹۴ مطبوعہ لاہور اور یہ نادر نسخہ محترم بھائی علامہ ذوالقرنین صاحب کے پاس موجود ہے۔)

مرکز تجلیات منبع فیوض وبرکات حضور سیدنا الشیخ داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''کوئی شخص امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے دروازے پر گیا اور عرض گزار ہوا۔ اے فرزند رسول ﷺ میرے ذمے چار سو درھم چاندی قرض ہیں۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے اسی وقت چار سو درھم دینے کا حکم دیا اور خود روتے ہوئے گھر کے اندر چلے گئے۔ لوگوں نے پوچھا حضور آپ روتے کیوں ہیں؟ فرمایا اس لیے کہ میں نے اس شخص کا پہلے حال کیوں نہ دریافت کیا تاکہ اسے سوال کرنے کی ذلت برداشت نہ کرنا پڑتی'' (کشف المحجوب شریف ص ۱۳۹ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری فرماتے ہیں:

وہ حسن مجتبیٰ سید الاسخیا

راکب دوش عزت پہ لاکھوں سلام

امام حسن رضی اللہ عنہ کی تدفین:۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے گزارش کی تھی۔ کہ مجھے روضہ انور میں تدفین کی اجازت مرحمت ہو تو ام المؤمنین نے بلا تامل بطیب خاطر اجازت عطا فرمادی تھی لیکن گمان کرتا ہوں کہ کوئی مانع ضرور ہوگا اور آپ اس سے تکرار اور لڑائی جھگڑا نہ کرنا۔ اور مجھے میری والدہ ماجدہ بی بی فاطمہ خاتونِ جنت کے پاس بقیع میں دفن کر دینا چنانچہ آپ کا جنازہ مبارک روضہ مبارک کے پاس لے گئے جب یہ خبر مروان کو پہنچی تو وہ مانع ہوا اور کہنے لگا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وہاں دفن نہ ہوں۔ اور حسن دفن ہو جائیں امام حسین رضی اللہ عنہ اس پر لڑنے کے لیے تیار ہوگئے۔ اور مروان بھی تیار ہوگیا۔ مسلح لوگ آ گئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مروان کیسا ظالم شخص ہے کہ نواسہ رسول کو رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں دفن ہونے نہیں دیتا امام حسین رضی اللہ عنہ کو بھائی کی وصیت یاد دلائی۔ چنانچہ آخر کار امام حسن رضی اللہ عنہ کی بی بی فاطمہ خاتونِ جنت کے پہلو میں تدفین کی گئی۔

مروان بن حکم:۔

شارح بخاری نائب مفتی اعظم ہند مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ "مروان بن حکم" کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں 'اس کا باپ حکم بن ابی العاص بن امیہ' حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا چچا تھا، حکم نبی کریم ﷺ کے بدترین اعداء

(دشمنوں) میں سے ہے، فتح مکہ کے موقعہ پر اس نے کلمہ ضرور پڑھا اور پھر مدینہ طیبہ آیا، مگر اس کے دل سے حضور اقدس ﷺ کی عداوت (دشمنی) نہیں نکل سکی، یہ کبھی حجرہ مبارکہ میں جھانکتا۔ (بخاری ۲/۸۷۸ کتاب اللباس باب الترجل قدیمی کتب خانہ)

کبھی حضور نبی کریم ﷺ کی رفتار کی نقل کرتا، ایک بار نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھا تھا حضور ﷺ کے اثنائے تکلم میں ہکلانے لگا، حضور اقدس ﷺ کو جلال آ گیا اور فرمایا "ایسا ہی ہو جا" جس کے نتیجے میں وہ زندگی بھر ہکلاتا رہا، ان شرارتوں کی وجہ سے حضور اقدس ﷺ نے اسے طائف جلاوطن کر دیا تھا، مروان انتہائی کی ذہین فطین چالاک مکار، سیاست وتدبیر کا ماہر، جنگ وجدال میں یکتا تھا، واقعہ حرہ میں مسلم بن عقبہ اسی کی تدبیر کی بدولت اہل مدینہ پر غالب آیا، اس نے خفیہ کہلا دیا کہ تم مدینہ طیبہ کے مشرقی سمت اتر دو اور صبح ہی کو پوری قوت سے حملہ کر دو، سورج تمہاری پشت پر ہوگا اور اہلِ مدینہ کی آنکھوں کے مقابل، یہی وہ بدذات ہے جو حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کا باعث ہے، جو اسلام میں سینکڑوں قیامتوں کی بنیاد ہے، اسی بدباطن نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو تیر سے شہید کیا جب کہ یہ ان کے ساتھیوں میں شامل تھا، یہی وہ مبتدع (بدعتی) ہے جس نے عید کی نماز سے پہلے خطبے کی بدعت ایجاد کی، (بخاری ۱/۱۳۱ کتاب العیدین باب الخروج الی المصلی قدیمی کتب خانہ)

یہی مروان بن حکم ہر جمعہ کو منبر پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو برا کہتا تھا، اس پر امام حسن نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبان سے تیرے باپ حکم پر اس وقت لعنت کی جب تو اس کی صلب میں تھا" حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے مروان اور

تمام بنی امیہ کو مدینے سے نکال دیا تو مروان سب کو لے کر دمشق پہنچا' اور جب یزید کے بیٹے نے اپنے آپ کو امور سلطنت سے علیحدہ کر لیا تو اہل شام نے مروان کو تخت پر بٹھایا اس شرط کے ساتھ کہ تیرے بعد بادشاہ یزید کا دوسرا لڑکا ابو خالد ہوگا' مروان نے اپنی مکاری اور جنگجوئی سے مصر پر بھی قبضہ کر لیا' اور جب دیکھ لیا کہ اب شام اور مصر میرا مطیع ہو گیا ہے تو اس نے بجائے ابو خالد کے اپنے بیٹے عبدالملک کو ولی عہد بنا دیا' مروان نے ابو خالد کی ماں سے نکاح کر لیا تھا' اور طرح طرح ابو خالد کی تذلیل کیا کرتا تھا' ایک دن اس نے ابو خالد کو ''ابن الاست الرطبہ'' اے بھیگے چوتڑ والی عورت کے بیٹے! کہہ دیا 'ابو خالد نے اپنی ماں سے شکایت کی' اس کی ماں نے اس سے کہا'' دیکھو کسی سے مت کہنا'' مروان جب اندر آیا تو ابو خالد کی ماں سے پوچھا کہ ابو خالد نے کچھ کہا ہے؟ تو اس نے انکار کیا' رات جب مروان سو گیا تو ابو خالد کی ماں نے اس کی گردن پر تکیہ رکھ کر اپنی کنیزوں کی مدد سے اس کو گلا گھونٹ کر مار ڈالا' جب یہ مر گیا تو سب چیخنے چلانے لگیں کہ امیر المومنین اچانک مر گئے' تین رمضان ۶۵ ہجری میں یہ واقعہ ہوا' مروان کی بیعت بروز دوشنبہ نصف ذوقعدہ ۶۴ھ میں ہوئی تھی کل نو مہینے اٹھارہ دن اس کی بادشاہت رہی'' (نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری ۴/۳۰۰ مطبوعہ برکاتی پبلیشرز کراچی)

نواسہ رسول سیدنا امام حسین:۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کا نام مبارک ''حسین ابن علی ابن ابی طالب ابن عبد المطلب'' ہے۔ کنیت ''ابو عبد اللہ'' پانچ شعبان ۴ھ کو پیدا ہوئے اور جمعہ کے دن دس محرم الحرام ۶۱ھ کو کربلا میں شہید ہوئے۔ آپ کو ''سنان ابن انس نخعی'' نے شہید کیا یا ''شمر

ابن ذی الجوشن" نے۔ آپ کا سر مبارک خولی ابن یزید اصجی نے تن مبارک سے جدا کیا اور عبید اللہ ابن زیاد سے یہ شعر پڑھ کر انعام مانگا۔

١. وَقِر رکابی فضة و ذهبا............ انی قتلت الملک المحجبا

٢. قتلت خیر الناس اما و ابا............ وخیر هم اذ ینسبون نسبا

ترجمہ: (١) میری رکاب کو سونے اور چاندی سے بھر دے۔ بے شک میں نے قتل کیا بڑے شہزادے کو،

(٢) میں نے قتل کیا اس کو جو کہ ماں اور باپ کے اعتبار سے سب سے بہتر ہے۔ اور شرف نسب کے اعتبار سے سب لوگوں سے بہتر ہے۔

آپ کی معیت میں آپ کے خاندان کے ٢٣ افراد شہید ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک اٹھاون سال تھی۔ توجہ رہے ٦٧ ھ میں عاشوراء ہی کے دن عبید اللہ ابن زیاد کا قتل ہوا اور اس کو ابراہیم بن مالک الاشتر نخعی نے قتل کیا۔ اور اس کا سر مختار کے پاس بھیجا، پھر مختار نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا۔ اور حضرت عبد اللہ بن زبیر نے امام زین العابدین کے پاس بھیجا۔ (اکمال، حرف الحاء فصل فی الصحابة و مرقات شرح مشکوة ١١/ ٢٧٨)

توجہ رہے اسد الغابہ میں ہے کہ "حسن اور حسین" اھل جنت کے ناموں میں سے ہیں جو کہ زمانہ جاہلیت میں نہیں تھے۔ (اسد الغابہ الجزاء الثانی ص ٢٥ بیروت)

شانِ امام حسین میں 10 فرامین مصطفےٰ ﷺ:۔

١﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ جناب حسن ابن علی سے زیادہ کوئی بھی حضور نبی کریم ﷺ کے مشابہ نہ تھا۔ اور جناب حسین کے بارے میں

بھی فرمایا کہ ’’کان اشبھھم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل تھے۔ (مشکوۃ ۲/ ۴۳۷ مناقب اھل بیت فصل اول رقم ۶۱۴۶۔ بخاری رقم ۳۷۴۸۔ ترمذی رقم ۳۷۷۸)

یعنی سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل تھے سیدنا امام حسن نصف بالائی جسم میں جبکہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما نصف زیریں میں۔

ذاتِ حسن حسین ہے عین شبیہ مصطفیٰ

ذات ہے اک نبی کی ذات ہیں یہ اسی کے نام دو

۲ حضرت عبدالرحمن بن ابی النعم‘‘ تابعی ہیں بڑے ہی متقی، عالم، درویش اور صبر کرنے والے تھے۔ فقر و فاقہ پر قناعت کرنے والے تھے‘‘ ایک بار حجاج بن یوسف نے ان کو کسی اندھیری جگہ بند کر کے دروازے کو اینٹوں سے چن دیا، پندرہ دن بعد نکالنے کا حکم دیا۔ اور کہا اگر زندہ نکلیں تو انہیں قتل کر دینا وفات پا چکنے کی صورت میں دفن کر دینا۔ اللہ اکبر! جب دروازہ کھولا گیا تو دیکھا کہ حضرت عبدالرحمن ابن ابی النعم نماز پڑھنے میں مشغول ہیں اس پر حجاج بن یوسف نے آپ کو آزاد کر دیا۔ (اشعۃ اللمعات نوریہ رضویہ سکھر حصہ ۴ ص ۶۸۸) یہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو سنا جب آپ سے کسی شخص نے محرم کے متعلق پوچھا کہ آیا محرم مکھی مار سکتا ہے؟ (یا نہیں اور یہ پوچھنے والا کوئی عراقی حاجی تھا۔) اس پر حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ عراقی لوگ مجھ سے مکھی کے متعلق پوچھتے ہیں (کہ احرام کی حالت میں مکھی مار سکتے ہیں یا نہیں) اور یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹی بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے کو قتل کر چکے ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دونوں نواسوں) کے بارے میں فرمایا ہے کہ

"همار یحانی من الدنیا" وہ دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں۔

(مشکوۃ ۲/۴۳۷ مناقب اھل بیت فصل اول رقم ۶۱۴۵۔ بخاری ۳۷۵۳۔ ترمذی ۳۷۷۰)

یعنی یہ لوگ مکھی مارنے کے متعلق تو مسئلہ پوچھتے ہیں حالانکہ کربلا میں نواسہ رسول امام حسین رضی اللہ عنہ کو (بمع رفقاء) بڑی بے دردی سے شہید کر چکے ہیں وہاں تو نہیں پوچھا کہ آیا امام حسین رضی اللہ عنہ کا قتل جائز ہے یا نہیں؟

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پاک کا یہ مطلب ہے کہ پیارے نواسے امام حسن و امام حسین دنیا میں جنتی پھول ہیں جو اللہ نے مجھے عطا فرمائے ہیں ان کے جسم سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سونگھتے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرماتے "السلام علیک یا ابا ریحانین" اے دو پھولوں کے والد تم پر سلامتی ہو۔ اعلحضرت امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

(۳) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "الحسن و الحسین سید اشباب اھل الجنته" حسن اور حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔ (مشکوۃ ۲/۴۴۰ مناقب اھل بیت رقم ۶۱۶۳۔ ترمذی ۳۷۶۸۔ ابن ماجہ ۱۱۸)

یعنی جو لوگ جوانی میں وفات پائیں اور وہ ہوں جنتی۔ ان لوگوں کے حضرات حسنین کریمین سردار ہیں، ورنہ جنت میں تو سب ہی جوان ہوں گے لہٰذا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرات حسنین کریمین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا دوسرے نبیوں کے بھی

سردار ہوں گے۔ ''شباب'' جمع ''شاب'' کی بمعنی جوان، جوانی کی عمر اٹھارہ برس سے تیس سال تک ہے۔ (مراۃ شرح مشکوۃ ۸/۴۱۶ مکتبہ اسلامیہ لاہور) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے بھی یہ حدیث مروی ہے اور اس میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ ''اللھم انی احبھما فاحبھما'' یعنی اے اللہ میں ان دونوں صاحبزادوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما۔ (الطبرانی رواہ فی الکبیر ۳/۲۷۲)

۴ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اہل بیت میں آپ کو زیادہ پیارا کون ہے فرمایا حسن اور حسین اور حضور نبی کریم ﷺ بی بی فاطمہ سے فرماتے کہ ''ادعی لی ابنی فیشمھما و یضمھما الیہ'' میرے پاس میرے بچوں کو بلاؤ پھر حضور ان کو سونگھتے تھے اور اپنے سے لپٹاتے تھے۔ (مشکوۃ ۲/۴۴۰ مناقب اہل بیت فصل ثانی رقم ۶۱۶۷ ترمذی ۲/۷۷۳) امام ترمذی نے اس حدیث کو روایت فرمایا اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے محدث علی قاری حنفی فرماتے ہیں کہ ''وفی الذخائر حسن غریب'' یعنی ذخائر میں ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(مرقات شرح مشکوۃ ۱۱/۳۹۲ مکتبہ امدادیہ ملتان)

حضور نبی کریم ﷺ شہزادوں کو کیوں نہ سونگھتے وہ دونوں تو آپ کے پھول تھے اور پھولوں کو سونگھا ہی جاتا ہے شہزادوں کو کلیجے سے لگانا لپٹانا انتہائی محبت اور پیار کی بنا پر تھا۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ چھوٹے بچوں کو سونگھنا ان سے پیار کرنا انہیں اپنے آپ سے لپٹانا چمٹانا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

توجہ رہے محبت کی بہت سی قسمیں ہیں (۱) اولاد سے محبت اور قسم کی ہے (۲)

ازواج سے محبت اور قسم کی (۳) دوست واحباب سے محبت اور قسم کی)۔ حضور ﷺ کو اولاد میں حضرات حسنین کریمین بہت پیارے ہیں ازواج پاک میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا محبوبہ، محبوبِ رب العالمین ہیں اور دوست واحباب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بہت پیارے ہیں لہذا حدیثوں میں تعارض نہیں ہے۔ (مراۃ ۸/ ۴۱۸ مکتبہ اسلامیہ)

۵ حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں غزوہ خیبر، حنین، حدیبیہ اور طائف میں شریک رہے آخر میں بصرہ میں قیام فرمایا آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب حسینا حسین سبط من الاسباط'' حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں اللہ تعالی اس سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرے حسین اسباط میں سے ایک سبط ہیں۔

(مشکوۃ ۲/ ۴۴۰ مناقب اهل بیت فصل ثانی رقم ۶۱۶۹۔ ابن ماجہ ۱۴۴۔ ترمذی ۳۷۷۵)

یعنی میں اور حسین گویا ایک ہی ہیں ہم دونوں سے محبت ہر مسلمان کو چاہیے مجھ سے محبت حسین سے محبت ہے اور حسین سے محبت مجھ سے محبت ہے چونکہ آئندہ واقعات سرکار دو عالم ﷺ کے پیش نظر تھے اس لیے اس قسم کے ارشادات سمجھائے۔

امام احمد اور ابن عساکر نے مقدام بن معدی کرب سے مرفوعا روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' الحسن منی والحسین من علی' حسن مجھ سے ہیں اور حسین علی سے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بڑا بیٹا دادا نانا کا ہوتا ہے۔ اور چھوٹا بیٹا باپ کا یہ تقسیم اظہار کرم کے لیے ہے۔ (مرقات شرح مشکوۃ ۱۱/ ۳۹۳، مراۃ شرح مشکوۃ ۸/ ۴۱۹)

''سبط'' وہ درخت ہے جس کی جڑ ایک ہو اور شاخیں بہت یعنی جیسے حضرت

یعقوب علیہ السلام کے بیٹے ''اسباط'' کہلاتے تھے کہ ان سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسل شریف بہت چلی اللہ تعالی فرماتا ہے''

وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَیْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا'' (پ9 اعراف 160)

ترجمہ: ''اور ہم نے انہیں بانٹ دیا بارہ قبیلے گروہ گروہ''

ایسے ہی میرے حسین سے میری نسل چلے گی اور ان کی اولاد سے مشرق و مغرب بھر جائیں گے آج دیکھ لو سادات کرام مشرق و مغرب میں ہیں اور یہ بھی دیکھ لو کہ حسنی سیدوں کی بہ نسبت حسینی سید بہت زیادہ ہیں اس فرمان عالی کا ظہور ہے۔

(مراۃ شرح مشکوۃ ۸/۴۱۹ مکتبہ اسلامیہ لاہور)

۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن رسول اللہ ﷺ کو دوپہر کے وقت خواب میں دیکھا پراگندہ بال گرد آلود اور آپ کے ہاتھ مبارک میں ایک شیشی تھی جس میں خون تھا میں عرض گزار ہوا میرے ماں باپ قربان ہوں حضور پر یہ کیا ہے؟ فرمایا ''ھذا دم الحسین و اصحابه ولم ازل التقطه منذ الیوم'' یہ حسین اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے۔ آج میں اس خون کو اٹھاتا رہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں وہ وقت خیال میں رکھنے لگا تو میں نے وہ وقت (امام حسین رضی اللہ عنہ) کے قتل کا پایا۔ (مشکوۃ ۲/۴۴۳ مناقب اہل بیت فصل ثالث رقم ۶۱۸۱)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس (حدیث) سے چند مسئلے معلوم ہوئے (۱) ایک یہ کہ بعد وفات بھی حضور نبی کریم ﷺ دین اور دنیا کے واقعات کی خبر ہے کہ کہاں کیا ہو رہا ہے (۲) دوسرے یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ جہاں

بھر کی سیر فرما سکتے ہیں کربلا عراق میں ہے۔ "مدینہ منورہ حجاز" میں مگر مدینے والے محبوب اس موقع پر وہاں تشریف لے گئے۔ (۳) تیسرے یہ کہ حضور انور ﷺ کو کسی جگہ جانے آنے میں قطعاً دیر نہیں لگتی "دیکھو وہاں (کربلا) میں حضرت امام حسین شہید ہو رہے ہیں! یہاں سے حضور ﷺ آن کی آن میں تشریف لے بھی گئے۔ آ بھی گئے۔"

"اور حضرت ابن عباس کو خبر بھی دے دی۔" (۴) چوتھے یہ کہ حضور ﷺ اپنی امت کے اعمال" ان کے تحفے ہدیئے ہاتھ شریف میں لے سکتے ہیں۔ انہیں قبول کر سکتے ہیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کی جو اعلیٰ درجہ کی عبادت رب کی بارگاہ میں تحفہ تھا دیکھو حضور انور ﷺ کے دست اقدس میں ہے۔ (۵) پانچویں یہ کہ حضور ﷺ جہاں بھی تشریف لے جائیں مدینہ منورہ آپ سے خالی نہیں ہوتا۔ اس لیے ہر وقت آپ پر "سلام" زائرین عرض کرتے ہیں" جیسے ہمارا نور نظر جب آسمان کی سیر کر رہا ہوتا ہے۔ تب آنکھ اس سے خالی نہیں ہو جاتی۔ ورنہ اندھی ہو جاتی۔ (مراۃ شرح مشکوۃ ۸/۴۲۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ میری اس خواب اور امام حسین کے قتل کا وقت بالکل ایک تھا پل بھر کا فرق نہ تھا۔ نبی کی رفتار کا یہ عالم ہے معراج کی رات نبیوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز بیت المقدس میں پڑھی۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ برق رفتار براق پر آسمانوں پر تشریف لے گئے تو انبیاء کرام کو وہاں موجود پایا۔ یہاں سے نبیوں نے حضور ﷺ کو وداع کیا آسمانوں پر استقبال کیا۔ (المرجع السابق)

۷ ❁ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "من احبنی فلیحب ھذین" جو مجھ سے محبت کرے وہ حسن اور حسین سے محبت

کرے۔ (اطراف الحدیث ۸/۳۳۳، دارالفکر بیروت کنز:۱۴۲۹۲)

۸ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللھم انی احبھما فاحبھما و ابغض من ابغضھما" اے اللہ میں حسن اور حسین سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما اور جو حسن اور حسین سے بغض رکھے اس کو تو ناپسند فرما اس کے بغض کا بدلہ دے۔ (رواہ الطبرانی ۲۶۵۱)

۹ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عبیداللہ ابن زیاد کے پاس حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک لایا گیا تو طشت میں رکھا گیا اور وہ ٹھونکنے لگا (یعنی ایک چھڑی سے جو اس کے ہاتھ میں تھی اس سے امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک، دانت مبارک اور ناک مبارک میں ٹھونکیں لگانے لگا، کچھ سوچتے ہوئے یہ حرکت کر رہا تھا۔) اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے حسن کے متعلق کچھ کہا (بطور تمسخر) حضرت انس فرماتے ہیں کہ اس پر میں نے کہا "واللہ انہ کان اشبھھم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" اللہ کی قسم یہ سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل تھے (یعنی امام حسین واقعی بہت ہی حسین اور خوبصورت تھے تم کو ان کے مقابلے میں شرم کرنی چاہیے تھی۔ امام حسین رضی اللہ عنہ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل تھے اے بد بخت تو نے کس چاند کی صورت کو خاک میں سلا دیا۔) اور امام حسین وسمہ کا خضاب لگائے ہوئے تھے۔ (بخاری رقم ۳۷۴۸)

اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ میں ابن زیاد کے پاس تھا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک لایا گیا۔ تو ابن زیاد آپ کی ناک مبارک میں چھڑی مارنے لگا اور کہنے لگا کہ میں نے اس جیسا حسین نہ دیکھا اس پر میں نے کہا "انہ کان اشبھھم

بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم " بے شک امام حسین سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل تھے" امام ترمذی نے اس حدیث کے متعلق فرمایا کہ یہ حدیث صحیح، حسن، غریب ہے

(مشکوۃ ۲/۴۴۲ مناقب اہل بیت فصل ثالث رقم ۱۶۷۹۔ ترمذی ۳۷۷۸)

۱۰۔ طبرانی شریف کی روایت میں ہے کہ "ابن زیاد نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ مبارک اور ناک مبارک میں چھڑی لگائی تو میں نے کہا کہ "ارفع قضیبک فقد رائیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (قبلہ) فی موضعہ" اپنی چھڑی ہٹا لے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ان مقامات کو بوسہ دیتے تھے جہاں تو چھڑی لگا رہا ہے۔ اور بزار کی روایت میں ہے کہ میں نے ابن زیاد کو کہا "انی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یشم حیث یقع قضیبک" میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مقامات کو سونگھتے دیکھا ہے جہاں تو چھڑی لگا رہا ہے اس پر وہ باز آیا۔ (مرقات شرح مشکوۃ ۱۱/۳۹۷)"

امام حسین رضی اللہ عنہ کی سخاوت:۔

مرکز تجلیات منبع فیوض و برکات حضور سیدنا الشیخ داتا گنج بخش علی بن عثمان ھجویری فرماتے ہیں کہ "ایک دن کوئی شخص حضرت امام حسین کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ "میں درویش ہوں میرے اہل و عیال ہیں" "آج رات کے لیے کھانا چاہتا ہوں" آپ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ میرا رزق آ رہا ہے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے پانچ تھیلیاں آئیں۔

ہر تھیلی میں ہزار دینار تھے لانے والے نے عرض کیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے معذرت کی ہے اور کہا ہے کہ "ابھی یہ اپنے خدمت گزاروں پر خرچ کریں۔ اور

انتظام کیا جا رہا ہے"۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے پانچوں تھیلیاں سائل (مانگنے والے) کو دے دیں اور فرمایا "تمہیں بہت زحمت ہوئی بہت انتظار کرنا پڑا ابھی کچھ پیش کر سکتے ہیں اگر ہمیں معلوم ہوتا تو اس قدر انتظار کی تکلیف نہ دیتے، (۱) کیا کریں ہم مبتلائے بلا ہیں (۲) دنیا کی راحتوں کو ترک کر چکے ہیں۔ (۳) اپنے مقاصد کو کھو چکے ہیں (۴) اور زندگی اوروں کی خاطر بسر کرنی چاہیے۔ (کشف المحجوب شریف مترجم ص ۱۳۸ ضیاء القرآن پبلی کیشنز،، اور اصلی قلمی نسخہ ص ۹۵ کشف المحجوب مطبوعہ لاہور)"۔

ابن زیاد کے منہ اور ناک میں سانپ:۔

ذخائر میں بروایت عمارہ ابن عمیر ہے کہ جب ابن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے کٹے ہوئے سر لائے گئے اور یہ سب ایک طشت میں تھے کہ شور مچا وہ، آیا وہ آیا، "فاذا حیة قد جاء ت تتخلل الرؤس حتی دخلت فی منخر عبیداللہ بن زیاد فمکثت هنیهة ثم خرجت فذهبت حتی تغیب" تو اچانک ایک سانپ آیا جو ابن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سروں میں پھرا حتی کہ ابن زیاد کے ناک میں داخل ہو گیا۔ وہ سانپ تھوڑی دیر رکا، پھر نکلا اور چلا گیا، یہاں تک کہ غائب ہو گیا، اس کے بعد پھر لوگوں نے کہا کہ سانپ آیا اور سانپ نے وہی عمل دو یا تین مرتبہ کیا۔ (مرقات شرح مشکوۃ ۱۱/ ۳۹۷)

اہم نصیحت:۔

اس رسالے کو پڑھنے والے پیارے بھائیوں اور بہنوں، پیارے پیارے بچو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اللہ تعالی نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گستاخی کرنے والوں کو

دنیا میں ہی کیا سزا دی اور ابھی آخرت کی سزا تو باقی ہے ہم سب پر لازم ہے کہ جو لوگ انبیاء کرام اور اولیاء کرام کی گستاخیاں کرتے ہیں ان سے دور رہیں اسی طرح جو لوگ ''یزید پلید'' کی حمایت کرتے ہیں ایسے لوگوں سے بھی بچیں مثلاً ٹی وی پر ذاکر نائک آ کر یزید پلید کی حمایت کرتا ہے لہذا اس سے بچیں اسی طرح اور بہت سارے لوگ اللہ کے پیاروں کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں ایسے لوگوں کے چہرے پر کوئی رونق نہیں ہوتی۔ مرنے کے بعد ان کی قبروں پر کوئی نہیں جاتا۔ عام طور پر ان کی گردنیں موٹی اور سر منڈے ہوئے ہوتے ہیں ان سے بچنا لازم ہے اور ہم پر لازم ہے کہ ہم داتا گنج بخش علی ہجویری، حضور غوث پاک قطب ربانی محبوب سبحانی، خواجہ خواجگان خواجہ غریب نواز شیخ الاسلام گنجِ شکر بابا فرید الدین، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری جیسے بزرگوں سے محبت کریں۔ ان کی تعلیمات پر عمل کریں۔ ان کی کتابوں کو پڑھیں۔

ولادت باسعادت کے ساتھ ہی شہادت کی خبریں:۔

حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہیں اور اُم المؤمنین حضرت میمونہ کی بہن ہیں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد پہلے آپ ہی ایمان لائیں آپ کا نام لبابہ عامریہ ہے۔ (مرقات ۱۱/۳۹۷ ملتان)

فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آج رات ایک خطرناک خواب دیکھا ہے حضور نے پوچھا کیا ہے؟ اس پر عرض کیا حضور بہت خطرناک ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہے؟ عرض کیا ''رایت کان قطعة من جسدک قطعت ووضعت فی حجری'

حضور میں نے دیکھا جیسے کہ آپ کے جسم کا ٹکڑا کٹا ہے اور میری گود میں رکھا گیا ہے ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''رأیت خیر اتلد فاطمه ان شاء الله غلامایکون فی حجرک ''تم نے اچھا خواب دیکھا ہے ان شاء اللہ فاطمہ بی بی کے بیٹے کی ولادت ہوگی اور وہ تمہاری گود میں رہے گا۔ چنانچہ بی بی فاطمہ کے ہاں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی ۔ اور وہ میری گود میں رہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہوئی اور صاجزادہ حسین کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گود مبارک میں دیا۔ پھر میرا دھیان بٹ گیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا، یا نبی اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں یہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے تھے تو انہوں نے مجھے خبر دی کہ "ان امتی ستقتل ابنی هذا فقلت هذا قال نعم و اتانی من تربته حمراء '' میری امت میرے اس فرزند کو قتل کرے گی۔ اس پر میں نے کہا، اس کو؟ فرمایا ہاں۔ اور وہ میرے پاس وہاں کی سرخ مٹی میں سے کچھ مٹی لائے۔ (مشکوۃ ۲/۴۴۲ مناقب اهل بیت فصل ثالث رقم ۶۱۸۰)

توجہ رہے کربلا معلیٰ کی مٹی سرخ نہ تھی اور نہ اب سرخ قتل امام حسین رضی اللہ عنہ کے وقت یا تو ساری مٹی سرخ ہوگئی تھی یا خاص وہ مٹی جس پر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خون مبارک گرا، وہ ہی مٹی لاکر دکھائی گئی۔ مقبولین آئندہ کے واقعات کو دیکھ اور سن لیتے ہیں ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات جنت میں اپنے آگے حضرت بلال کے قدم کی آہٹ سنی حالانکہ یہ واقعہ قیامت کے بعد ہوگا، کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ہٹو بچو کرتے جنت میں جائیں گے۔ (مراۃ شرح مشکوۃ ۸/۴۲۸)

حدیث پاک سے حاصل ہونے والا مسئلہ :۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ''امتی'' سے یہ پتہ چلا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے لوگ کلمہ گو ہوں گے اپنے آپ کو مسلمان کہیں گے عیسائی یا یہودی یا مشرکین نہ ہوں گے۔ خیال رہے امام حسین کا قتل گناہ کبیرہ تو یقیناً ہے مگر جن لوگوں نے اس فعل کو حلال سمجھ کر کیا، یا امام حسین رضی اللہ عنہ سے ذاتی عداوت کی بناء پر وہ کافر ہو گئے ۔اور جنہوں نے دنیاوی لالچ میں یہ حرکت کی وہ بدترین فاسق ہیں۔ نبی کا قتل کفر ہے جبکہ غیر نبی کا قتل مطلقاً کفر نہیں یوں ہی جس نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زہر دیا وہ بھی بدترین فاسق ہے اسے کافر نہیں کہا جا سکتا۔ (مراۃ شرح مشکوۃ ۸/۴۲۸ مکتبہ اسلامیہ لاہور)

یزید پلید کا فتنہ وفساد اور اس کا شرعی حکم :۔

اعلحضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمۃ فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''شک نہیں کہ یزید نے والی ملک ہو کر زمین میں فساد پھیلایا (۱) حرمین طیبین (۲) وخود کعبہ معظمہ (۳) وروضہ طیبہ کی سخت بے حرمتیاں کیں (۴) مسجد کریم میں گھوڑے باندھے (۵) ان کی لید اور پیشاب منبر اطہر پر پڑے (۶) تین دن مسجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم بے اذان ونماز رہی (۷) مکہ ومدینہ حجاز میں ہزاروں صحابہ وتابعین بے گناہ شہید کئے (۸) کعبہ معظمہ پر پتھر پھینکے (۹) غلاف شریف پھاڑا اور جلایا (۱۰) مدینہ طیبہ کی پاکدامن پارسائیں تین شبانہ روز اپنے خبیث لشکر پر حلال کر دیں۔ (۱۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر پارے کو تین دن بے آب ودانہ رکھ کر مع ہمراہیوں کے

(جن کی تعداد بہتر ۷۲ تھی "فتاوی رضویہ ۱۴/۵۴۳") تیغ ظلم سے پیاسا ذبح کیا (۱۲) مصطفی ﷺ کے گود کے پالے ہوئے تن نازنین پر بعد شہادت گھوڑے دوڑائے گئے۔ (۱۳) تمام استخوان مبارک چور ہو گئے۔ (۱۴) سرِ انور کہ محمد ﷺ کا بوسہ گاہ تھا کاٹ کر نیزہ پر چڑھایا اور منزلوں پھرایا۔ (۱۵) حرم محترم مخدرات مشکوئے رسالت قید کئے گئے۔ (۱۶) اور بے حرمتی کے ساتھ اس خبیث کے دربار میں لائے گئے اس سے بڑھ کر قطع رحم اور زمین میں فساد کیا ہو گا؟

ملعون ہے وہ جوان ملعون حرکات کو فسق و فجور نہ جانے، قرآن عظیم میں صراحۃ اس پر "لعنهم الله" (ان پر اللہ کی لعنت ہے) فرمایا۔

لہذا امام احمد (بن حنبل) اور ان کے موافقین ان پر لعنت فرماتے ہیں۔ اور ہمارے امام اعظم (ابوحنیفہ نعمان بن ثابت) نے "لعن و تکفیر" سے احتیاطاً سکوت فرمایا کہ اس سے فسق و فجور متواتر ہیں کفر متواتر نہیں، اور بحال احتمال نسبت کبیرہ بھی جائز نہیں نہ کہ تکفیر، اور امثال وعیدات مشروط بعدم توبہ ہیں لقولہ تعالیٰ:

"فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا اِلَّا مَنْ تَابَ" (پارہ 16 مریم 60.59)

(تو عنقریب دوزخ میں غی کا جنگل پائیں گے۔ مگر جو تائب ہوئے)

اور توبہ تادم غرغرہ مقبول ہے۔

اور اس کے عدم پر جزم نہیں اور یہی احوط و اسلم ہے مگر اس کے فسق و فجور سے انکار کرنا اور امام مظلوم پر الزام رکھنا ضروریات مذہب اہل سنت کے خلاف ہے، اور ضلالت و بدمذہبی صاف ہے بلکہ انصافاً یہ اس قلب سے متصور نہیں جس میں محبتِ سید

عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا شمہ ہو۔"

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ" (پارہ 19 الشعراء 227)

(اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ت) شک نہیں کہ اس کا قائل ناصبی، مردود، اور اہل سنت کا عدو عنود ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ۱۴/ ۵۹۱، ۵۹۲۔۵۹۳)

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ اور استدلال:

یزید پلید کے متعلق امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے کفر کا فتوی دیا، چنانچہ امام احمد رضا قادری حنفی علیہ الرحمہ کے فتاوی شریف کی منقولہ بالا عبارت کے شروع میں یہ عبارت ہے جس میں امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتوی اور وجہ استدلال ہے۔ ملاحظہ ہو، فتاویٰ رضویہ شریف کی۔

عبارت "یزید پلید علیہ مایستحقہ من العزیز المجید" قطعاً یقیناً باجماع اہلسنت فاسق وفاجر وجری علی الکبائر تھا۔ اس قدر پر آئمہ اہلسنت کا اطباق و اتفاق ہے، صرف اس کی تکفیر ولعن میں اختلاف فرمایا۔ (فتاویٰ رضویہ شریف کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ یزید پلید کے فاسق وفاجر اور مرتکب کبائر ہونے پر اہل سنت کا اتفاق ہے البتہ اس کی تکفیر اور اس پر لعنت کرنے میں اختلاف ہے راقم) امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اتباع وموافقین اسے کافر کہتے ہیں اور بہ تخصیص نام اس پر لعنت کرتے ہیں اور اس آیہ کریمہ سے اس پر سند لاتے ہیں۔

"فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ" (پارہ 26 محمد 22.23)

کیا قریب ہے کہ اگر والی ملک ہو تو زمین میں فساد کرو اور اپنے نسبی رشتہ کاٹ دو یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت فرمائی تو انہیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔ (فتاویٰ رضویہ شریف ۱۴/۵۹۱، ۵۹۲ جدید) ذکر کردہ عبارت کے بعد وہ عبارت ہے جو ہم نے پہلے نقل کی، واللہ تعالیٰ اعلم و رسولہ اعلم بالصواب.

معلوم ہوا کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ یزید کی تکفیر سے احتیاطاً سکوت فرماتے ہیں جب کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ یزید پلید کے کافر ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں' واللہ و رسولہ اعلم بالصواب

یزید کو اگر کوئی کافر کہے تو؟:

''ملفوظات اعلیٰ حضرت میں ہے کہ ''یزید کو اگر کوئی کافر کہے تو ہم منع نہیں کریں گے اور خود نہ کہیں گے۔'' (ملفوظات اعلیٰ حضرت ۱/ ۱۳۸ مشتاق بک کارنر لاہور)

بعض گمراہ لوگ:

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی فقہ حنفی کی عالمی شہرت یافتہ کتاب بہار شریعت میں فرماتے ہیں کہ''

یزید پلید فاسق، فاجر، مرتکب کبائر تھا، معاذ اللہ اس سے اور ریحانہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا نسبت...؟! آج کل جو بعض گمراہ کہتے ہیں کہ: ''ہمیں ان کے معاملہ میں کیا دخل؟ ہمارے وہ بھی شہزادے، وہ بھی شہزادے''۔ ایسا بکنے والا مردود، خارجی، ناصبی مستحقِ جہنم ہے۔ ہاں! یزید کو کافر کہنے اور اس پر لعنت کرنے میں علمائے اہلِ سنّت کے تین قول ہیں اور ہمارے امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک سکوت، یعنی ہم اسے فاسق فاجر کہنے کے سوا، نہ کافر

کہیں، نہ مسلمان۔ (بہار شریعت حصہ اوّل)

یزید کتوں کے ساتھ کھیلتا تھا:

جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر ملی تو آپ نے لوگوں کے سامنے خطاب فرمایا جس میں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان بیان کی اور یزید پلید اور یزیدیوں کی مذمت کی اور اس میں یہ بھی بیان فرمایا کہ "یزید شراب پینے اور کتوں کے ساتھ کھیلنے اور دینِ متین کے امور کو ہلکا جاننے میں مشہور ہے، اس کے علاوہ بھی یزید کی برائیاں بیان کیں، عاب یزید بشرب الخمر واللعب بالکلاب والتھاون بالدین واظھر ثلبه (حیوٰۃ الحیوان ۱/۶۰)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے یزید کے حامی کو کوڑے مارے:۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی مجلس میں ایک مرتبہ کسی شخص نے یزید کا ذکر کرتے ہوئے اس کو امیر المومنین کہہ دیا اس پر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تو یزید کو امیر المومنین کہتا ہے پھر اس شخص کے متعلق حکم فرمایا کہ اس کو کوڑے مارے جائیں امر به فضرب عشرین سوطا"، چنانچہ تعمیل حکم میں اس کو بیس کوڑے مارے گئے۔" (تہذیب التہذیب، ترجمہ نمبر ۹۰۶۹ ص ۲۲۲، جلد نمبر ۶، دار المعرفہ بیروت)

قبیلے تین ظالم چار:۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کا اس حال میں وصال مبارک ہوا کہ آپ تین قبیلوں کو ناپسند فرماتے۔ (۱) قبیلہ ثقیف (۲) بنی حنیفہ (۳) بنی امیہ حدیث شریف کے الفاظ ملاحظہ ہوں، عن عمران بن حصین قال مات

النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وھو یکرہ ثلاثہ احیاء ثقیف وبنی حنیفۃ وبنی امیۃ (اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت فرمایا اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔ (مشکوۃ ۲/۴۱۰ مناقب قریش وذکر القبائل فصل ثانی رقم ۵۹۹۲۔ ترمذی ۳۹۴۳)

اس حدیث کی شرح میں سیدی شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ (۱) قبیلہ ثقیف میں ظالم حجاج بن یوسف ہوا جس نے ایک لاکھ بیس ہزار مسلمانوں کو قید کر کے قتل کیا، اور بنی حنیفہ میں مسیلمہ کذاب ہوا جس نے نبوت کا جھوٹا دعوی کیا۔ (۳) اور بنی امیہ میں یزید اور ابن زیاد جیسے ظالم ہوئے جنہوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا اور ابن زیاد نے جو کچھ بھی کیا یزید کے حکم اور رضا سے کیا۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے منبر پاک پر بندر کھیل کود رہے ہیں، آپ نے اس کی تعبیر بنی امیہ ہی کو قرار دیا۔ (اشعۃ اللمعات حصہ ۴، ص ۶۲۳، مکتبہ نوریہ سکھر)

توجہ رہے "ثقیف" بنی ہوازن کا ایک خاندان ہے اس کے مورث اعلی کا لقب ثقیف تھا، اور اس کا نام "قسمی ابن منبہ ابن بکر ابن ہوازن" ہے کمافی القاموس اور بنی حنیفہ بھی ایک قبیلہ ہے اور یہ " اثال بن لجیم " کی اولاد ہیں "اثال" کا لقب "حنیفہ" تھا، حنیفہ، سفینہ کے ہم وزن ہے، اسی قبیلہ کی ایک خاتون جن کا نام "خولہ بنت جعفر الحنفیہ" ہیں جو کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں اور محمد بن علی بن ابی طالب کی ماں ہیں۔ (مرقات ۱۱/۲۶۴ ملتان)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں ان سے حضرت علی کی جو نسل چلی ان کو علوی کہا جاتا ہے، اور "بنی امیہ" مشہور قبیلہ ہے، اس قبیلہ سے حضرت عثمان غنی ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، امیہ ہاشم کا بھائی تھا، ہاشم

کی اولاد ہاشمی کہلاتی ہے اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور امیہ کی اولاد اموی یا بنی امیہ کے نام سے موسوم ہے۔ (مراۃ شرح مشکوۃ ۸/۲۹۱ لاہور)

اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

کہ ''ان تینوں قبیلوں کو ناپسند فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں بعض لوگ بڑے موذی وخطرناک ہوئے ہیں، بنی ثقیف میں ظالم ''حجاج ابن یوسف اور بنی حنیفہ میں مسیلمہ کذاب جس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا (۳) بنی امیہ میں ''یزید'' عبید اللہ ابن زیاد'' جیسے ظالم ہوئے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ بنی امیہ کا ہر فرد حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ناپسند تھا اور نہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بنی امیہ میں وہ ہستی ہیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دو بیٹیوں کے خاوند ہوئے اس لیے آپ کو ذوالنورین یعنی دونور والا کہا جاتا ہے اس دنیا میں کوئی شخص کسی نبی کی دو صاحبزادیوں کا خاوند نہیں ہوا سوا آپ کے، ایسے ہی حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنی امیہ سے ہیں۔ (مراۃ شرح مشکوۃ ۸ ص ۲۹۱ مکتبہ اسلامیہ لاہور)

حضرت عمران بن حصین:

نقل کردہ حدیث پاک کے راوی حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی ہیں، حضرت ابو ہریرہ کے ساتھ خیبر کے سال اسلام لائے، تیس سال بستر علالت پر رہے، چلنے پھرنے سے معذور تھے، آپ کو فرشتے سلام کرتے تھے ایک دوست آپ کی حالت زار دیکھ کر رونے لگے، آپ نے فرمایا اگر تم کو میری اندرونی حالت کی خبر ہوتی تو تم مجھ پر خوشی حاصل کرتے، مجھے فرشتے برملا سلام کرتے ہیں، انہیں جواب دیتا ہوں اس لذت میں مجھے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی میری زندگی میں یہ بات کسی سے نہ کہنا۔

(مراۃ ۸/۲۹۱ لاہور اشعۃ اللمعات ۴/ نوریہ رضویہ سکھر)

آپ کے والد نے بھی اسلام قبول کیا آپ نے باون ۵۲ میں بصرہ میں وفات پائی۔

(مرقات ۱۱/۲۶۴ مکتبہ امدایہ ملتان)

مدینہ منورہ پر چڑھائی:

سیدی شیخ عبدالحق محدث دہلوی جذب القلوب میں فرماتے ہیں کہ ”شہادت امام حسین کے بعد تمام برائیوں سے عظیم تر برائی وہ ہے جو یزید پلید کے زمانے میں مدینہ منورہ کے اندر واقع ہوئی یزید پلید نے مسلم بن عقبہ کی سرگردگی میں مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لیے ایک لشکر بھیجا چنانچہ اس مسلم بن عقبہ نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کی اس کی حرمت کو پامال کیا ایک ہزار سات سو مہاجرین وانصار صحابہ کرام علمائے تابعین سات سو حفاظ قرآن دس ہزار عوام الناس کو ذبح کیا، عورتیں اور بچے اس کے علاوہ ہیں ستانوے قریش کے ہزار دوشیزگان حرم محترم کی عصمت دری کی مسجد نبوی شریف میں گھوڑے دوڑائے ریاض الجنۃ میں گھوڑے باندھے لید اور پیشاب سے اسے نہ پاک کیا تین روز تک مسجد نبوی شریف میں اذان ونماز ادا نہ کرنے دی گئی۔ (جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۳۴، ۳۵ فارسی نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی بے حرمتی:

سیدی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ ”لوگوں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کی داڑھی مبارک جڑ سے نوچی ہوئی ہے لوگوں نے پوچھا کہ کیا صورت ہے کیا آپ اپنی داڑھی سے کھیلا کرتے ہیں اور نوچا کرتے ہیں؟ تب آپ نے فرمایا نہیں یہ مجھ پر اہل شام کا ظلم ہوا ہے واقعہ حرہ میں ایک جماعت شامیوں کی میرے گھر

گھس آئی اور جو کچھ مال و متاع اور اسباب تھا سب لوٹ لے گئی اس کے بعد دوسری جماعت گھس آئی انہوں نے جب میرے گھر میں کچھ نہ پایا تو غصہ میں آ کر باری باری میری داڑھی شریف اکھیڑ کر اس حال میں کر دی جو تم دیکھ رہے ہو۔ (جذب القلوب الی دیار المحبوب مترجم ص ۴۶)

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ کی بے حرمتی:۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ جو کبار تابعین میں سے ہیں کو مسلم بن عقبہ (اس شخص کی سرکردگی میں یزیدی لشکر نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کی تھی اس کو تاریخ میں واقعہ حرہ کہا جاتا ہے) کے سامنے لایا گیا مسلم بن عقبہ نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یزید کی بیعت کرو، اس پر حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کے طریقہ پر بیعت کی ہے، اس پر اس نے حضرت کی گردن مار دینے کا حکم دیا، اسی اثنا میں ایک شخص نے کھڑے ہو کر ان کے جنون کی گواہی دی تو اس نے حضرت کو چھوڑ دیا، حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے سوا کوئی شخص مسجد نبوی شریف میں نہیں رہتا تھا، اہل شام مجھے آ کر دیکھتے اور کہتے یہ بڈھا دیوانہ یہاں کیا کرتا ہے؟ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر نماز کے وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارکہ سے اذان اور اقامت کی آواز سنتا اور نماز ادا کرتا۔ (جذب القلوب الی دیار المحبوب مترجم ص ۴۴ و ۴۶)

یزید پلید نے مکہ معظّمہ پر بھی لشکر کشی کی:۔

واقدی نے کئی طرق سے بیان کیا ہے "کہ حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "خدا کی قسم! ہم نے یزید کے خلاف اس وقت بغاوت کی جب ہمیں خدشہ ہو گیا کہ آسمان سے ہم پر پتھر برسائے جائیں گے وہ شخص (یزید) لڑکوں کی ماؤں، بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح

کرتا تھا، شراب نوشی کرتا اور نماز چھوڑتا تھا"۔ (الصواعق المحرقۃ مترجم ص ۷۰۳ شبیر برادرز لاہور)

شارح بخاری نائب مفتی اعظم ہند مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "پھر یزید کے حکم کے بموجب یزیدی لشکر مکہ معظمہ پر حملہ آور ہوا، اس ارض پاک کا جس کے جنگلی جانور کو اڑا کر اس کی جگہ سایہ میں نہیں بیٹھ سکتے محاصرہ کر لیا، آتش بازی کر کے کعبۃ اللہ کے پردے اور چھت کو جلا دیا، فدیہ حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے سینگ جل گئے، اسی اثناء میں ان سارے مظالم کے بانی مبانی یزید کو اپنے کیفر کردار تک پہنچنے کا وقت آ گیا اور وہ اپنے ٹھکانے گیا"۔ (رسائل محرم میں سے رسالہ حکومت یزید ص ۳۷ والضحیٰ پبلی کیشنز لاہور)

توجہ رہے سیدہ بی بی فاطمہ کی صاحبزادی سیدہ زینب بنت علی و فاطمہ اخت امام حسن و حسین واقعہ کربلا میں امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کے جملہ رفقاء میں سے تھیں، ان کے شہزادے عون اور محمد بھی شریک سفر ہوئے تھے، سیدہ زینب حضرت عبداللہ بن جعفر کے نکاح میں تھیں۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کی ازواج پاک:۔

امام عالی مقام امام حسن رضی اللہ عنہ نے کئی شادیاں فرمائیں چند ازواجِ پاک کے نام ذکر کیے جاتے ہیں۔ (۱) فاطمہ بنت ابو مسعود عقبہ بن عمر بن ثعلبہ (۲) خولہ بنت منظور بن ریان بن عمر بن جابر بن عقیل (۳) سلمی بنت امراء القیس (۴) ام اسحاق بنت طلحہ (۵) حبدہ بنت ھبیرہ مخزومی (۶) عائشہ بنتِ عثمانِ غنی (۷) ام کلثوم بنت فضل بن عباس بن عبدالمطلب۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کے شہزادے:۔

(۱) حضرت زید (۲) حسن مثنیٰ (۳) طلحہ (۴) اسمعیل (۵) عبداللہ (۶) حمزہ (۷)

یعقوب (۸) عبدالرحمٰن (۹) ابوبکر (۱۰) حسین (۸) قاسم (۱۲) عمر، رضی اللہ عنہم۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کی صاحبزادیاں:۔

(۱) فاطمہ (۲) ام سلمہ (۳) ام عبداللہ (۴) ام الحسین (۵) ام الحسن۔

صاحبزادوں میں سے (۱) حضرت عمر (۲) حضرت قاسم (۳) حضرت عبداللہ میدان کربلا میں شہید ہوئے۔

امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کی ازواج پاک:۔

(۱) حضرت لیلیٰ یا پھر آمنہ بنت ابی مرہ عروہ بن مسعود ثقفی (۲) حضرت شہر بانو (۳) ام اسحاق بنت طلحہ (۴) حضرت رباب بنت امراء القیس (۵) حضرت حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق، (۶) حضرت ام جعفر (۷) بنت ابو مسعود انصاری۔

امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کے شہزادے:۔

(۱) علی اکبر (۲) علی اوسط، امام زین العابدین (۳) علی اصغر (۴) محمد (۵) جعفر

امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہزادیاں:

(۱) حضرت فاطمۃ الکبریٰ (۲) حضرت فاطمۃ الصغر ی (۳) حضرت سکینہ رضی اللہ عنہن۔

سلسلہ اولاد:

امام عالی مقام امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسل مبارک آپ کے شہزادے (۱) حضرت زید (۲) اور حضرت حسن مثنیٰ سے چلی جب کہ امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسل مبارک آپ کے شہزادے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے چلی۔

توجہ رہے امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کی ازواج و اولاد پاک کے اسماء ہم نے کتاب "

خاندان مصطفیٰ ﷺ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نقل کیے ہیں، واللہ ورسولہ اعلم بالصواب۔

مختار ابن عبید اور حجاج ابن یوسف:

توجہ رہے بنی ثقیف میں مختار ابن عبید بن مسعود ثقفی ہوا ہے، مختار کا باپ صحابی ہے، مختار ہجرت کے سال پیدا ہوا ۷۷ میں اسے مصعب ابن عمیر نے قتل کیا حضرت علی شیر خدا سے بغض رکھتا تھا کوفے میں دعوی نبوت کیا اس وجہ سے اس کا نام کذاب رکھا گیا یہ کہتا تھا کہ حضرت جبرئیل میرے پاس وحی لے کر آتے ہیں پہلے خارجی تھا پھر زبیری ہو گیا پھر رافضی ہو گیا، اس نے نہ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا نہ ہی حضور کی صحبت حاصل ہوئی نہ ہی روایت کرنا نصیب (مرقات ۲۶۴/۱۱ ملتان، مکتبہ امدایہ)

یہ واقعہ کربلا کے بعد شہداء کربلا کا بدلہ لینے کے بہانے اٹھا تو لشکر عظیم اس کے ساتھ ہو گیا اس نے ابن زیاد کو قتل کیا پھر دعوی نبوت کیا اور عبد الملک ابن مروان کے زمانہ میں مارا گیا، اسی مختار کی قبر کوفہ میں ہے شیعہ لوگ اس کی قبر کا بڑا احترام کرتے ہیں مگر یہ مرا مرتد ہو کر اس نے سولہ مہینے حکومت بھی کی۔ (مراۃ شرح مشکوۃ ۲۹۲/۸ مکتبہ اسلامیہ لاہور)

جب کہ حجاج بن یوسف، عبد الملک بن مروان کی طرف سے عراق اور خراسان کا حاکم تھا یہ واسط میں ہلاک ہوا شوال ۷۵ پچھتر میں عمر چون سال ہوئی، جن لوگوں کو حجاج ابن یوسف نے باندھ کر قتل کیا ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار ہے اور جو مسلمان معرکہ جنگ میں شہید ہوئے ان کی تعداد پچاس ہزار ہے دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا ظالم ہوا ہو خدا کی پناہ، (مراۃ شرح مشکوۃ ۲۹۲/۸ لاہور اشعۃ اللمعات ۶۲۳/۴ نوریہ سکھر) حجاج بن یوسف کی جیل کی چھت بھی نہ تھی، اس کے مرنے پر حضرت امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ اور دعا کی

''اے اللہ تو نے حجاج کو موت دے دی ہے تو اس کے طریقہ کو بھی ہم سے مٹا دے۔''

جب کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر ہر اُمت کے لوگ اپنے اپنے خبیثوں کو لائیں اور ہم اپنے خبیث کو لائیں تو ہم غالب آ جائیں گے۔'' علماء کی ایک جماعت نے اس کی تکفیر بھی کی ہے۔ (مقدمہ ھدایہ آخرین از عبدالحی لکھنوی)

حجاج ابن یوسف کی تکفیر:۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خاں قادری برکاتی علیہ الرحمۃ ''تقویۃ الایمان'' نامی رسوائے زمانہ کتاب کی ایک عبارت کا رد کرتے ہیں جس میں معاذ اللہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرتے ہوئے لکھ دیا گیا ہے ''میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں''۔ (تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان الفصل الخامس ص ۴۲ مطبع علیمی لاہور) معاذ اللہ ثمہ معاذ اللہ

وہابیوں کے پیشوا کی اس کفریہ عبارت پر اعلیٰ حضرت ایک حدیث شریف نقل فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار''۔

جو دانستہ مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے۔

(بخاری ۱/۲۱ کتاب العلم باب اثم من کذب علی النبی ﷺ قدیمی کتب خانہ)

اس حدیث پاک کی روشنی میں اسماعیل قتیل دہلوی کیا ٹھکانہ ہوگا وہ احباب خود ہی اندازہ فرمالیں۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء'' بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کیا ہے کہ پیغمبروں کے بدن کھائے۔

(ابوداود ۱/۱۵۰ باب تفریع ابواب الجمعہ۔ نسائی ۱/۲۰۴ کتاب الجمعہ۔ ابن ماجہ ص ۷۷ باب ماجاء فی فضل الجمعہ)

حضور سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ کا شجرہ نسب

مرکز تجلیات منبع فیوض و برکات حضور سیدنا گنج بخش علی ہجویری (۲) بن عثمان (۲) بن علی (۳) بن عبدالرحمٰن (۵) بن شجاع (۶) بن ابوالحسن علی (۷) بن حسن اصغر (۸) بن زید (۹) بن حضرت امام حسن (۱۰) بن امام الاولیاء والاصفیاء سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم و رضی اللہ عنہ والہ الکریم، اس سے معلوم ہوا آپ کہ حسنی سید ہیں، اور آپ کی والدہ ماجدہ حسینی سادات میں سے تھیں لہذا داتا حضور نجیب الطرفین سید ہیں۔

حضور سیدنا غوث اعظم قطب ربانی الشیخ عبدالقادر جیلانی کا شجرہ نسب

سرکار غوث اعظم قطب ربانی محبوب سبحانی الشیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی (۱) بن موسیٰ (۲) بن عبداللہ (۳) بن یحییٰ الزاہد (۴) بن داؤد (۵) بن موسیٰ (۶) بن عبداللہ (۷) بن موسیٰ الجون (۸) بن عبداللہ محض (۹) بن حسن مثنیٰ (۱۰) بن امام حسن (۱۱) بن حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

توجہ رہے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ باپ کی جانب سے حسنی جب کہ ماں صاحبہ کی جانب سے حسینی سید ہیں یعنی آپ نجیب الطرفین ہیں، یہ آپ کا نسب نامہ پدری ہے جو ہم نے حصول برکت کے لیے ذکر کیا، جب کہ نسب نامہ مادری اسطرح ہے۔

حضور سیدنا محبوب سبحانی غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی (۱) بن ام الخیر امۃ الجبار سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا (۲) بنت السید عبداللہ صومعی الزاہد (۳) بن امام جلال الدین محمد (۴) بن امام السید محمد (۵) بن السید ابوعطاء عبداللہ (۶) بن امام السید کمال الدین عیسیٰ (۷) بن امام السید ابوعلاء الدین محمد الجواد (۸) بن امام علی رضا (۹) بن

اعلیٰ حضرت اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ''ابوداود'' ''نسائی'' ''ابن ماجہ'' ''امام احمد' ابن خزیمہ' ابن حبان' دارِ قطنی' حاکم' ابونعیم' وغیرہم ائمہ حدیث نے حضرت اوس بن اوس سے روایت کی' امام الآئمہ ابن خزیمہ' ابن حبان' دارِ قطنی نے اس کی تصحیح اور امام عبدالغنی' امام عبدالعظیم منذری نے تحسین کی' حاکم نے کہا بشرط بخاری صحیح ہے' ابن دحیہ نے کہا صحیح ہے محفوظ ہے ثقات عدول کے سلسلے سے آئی ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمۃ وہابیوں سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں'' وہابی صاحبو! تمہارے پیشوا (اسماعیل دہلوی) نے یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں کیسی صریح گستاخی کی؟

اس کے بعد زرقانی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حجاج بن یوسف نے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اس طرح کے گستاخانہ الفاظ کہے تھے جس پر علماء کرام نے اس کو کافر قرار دیا تھا چنانچہ فرماتے ہیں ''ابوالعباس مبرد نے کامل میں لکھا کہ ان باتوں مین جن کے سبب علمائے کرام نے حجاج ظالم کو کافر کہا ایک یہ ہے کہ اس نے لوگوں کو روضۂ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا طواف کرتے دیکھا تو بولا ''انما یطوفون باعواد ورمّة قال الدمیری کفروه بھذا لانه تکذیب لقولہٖ صلی اللّٰہ علیه وسلم ان اللّٰہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء'' کچھ لکڑیوں اور گلے ہوئے جسم کا طواف کر رہے ہیں (معاذ اللہ) علامہ کمال الدین دمیری نے فرمایا علماء نے اس قول پر اس وجہ سے تکفیر کی کہ اس میں ارشاد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام کا جسم کھانا حرام کیا ہے۔ (فتاوی رضویہ ۱۹۸/۱۵ رضا فاؤنڈیشن لاہور۔ شرح زرقانی علی المواھب

المدنیہ المقصد الاول قصہ الفیل ۱/۹۰ دار معرفہ بیروت)

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ بطورِ افادہ فرماتے ہیں کہ "یہ روضہ اقدس کا طواف کرنے والے تابعین یا اقل درجہ تبع تابعین تو ضرور تھے"

(فتاوی رضویہ ۱۵/ ۱۹۹ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

جن کو دیکھ کر حجاج بن یوسف نے وہ الفاظ خبیثہ کہے جس پر علماء کرام نے اس کو کافر قرار دیا، تو جس طرح حدیث پاک کی تکذیب کرنے کی وجہ سے حجاج بن یوسف کو کافر قرار دیا گیا اسی طرح تقویۃ الایمان والی عبارت کو کفریہ قرار دیا جائے گا۔

امام موسیٰ کاظم (۱۰) بن امام جعفر صادق (۱۱) بن امام محمد باقر (۱۲) بن امام زین العابدین علی (۱۳) بن سید الشہداء امام عالی مقام امام حسین (۱۴) بن حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہم اجمعین

نائب مصطفیٰ سید الاولیاء سلطان الہند خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کا شجرہ مبارکہ

حضور سیدنا خواجہ غریب نواز سلطان الہند رضی اللہ عنہ بھی نجیب الطرفین سید ہیں

نسب نامہ پدری:

حضور سیدنا سلطان الہند خواجہ غریب نواز چشتی اجمیری (۱) بن غیاث الدین (۲) بن سید کمال الدین (۳) بن سید احمد حسین (۴) بن سید طاہر (۵) بن سید عبد العزیز (۶) بن سید ابراہیم (۷) بن سید محمد مہدی (۸) بن امام حسن عسکری (۹) بن امام نقی (۱۰) بن امام تقی (۱۱) بن امام موسیٰ رضا (۱۲) بن امام جعفر، (۱۳) بن امام محمد باقر (۱۴) بن امام علی زین العابدین (۱۵) بن امام حسین (۱۶) بن حضرت علی رضی اللہ عنہم۔

نسب نامہ مادری:

خواجہ معین الحق والدین سلطان الہند سیدنا خواجہ غریب نواز چشتی اجمیری (۱) بن بی بی ماہ نور (۲) بنت سید داؤد (۳) بن عبد اللہ اسمٰعیل (۴) بن سید زاہد (۵) بن سید مورث (۶) بن سید داؤد (۷) بن سید موسیٰ (۸) بن سید عبد اللہ غنی (۹) بن سیدنا امام حسن مثنیٰ (۱۰) بن سیدنا امام حسن (۱۱) بن سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہم اجمعین۔

کتبہ محمد افضل قادری رضوی

۲۵ جمادی الثانی ۱۴۳۳ھ ہجری شب جمعرات

ادارے کی دیگر کتب

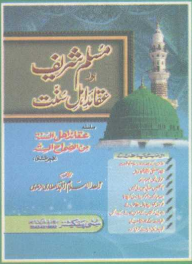

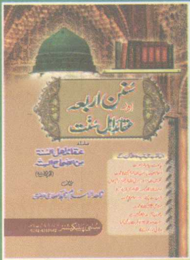

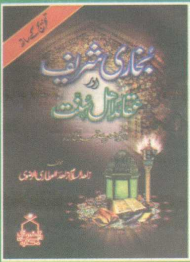

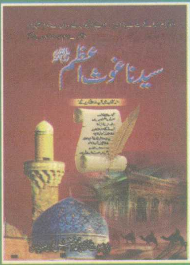

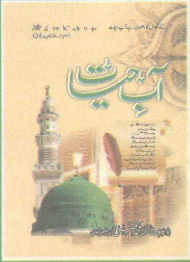

ادارے کی آنے والی کتب

قرآن شریف اور عقائد اہلسنت
زاہد السلام زاہد العطاری الرضوی

عقیدہ توحید
زاہد السلام زاہد العطاری الرضوی

شرح اربعین مجددیہ
علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی

مسانید صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی

گلدستہ ایمان
علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی

برکاتِ رضویہ شرح شمائل ترمذیہ
مفتی محمد افضل قادری رضوی امجدی

قرآن پاک کی آیات کے شانِ نزول
مفتی محمد افضل قادری رضوی امجدی

ناشر: سُنّی پبلیکیشنز
داتا دربار مارکیٹ لاہور
0342-4318542, 0332-4240208